ذوق خطیب

تالیف

ابوالوفا قاری

فیض المصطفےٰ عتیقی

مکتبہ نوریہ رضویہ

ذوقِ خطیب

سوئم

تالیف

ابوالوفا قاری فیض المصطفٰے اعتیقی

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

☎ 626046

نام کتاب ——— ذوقِ خطیب (حصہ سوئم)
مولف ——— ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
خطیب جامع مسجد عزیزیہ
واٹر سپلائی روڈ سرگودھا فون 700405
طابع ——— سید حمایت رسول قادری
کتابت ——— عبدالعزیز خوشنویس فیصل آباد
ایڈیشن ——— اوّل
تعداد ——— ایک ہزار
صفحات ——— ۴۴۸
سن اشاعت ——— دسمبر ۲۰۰۲ء
ناشر ——— مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد
قیمت ——— روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11 گنج بخش روڈ لاہور فون 7313885
مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد فون 626046
عتیقی کتب خانہ جامع مسجد عزیزیہ واٹر سپلائی روڈ سرگودھا

اَلاِنتِسَاب۔

فقیر اپنی اِس تالیف کو امام الانبیاء، حبیبِ کبریا، سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ، راحتِ دِل وجاں، جانِ کائنات، بے سہاروں کے سہارا، یتیموں کے ماویٰ و ملجا، شفیع المذنبین، سدرہ کے راہی، اللہ تعالیٰ کے پیارے ماہی، صدیق کے آقا عمر کے مولا، عثمان کے سردار، علی کے پیر، فاطمہ کے بابا حسنینِ کریمین کے پیارے نانا سیدنا و مولانا حضرت

محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

کے نام منسوب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یار فقیر کی اس کاوش کو قبول فرما کر ایک نظرِ رحمت فرما دے تو بیڑا پار ہو جائے۔

سگِ کوچۂ دیارِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

ابوالوفا قاری فیض المصطفےٰ اعتیقی،

اَلنَّذَر

فقیر اپنی یہ تالیف سرکارِ مدینہ، نورِ مجسم، کائنات کے والی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیاری رضاعی اماں، سیدہ، طیبہ، طاہرہ، حضرت اماں،

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کے نذر کرتا ہے۔ تاکہ سیدہ حلیمہ کی وساطت سے کملی والا خوش ہو جائے۔

سیدہ حلیمہ کے توسل سے پھر فقیر اپنی تالیف اپنی سگی والدہ محترمہ مخدومہ، جنابہ، عزت مآب،

حلیمہ بی بی صاحبہ

کی نذر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری والدہ ماجدہ پر اپنی کروڑ کروڑ ہا رحمتوں کا نزول فرمائے۔

آمین ثم آمین

ابوالوفا قاری فیض المصطفٰے عتیقی

اِنْتِسَابِ الاہداء

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، عُمدۃ الواصلین، زُبدۃ العارفین، حامیِ سُنّت، ماحیِ بدعت، عاشقِ مدینہ، صوفی باصفا، فنا فی الرسول

حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری امیر دعوتِ اسلامی دامت برکاتہم العالیہ

کے حضور ہدیہ پیش کرتا ہوں۔

جنہوں نے پاکستان کے چپے چپے پر پاکستان میں نہیں پوری دنیا میں دعوتِ اسلامی کے جھنڈے گاڑ کر لوگوں کے دلوں میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی گرمی پیدا کر دی، اللہ تعالیٰ قبلہ قادری صاحب کو عمرِ نوح علیہ السلام عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

سگِ غوثیت:۔

ابوالوفا قاری فیض المصطفےٰ عتیقی نقشبندی قادری سیالوی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ھدیۂ تبریک

آج سے تقریباً پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ بندہ ناچیز چاندنی مسجد محمدی کالونی گلی نمبر ۴، سرگودھا میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ جمعہ کے بعد مسجد کے خطیب صاحب نے اعلان کیا کہ آج رات بعد نمازِ عشاء اسی مسجد میں شانِ اولیاء پر ایک جلسہ ہوگا جس میں خطیب پاکستان، مناظرِ اسلام، حضرت علامہ قاری ابوالوفا فیض المصطفےٰ عتیقی خطاب فرمائیں گے۔ تمام دوست ضرور تشریف لائیں۔

میں نے اس سے پہلے بھی علامہ عتیقی صاحب کا بڑا نام سنا تھا لیکن سننے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ میں نے سوچا آج انشاء اللہ ضرور علامہ عتیقی صاحب کو سننا ہے۔ رات کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاضری ہوئی۔ حسبِ معمول تلاوت، نعت کے بعد علامہ عتیقی صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ تقریر مختصر تھی مگر سن کر بڑا لطف آیا، بڑا سرور آیا۔ جلسے کے بعد ہر بندہ کہتا تھا کہ واقعی عتیقی عتیقی ہے۔

اس تقریر کے بعد میں نے مکمل ارادہ کرلیا کہ اب انشاء اللہ جمعہ عتیقی صاحب کے پیچھے پڑھنا ہے۔ جب جمعہ پر حاضری ہوئی تو مسجد بظاہر بڑی چھوٹی تھی لیکن لوگ بڑے تھے۔ بڑی مشکل سے جگہ ملی۔ میں بیٹھ گیا۔ تقریر شروع کی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ علامہ عتیقی نے خطاب فرمایا۔ تقریر کیا تھی ہر حرف عشقِ رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر سوال آنے شروع ہو گئے۔
علامہ عتیقی نے ایسے جواب دیئے کہ مسلک حق اہلسنت وجماعت بریلوی سورج کی طرح واضح روشن کر دیا۔ دل کو بڑا کیف آیا کہ یار علامہ عتیقی صاحب صرف مقرر ہی نہیں بلکہ یہ تو بہت بڑے علامہ اور مناظر بھی ہیں۔ میں نے اس کے بعد ارادہ کر لیا کہ اب میں جہاں بھی ہونگا جمعہ علامہ عتیقی کے پیچھے ہی پڑھنا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پانچ سال ہو گئے ہیں۔ علامہ عتیقی کے خطابات سنتے ہوئے ہر جمعہ پر نیا خطاب، نیا موضوع، نئی تقریر، وقت ختم ہو جاتا ہے پر علامہ عتیقی کا بیان ختم نہیں ہوتا۔ پھر بیان میں بڑی چاشنی بڑی شیرینی بڑی لذت ہے۔ یہ سب میرے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ علامہ عتیقی صاحب پر دل کرتا ہے علامہ صاحب تقریر کرتے رہیں ہم سنتے رہیں۔ خطاب کا انداز نرالا، تقریر کے بیان کا سٹائل منفرد تحقیق بھی، عشق بھی، قرآن بھی، حدیث بھی، کر بھی، سر بھی، پھر ہر خطاب مفصل،
پچھلے دنوں علامہ عتیقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کی شان شروع فرمائی۔ اٹھارہ جمعے پر خطاب فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان شروع فرمائی۔ گیارہ جمعے خطاب فرمایا۔ پھر ہر جمعہ کے خطاب پر پونے دو دو گھنٹے۔ کمال ہے۔ اتنی تحقیق، اتنی تفصیل ہم نے نہیں سنی۔ پھر جب خطاب شروع ہوتا تو اسی طرح عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوب کر ہوتا ہے کہ ہر آنکھ پرنم ہو جاتی ہے۔ ہر دل پر چوٹ لگتی ہے۔ لگتا ہے یہ محفل پاکستان میں نہیں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر مدینہ پاک میں سرکار کے در کے سامنے ہو رہی ہے۔ ہمارے سرگودھا شہر میں اور آس پاس بڑے بڑے خطیب ہیں پر علامہ عتیقی

صاحب وہ سدابہار خطیب ہیں جن کے علم اور خطبات کی گواہی غیر مسلک والے بھی دیتے ہیں کہ یار واقعی عتیقی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑا ملکہ بڑا بیان کا طریقہ عطا فرمایا ہے کہ دنیا ان کے خطاب پر کھنچی چلی آرہی ہے۔ جمعہ پر مسجد عزیزیہ کا باہر والا روڈ بلاک ہو جاتا ہے۔

علامہ عتیقی صاحب کا سب سے بڑا کمال یہ ہے۔ آپ نہایت سادے کوئی فخر نہیں، کوئی غرور نہیں، کوئی وڈیائی نہیں، پھر یاروں کے یار ہیں، جس نے بلایا جب بلایا اگر ٹائم ہے تو انکار کا سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔

۵ اگست ۱۹۹۸ء کو میری والدہ ماجدہ وفات فرما گئیں، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔ میں نے ان کا چالیسواں جمعہ کے دن رکھا۔

علامہ عتیقی صاحب کے پاس حاضر ہوا۔ حضور آپ نے صبح دس بجے تشریف لاکر میری والدہ کے ختم میں شریک ہو کر تھوڑا سا خطاب بھی فرمانا ہے۔ ٹائم بڑا مختصر تھا۔ لیکن اس کے باوجود آپ تشریف لائے۔ خطاب فرمایا۔ سوال جواب بھی ہوئے۔ لوگ سن کر جھومتے رہے۔

اسی طرح پھر سال کے بعد ختم شریف آیا۔ علامہ عتیقی صاحب کو پھر دعوت دی۔ آپ تشریف لائے اور محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مفصل بیان فرمایا جو کہ وڈیو آڈیو میں خطاب بھرا گیا۔ پورے علاقے کے لوگ آج بھی سن کر محظوظ ہو رہے ہیں۔

آپ کے خطاب کے بے شمار آڈیو ڈیو کیسٹیں دستیاب ہیں، ہر جمعہ پر لوگ دور دور سے جب جمعہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں، ہر خطاب کی کیسٹیں لے جاتے ہیں۔ آپ اندازہ فرمائیں صرف پانچ ماہ کے جمعوں پر علامہ عتیقی صاحب کی پندرہ سو کیسٹیں خطاب کی لوگ لے چکے ہیں۔

علامہ عتیقی صاحب جس جگہ پر خطیب ہیں ان کے ساتھ ہی ایک دوسرے فرقے کے خطیب بھی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے علامہ عتیقی صاحب نے اپنی مسجد میں عشقِ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شمع جلا رکھی ہے کہ لوگ اُس ظلمت کی طرف دیکھتے بھی نہیں پھر کمال یہ ہے کہ جس موضوع پر تقریر شروع کرتے ہیں وہی موضوع آخر تک چلتا ہے۔

مقررین کی عادت ہوتی ہے کہ تقریر کے دوران کوئی واقعہ ادھر کا لیا۔ کوئی اُدھر کا ٹائم پورا ہو گیا۔ لیکن علامہ عتیقی کا یہ منفرد انداز ہے جو شروع کیا وہ ہی ختم بھی کیا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میری نظر نے علامہ عتیقی صاحب جیسا بے باک، نڈر، حسنِ صورت، حسنِ سیرت جیسا حافظ قاری مقرر، مناظر، خطیب، علامہ نہیں دیکھا۔ اس لئے میں دوستوں کو بھی کہتا ہوں کہ جمعہ پر سُرور لینا ہے تو عزیزیہ مسجد میں جمعہ آکر پڑھو۔ انشاء اللہ پورا ہفتہ دل باغ باغ رہے گا۔

میں آخر میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرتا ہوں کہ خالقِ کائنات اپنے محبوب کے صدقے سیدنا غوث پاک کے توسل سے سیدنا امام حسین کے وسیلے سے علامہ عتیقی جیسے عاشقِ مدینہ کے علم میں، عمل میں، آواز میں، عمر میں، جان میں، کاروبار میں، بال بچوں میں، دن رات ترقی عطا فرمائے۔ ان کا سایہ ہم پر تا دیر دائم قائم فرما، اور ان جیسے عالموں کے صدقے سے اللہ تعالیٰ مجھ فقیر پر بھی اپنا خصوصی کرم فرما کر دین دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین ثم آمین

والسلام

خادم اہلسنت، ٹھیکیدار محمد اشرف نقشبندی مغل المعروف بھولا
مکان نمبر ۱۸ بی گلی نمبر ۲، برہان کالونی سرگودھا

۲۸ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ
بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم ط

نگاہِ اوّل

تمام تعریفوں کے لائق وہ ذات ہے جس نے ساری کائنات تخلیق فرما کر اس کے حسن و جمال کو دوبالا فرمایا۔ پھر کروڑہا درود و سلام ہوں اس آمنہ رضی اللہ عنہا کے دُرِّ یتیم پر جس کے صدقے خالق کائنات نے اس ساری بزم کو سجایا۔

معزز ناظرین کرام! فقیر نے آج سے چند سال پہلے تحریری میدان میں قدم رکھا۔ اس میدان میں آنے سے پہلے فقیر کو اس کی کوئی سوجھ بوجھ نہیں تھی، بس خالق کائنات کے کرم پر اور اس کے سہارے پر اور اس کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کے پیش نظر یہ سلسلہ شروع کیا۔ میں سوچتا تھا کہ تحریری میدان بڑا وسیع اور گہرا ہے۔

اس میدان میں بڑے بڑے تحریر کے سلطان اور بادشاہ موجود ہیں۔ میں کیا میری اوقات کیا۔ پر میری سوچ پر خالق کائنات کی قدرت مسکرا رہی تھی گویا وہ فرما رہی تھی۔ عتیقی ٹھیک ہے تو کچھ بھی نہیں ٹھیک ہے۔ تو ناتجربہ کار ہی سہی ٹھیک ہے۔ تیرے پاس کچھ ہی نہ سہی۔ پر ہے تو میرے یار کا غلام ہے تو کملی والے کا ثناء خواں ہے تو میرے حبیب کے گیت گانے والا۔ اگر تجھے یار کے صدقے محبوب کے طفیل کملی والے کے وسیلے سے

عزتیں نہ دوں، شانیں نہ دوں، شہرت نہ دوں، سوسائٹی میں مقام اور مرتبہ نہ دوں تو پھر کہنا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! واقعی چند سالوں میں خالقِ کائنات نے فقیر پر بڑا ہی کرم کیا ہے۔ بڑی ہی مہربانی فرمائی ہے۔ بڑی ہی عزت دی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا سبب کیا ہے۔ اس کی حکمت کیا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ وجہ یہ ہے سبب یہ ہے۔ حکمت یہ ہے کہ جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا۔ آقا تو نے خرید کر انمول کر دیا۔

"ماہ اجمیر" چھپی، پھر "ذوقِ خطیب" اول چھپی، پھر "امامت کا حقدار کون" چھپی، پھر "ذوقِ خطیب" دوم چھپی، جہاں بھی یہ کتابیں پہنچیں، جس نے بھی پڑھیں، وہ دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہا۔ وہ محبت کا خط لکھنا نہ بھولا۔

خاص کر "ذوقِ خطیب" دوم کے بعد تو دوستوں کا اصرار بہت ہی زیادہ ہوگیا کہ عتیقی صاحب "ذوقِ خطیب" کا تیسرا حصہ کب چھپے گا؟ کیوں نہیں آپ جلدی لکھ رہے۔

میرے کرم فرما بھائی سید حمایت رسول قادری صاحب جو فقیر کی تصانیف کو بڑی محنت اور محبت سے چھاپ رہے ہیں وہ بھی فرمانے لگے کہ عتیقی صاحب، جلدی سے "ذوقِ خطیب" کا تیسرا حصہ لکھیں، لوگوں نے ہمیں بڑا مجبور کیا ہوا ہے کہ "ذوقِ خطیب" کا تیسرا حصہ کیوں نہیں آرہا۔

پورے پاکستان سے دوستوں کے احکامات آرہے ہیں۔ صرف پاکستان نہیں بلکہ انگلینڈ تک دوستوں کے احکام ملے ہیں۔ لیکن میری مجبوری ہے۔ باہر پورے پاکستان میں تقاریر کے لئے جانا۔ پھر مطالعہ کرنا۔ پھر باحوالہ بات لکھنا، پھر مناسبت پر اشعار تلاش کر کے لکھنا یعنی کتاب میں

تحقیق بھی ہو اور عشق کا رنگ بھی ہو۔ یہ دونوں چیزیں کتاب میں نہ ہوں تو لطف نہیں آتا۔ فقیر اپنی لکھی ہوئی بات کو کئی کئی مرتبہ پڑھتا ہے۔ اگر لطف آئے تو ٹھیک ہے نہیں تو قلم پھیر دیتا ہوں کیونکہ جب مجھے ہی لطف نہیں آئے گا تو ناظرین اور سامعین کو کیا لطف آئے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے سے میرے مرشد قطبِ زماں میاں غلام احمد شرقپوری علیہ الرحمۃ کی نگاہ کی بدولت مسلسل محنت رات کو ایک ایک بجے تک لکھنے کے بعد یہ کتاب مکمل ہوئی ہے۔

اگر دوستوں کا اصرار نہ ہوتا تو شاید ایک سال اور لیٹ ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تیسرا حصہ بھی مکمل ہو گیا۔ اب کتاب لکھی کیسے ہے؟ تحریر کیسی ہے؟ تالیف کا انداز کیسا ہے؟ یہ تو آپ کے حسنِ نظر پر منحصر ہے۔ اگر کہیں بات اچھی نہ لگے۔ تحریر میں سرور نہ آئے تو سمجھ لینا یہ سب نکمے عتیق کے گناہوں کی نحوست ہے۔

اگر بات اچھی لگے تحریر میں سرور آئے، دل کو کیف ملے تو پھر یہ میرا کمال نہ سمجھنا یہ سب کا سب میرے پیارے ربُّ العالمین کا کرم ہے جس نے مجھ جیسے بدعمل، بے علم سے اپنے سوہنے میٹھے مدنی کی شان لکھوالی ہے۔

اگر کتاب پسند آجائے، تحریر میں کیف محسوس ہو تو کنجوسی نہ کرنا۔ بخیلی نہ کرنا کیونکہ یہ بات کملی والے کے غلاموں میں نہیں ہوتیں، بلکہ سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر دل سے دعا مانگ دینا۔ کہ خالقِ کائنات، فقیر عتیق کے علم میں، عمل میں، تحریر میں، سوز میں، آواز میں، جان میں، مال میں، اولاد میں، گھر بار میں برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آپ دُعا کریں گے۔ آپ کا بگڑے گا کچھ نہیں۔ فقیر کی کھوٹی قسمت ہری بھری ہو جائے گی۔ مَیں بھی دُعا گو ہوں۔

اے خالق کائنات اپنے یار کے صدقے سے دُنیا کے سُنّی حنفی بریلوی مسلمانوں کی جان و مال اولاد، گھر بار میں برکتیں عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔ آخر میں اپنے کرم فرما مہربان دوست جناب محمد اشرف نقشبندی کا میں بڑا ہی احسان مند ہوں جنہوں نے اخلاقی اور مالی طور پر بھرپور میری مدد فرمائی اور بھائی چارے کا حق ادا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ ان کی تمام پریشانیاں دُور فرما کر ان کی محبت میں اور اضافہ فرمائے آمین۔ اب آخر میں یہ بات کہتے ہوئے اور دُعا کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا کہ

اِلٰہی نبی دے سفینے چہ ہوواں
پروہنا اوہدا ہر مہینے چہ ہوواں
اکھ میٹاں تے ہووے گھر میرا
اکھ کھولاں تے بیٹھا مدینے چہ ہوواں

آمین

والسلام

خادم العلماء والاولیاء
ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ عتیقی
خان روڈ سرگودھا

پہلا وعظ مبارک

دائی حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمِ۔ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ ؕ

"اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی" ؕ

(پ ۳۰ سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۵)

ترجمہ: کیا اُس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دی۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآنِ مجید فرقانِ حمید کی ایک مقدس آیتِ کریمہ حصولِ برکت کی خاطر آپ حضرات کی خدمت میں تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ اِنشاء اللہ آج کی اِس بابرکت محفل میں سیدالاوّلین، امام المرسلین،

حبیبِ کبریا، باعثِ کون و مکاں، نورِ مجسّم، شفیعِ معظّم، تاجدارِ مکان و لامکاں، کائنات کے آقا و مولا سیّدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی رضاعت پاک اور بچپن مقدّس کا تذکرہ کروں گا۔ دُعا کرو خالقِ کائنات مجھے حق سچ بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے اور استقامت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

میرے دوستو! سارے نبیوں کے بعد جب تمہارے، میرے آقا کی دُنیا میں جلوہ گری ہوئی تو ہر طرف بہار ہی بہار آ گئی، چہار سُو خوشبوؤں کی لہر دوڑ گئی۔ کائنات کا ذرّہ ذرّہ مسرت میں جُھوم اُٹھا۔ حُوروں نے درود پڑھا، فرشتوں نے سلامی دی، خود خالقِ کائنات کی قدرت مسکرا پڑی اور ہر طرف یہ صدا آنے لگی کہ

چار سُو رحمتوں کے اُجالے ہوئے بزمِ کونین کے پیشوا آ گئے
ذرّے افلاک سے باتیں کرنے لگے مصطفیٰ آ گئے مصطفیٰ آ گئے
غم کے مارے ہوئے مسکرانے لگے ظلمتوں کے مکیں جگمگانے لگے
بے کسوں کے مقدّر ٹھکانے لگے سب کے محسن حبیبِ خدا آ گئے

صدائے خداوندی عزّوجل

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی، مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب ساری کائنات کے ہادی و ملجا، جنابِ محمد رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت ہوئی تو خالقِ کائنات نے صدا دی۔ بڑی خوش قسمت ہے وہ دائی جو میرے یار کو

دُودھ پلائے گی۔ بڑے برکت والے ہیں وُہ پستان جو میرے یار کے پاک دھن میں آئیں گے۔ بڑے مقدر والا ہے وُہ گھر جہاں میرا حبیب اپنے بچپن کے دن گزارے گا۔

اِس صدا کو سن کر اس آواز کو سن کر پرندوں نے کہا: اے خالق کائنات اگر اجازت ہو تو تیرے یار کو ہم اپنے آشیانے میں اٹھا کر لے جائیں اور زمین کی ہر پاک چیز تیرے یار کو پلا کر کھلا کر تیرے محبوب کی پرورش کریں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے پرندو یہ تمہارے بس کی بات نہیں؛

بادل کہنے لگے:

اے ربّ کائنات اگر اجازت ہو تو ہم تیرے حبیب کو اپنے سینے سے لگا لیں۔ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، ساری کائنات میں پھرائیں اور تیرے یار کی پرورش کریں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے بادلو یہ تمہارے بس کی بھی بات نہیں؛

فرشتے کہنے لگے: اے خالق کائنات، اگر اجازت ہو تو ہم تیرے محبوب کو اٹھا کر لے آئیں۔ ہم اُنہی کی پرورش کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے فرشتو! یہ ڈیوٹی ہم نے تم سے بھی نہیں لینی۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کائنات کی ہر مخلوق نے محبوب کی خدمت کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو فرمایا یہ تمہارے بس کی بات نہیں؟

آخر کار فرشتوں نے عرض کی، مولا کریم وُہ کون خوش نصیب ہے جو تیرے محبوب کی پرورش کرے گا۔ تیرے محبوب کو اپنا دُودھ پلائے گا۔ تیرے یار کے ناز اُٹھائے گا۔ تیرے حبیب کو اپنی گودی کھلائے گا۔ اپنے ویہڑے

کو گُل و گلزار بنائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمام عزتیں، یہ تمام بلندیاں ہم سب حلیمہ سعدیہ کو عطا فرمائیں گے۔ میرا محبوب، حلیمہ سعدیہ کا دُودھ پیئے گا۔ اُس کی گودی میں کھیلے گا۔ اُسی کے گھر کو جنت کا باغ بنائے گا۔ اُسی کی سوئی ہوئی قسمت جگائے گا۔

اَللہُ اکبر!

{ نزہت المجالس دوم ص۹۷، مواہب لدنیہ اول ص۱۵۹، ص۱۶۰
زرقانی جلد اول ص۱۴۱، معارج النبوت دوم ص۱۰۹، ص۱۱۰ }

جب میرے آقا حضرت آمنہ کی گود میں تشریف لائے تو سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، مجھے غیب سے آواز آئی۔ آمنہ رض اے طاہرہ اے کریمہ اپنا لال، اپنا لخت جگر، اپنا نورِ نظر کسی عام دائی کے حوالے نہ کر دینا بلکہ میرا یار حلیمہ سعدیہ کا پالک، دُودھ پیئے گا۔ سُبحان اللہ!

(جامع معجزات ص۲۳۲)

کیا شان ہے سیدہ حلیمہ کی، کیا مقام ہے میرے آقا کی دائی کا جس کا نام عرشوں پر بھی گونج رہا تھا۔ جس کے چرچے آسمانوں پر بھی ہو رہے تھے۔ جب فرشتوں نے جب آسمان کے ملائکہ نے سیدہ حلیمہ کی شان سُنی کہ اُن کی گود میں اللہ تعالیٰ کا حبیب تشریف لائے گا تو تمام فرشتوں نے سیدہ حلیمہ کو مبارک دیتے ہوئے یوں کہا کہ

؎ واہ واہ نی حلیمہ تیرے تے اج کرم کمایا جاندا ایں
اج یکتا تیری جھولی وچہ اک گوہر پایا جاندا ایں
ایہہ تیرے حق پہچانے گا تاں لے جا رے تھے کا تیریاں بکریاں نوں
ایسے نوں اک دن عالم دا مختار بنایا جاندا ایں

ویکھیں کی قیمت پیندی اِسے تیرے الیس کھجور دی چھیڑ دی!
تینوں الیس دے بدلے جنّت وِچہ اِک محل دوایا جاناایں

عرب کا دستور:-

سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب سینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم جب پیدا ہوئے تو میرے آقا نے سات دن تک اپنی امّی جان سیّدہ آمنہ کا دُودھ پیا۔ پھر چند دِن حضرت ثُوَیبَہ کا دُودھ پیا اُس کے بعد یہ سعادت یہ شرفِ خدمت حضرت سیّدہ حلیمہ کو نصیب ہُوئی۔
(مدارج النبوّت دوم صفحہ ۳۰ الوفا صفحہ ۱۳)

ذہن میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ میرے آقا نے اپنی امّی جان کا بچپن کے زمانے کا دُودھ کیوں نہ پیا؟ کیا وجہ تھی؟ کیا حکمت تھی؟

تو اس کے بارے گزارش یہ ہے کہ اُس زمانے میں اُس دَور میں پُورے عرب کا یہ دستور تھا عرب والوں کی رسم اور رواج تھا کہ بچے کی ولادت کے بعد بچوں کی مائیں اپنا دُودھ نہیں پلاتی تھیں۔ بلکہ بچوں کو دیہات کی عورتوں کے حوالے کر دیا جاتا تھا جو دُودھ پلانے کے قابل ہوتی جن کو دائی کر کے پکارا جاتا تھا اس کی تین وجوہات تھیں تین حکمتیں تھیں۔

پہلی وجہ یہ تھی کہ پیدا ہونے والا بچہ دیہات میں جب جائے گا تو اُس کی صحت بڑی اچھی رہے گی کیونکہ شہر کی بجائے دیہات میں کُھلی اور صحت مند آب و ہوا ہوتی ہے وہاں جسم کی مناسب نشو ونما ہو سکتی ہے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ بچوں کی زبان خالص عربی اور فصاحت و بلاغت پیدا ہو۔

باعث یہ تھی کہ دودھ پلانے والی دائی کی خدمت ہو جائے تاکہ وہ بھی اپنے بچوں کو صحیح طریقے سے پرورش کر سکیں۔

اسی رسم کے مطابق سال میں دو مرتبہ دیہاتی عورتیں بچے لینے کے لئے شہروں میں آتی تھیں اور معصوم بچوں کو ان کے والدین سے لے کر اپنے ساتھ دیہات میں لے جاتیں اور ان کی پرورش کرتیں۔

اسی دستور کے مطابق اس سال بھی سال سرکار کی ولادت ہوئی پیدا ہوئے مختلف علاقوں سے مختلف دیہات سے بہت سی دائیاں بچے لینے کے لئے مکہ شریف آئیں۔ ان دائیوں میں وہ دائی بھی تھی جس نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضاعی ماں بھی بننا تھا۔

اس بی بی کا نام، اس دائی کا نام حلیمہ تھا آپ کا خاندان اس طرح تھا حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث بن شجنہ بن جابر بن ازام بن ناصرہ آپ کے ساتھ آپ کا خاوند بھی تھا جس کا نام حارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ تھا (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۵۰، معارج النبوۃ دوم ص ۱۱۳)

حضرت سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں جس سال میں مکہ شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو لینے کے لئے آئی۔ اس سال ہمارے علاقے میں شدید قحط سالی تھی۔

بارش نہ ہونے کی وجہ سے جنگل میں گھاس خشک ہو گئی باغوں میں درخت مرجھا گئے جو پائے لاغر اور کمزور ہو گئے ہر آدمی بے قرار تھا۔ اناج کی شدید قلت ہو گئی۔ لوگ بھوک سے مرنے لگے۔

پورے علاقے میں ہر طرف مایوسی ہی مایوسی تھی۔ اس قحط سالی نے مجھے بڑا متاثر کیا کیونکہ میں پہلے ہی غریب تھی۔ اس قحط سالی کی وجہ سے مزید

پریشان ہو کر رہ گئیں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں ان دنوں ہمیں کئی کئی دن تک کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ میں اور میرے بچے کی سوتیں اپنی بھوک مٹانے کے لئے باہر جنگل میں چلی جاتیں، وہاں جا کر درختوں کے سبز پتے توڑ کر کھاتیں اور اپنی بھوک مٹاتیں۔

حالت یہ ہو گئی کہ دودھ ختم ہو گیا جسم سے گوشت غائب ہو گیا۔ لیکن اتنی تکلیفوں کے باوجود حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتی کہ یا اللہ عزوجل تیرا کروڑہا بار شکر ہے جس حال میں رکھے۔ ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔ سبحان اللہ!

میرے دوستو! اللہ ان کو ہمیشہ اپنے پروردگار کا شکر کرنا چاہیئے جو بندہ شکر کرتا ہے۔ پھر اس کا بڑا کرم ہوتا ہے جو ناشکری کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر بڑا ناراض ہوتا ہے کہ دیکھو ساری زندگی میری نعمتیں کھانے والا تھوڑی سی تکلیف پر پریشان ہو گیا ہے۔

یہ میرے رب کی سنت ہے کہ وہ اپنے بندے کو آزمانا ضرور ہے کسی کو دے کر آزماتا ہے۔ کسی سے سب کچھ لے کر آزماتا ہے۔ بڑے پیارے ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی ہر آزمائش پر پورا اترتے ہیں۔ اسی لئے خالق کائنات نے فرمایا:

"فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ"

"اے انسان تو مجھے ہمیشہ یاد کر میں قیامت تک تیرے چرچے کروں گا۔"

"وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ"

"اور ہمیشہ میرا شکر کر میری ناشکری نہ کر۔"

111450

تو عرض کر رہا تھا کہ حضرت سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ قحط سالی کی وجہ سے میں بڑی کمزور ہوگئی۔

ایک مرتبہ مجھے تین دن تک کچھ کھانے کو نہ ملا میں بھوک کی وجہ سے زمین پر لیٹنے لگی کہ یا اللہ عزّوجل کرم فرما کوئی بندوبست فرما۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں زمین پر لیٹے لیٹے میری آنکھ لگ گئی۔ عالمِ خواب میں میں نے کیا دیکھا ایک سفید ریش والا بابا میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ حلیمہ تجھے بھوک پیاس لگی ہے۔ میں نے کہا ہاں۔

فرمایا: میرے ساتھ چل تیری بھوک پیاس کا بندوبست کرتا ہوں۔

میں نے کہا، باباجی میں تو چل بھی نہیں سکتی۔

بابا میری بات سن کر مسکرا پڑا۔ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ساتھ لے چلا۔ چند قدموں کے بعد میں نے کیا دیکھا ایک بہت بڑی نہر ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ میں اس کے کنارے پر کھڑی ہوں۔

بابا نے کہا: بیٹا اس نہر میں سے پانی پی لو۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے ایک گلاس پیا۔ بڑا لذیذ۔ پھر دوسرا پیا۔ بڑا لطف آیا۔ پھر تیسرا پیا تو میری ساری بھوک، پیاس دور ہوگئی اور میرے پستانوں سے دودھ ایسے آگیا۔ جیسے فوارے سے پانی آتا ہے۔

پھر اس بزرگ نے فرمایا: اس نہر میں غسل کر لو۔ میں نے غسل کیا تو میرے حسن و جمال میں اتنا اضافہ ہوگیا کہ لگتا تھا کہ میں کسی سلطان کی بیٹی ہوں۔ میں بڑی حیران ہوئی۔ اُس بابا نے کہا:

بیٹی اب تو خوش ہے۔ میں نے کہا۔ باباجی بڑی خوش ہوں، فرمایا:

اب مجھے اجازت دو۔ میں نے کہا بابا جی جانے سے پہلے یہ تو بتاتے جاؤ کہ یہ نہر کون سی نہر ہے یہ مجھے مقام کیوں ملا اور آپ کون ہیں؟

اس بابا نے فرمایا: بیٹی اس نہر کا نام نہر حیات ہے۔ اس نہر کا یہ کمال ہے کہ مُردے کو بھی اس میں ڈال دیا جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جائے۔ یہ نہر جنت میں ہے۔ قیامت والے دن اسی نہر میں اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے ان لوگوں کو جو کسی وجہ سے جہنم میں چلے جائیں گے۔ پھر آپ کی شفاعت سے جہنم سے باہر آئیں گے۔ غوطہ دیں گے تو وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کہ چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔ پھر اپنے ساتھ جنت میں لے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے اس نہر کا پانی اس لئے پلوایا ہے کہ تو اسی آخر الزمان نبی سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دائی بننے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب تیری گودی میں آنے والا ہے تو اس کو اپنا دودھ پلائے گی۔

حلیمہ تجھے اس نبی پاک کی وجہ سے بڑے رنگ لگیں گے حلیمہ قیامت تک تیری شان، تیری عظمت کے ڈنکے بجتے رہیں گے حلیمہ ساری دائیاں بچوں کو پالیں گی وہ کملی والا تجھے بلکہ تیرے سارے خاندان کو پالے گا۔ سبحان اللہ!

دنیا کہتی ہے یہ حلیمہ تو نے نبی کو پالا ہے
پر میں کہتا ہوں تجھ کو حلیمہ میرے نبی نے پالا ہے
ایسا طالب کوئی نہیں ہے جیسا حق تعالیٰ ہے
کوئی نہیں محبوب بھی ایسا جیسا کملی والا ہے؟

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں:

میں نے کہا باباجی، وہ بچہ جس کا مرتبہ شان عظیم ہے آپ نے بیان فرمائی ہے وہ مجھے ملے گا کہاں سے۔

اس بزرگ نے فرمایا: مکہ شریف سے

اے حلیمہ تو اپنے خاوند کو اپنے ساتھ لو اور ہاتھ لے کر مکہ شریف چلی جا اللہ تعالیٰ تیرے لئے رزق کے رحمت کے کرم کے بخشش کے ہر نعمت کے دروازے وہاں کھول دے گا۔ پھر اس بزرگ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔ حلیمہ اللہ تعالیٰ تیری دنیا میں، تیرے رزق میں، تیرے مال میں برکتیں عطا فرمائے تو ہمیشہ کامیاب رہے۔

بیٹی! یہ سارا خواب کا واقعہ کسی کو بتانا نہیں۔

میں نے کہا، باباجی، انشاء اللہ کسی کو نہیں بتاؤں گی، مگر آپ کون ہیں جنہوں نے میرے ساتھ اتنی بھلائی کی، اتنا احسان کیا، اتنی مہربانی کی۔

اس بزرگ نے فرمایا۔ بیٹا میں تیرا وہ شکر ہوں، میں تیرا وہ صبر ہوں، جو تو مشکل کے وقت خالق کائنات کی بارگاہ میں کیا کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے تجھے شکر اور صبر کا یہ صلہ عطا فرمایا ہے کہ تجھے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی دائی بننے کا شرف ملا ہے۔ سبحان اللہ۔

(معارج النبوت دوم صفحہ ۱۲ احسن المواعظ صفحہ ۳۵ صفحہ ۳۶
جامع معجزات صفحہ ۳۳۲ صفحہ ۳۳۱)

حضرت سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں:

جب وہ بابا مجھے چھوڑ کر گیا تو اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ کیا دیکھتی ہوں اپنے گھر کا صحن ہے وہ نہر بھی نہیں وہ کھجوریں بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی

عزت و جلالت کی قسم مجھے یوں محسوس ہونے لگا۔ میرے سینے میں دودھ کی نہریں جاری ہو گئیں ہیں۔ بھوک، پیاس ختم ہو چکی ہے۔ لاغر پن دور ہو گیا ہے چہرے پر ایک تازگی اور حسن و جمال کی بہار آ چکی ہے۔ جب میں محلہ کی عورتوں سے ملی تو ہر عورت نے مجھ سے سوال کیا کہ

حلیمہ یہ چند گھنٹے میں کیا انقلاب آگیا ہے۔

میں نے کہا: کیسے۔

وہ عورتیں کہنے لگی کہ تو تو ایسے محسوس ہو رہی ہے۔ جیسے کسی بادشاہ کی بیٹی ہے۔ یہ روپ، یہ حسن و جمال یہ ترو تازگی حلیمہ کہاں سے اچانک ملی ہے۔ یہ جاذبیت، یہ کمال کہاں سے حاصل کیا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ بس ہنس کر ٹال دیا۔ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں۔ ایک دن میں عورتوں کے ساتھ باہر جنگل میں درختوں کے پتے توڑ رہی تھی کہ اچانک جنگل میں سے آواز آئی۔ ہم نے دائیں بائیں آگے پیچھے سب دیکھا۔ آواز آ رہی ہے۔ مگر آواز دینے والا نظر نہیں آ رہا۔ وہ غیبی آواز یہ تھی کہ

اے بنی سعد کی عورتو جنگل میں سے پتے توڑنا چھوڑو اور اس کی طرف جاؤ۔ مکہ شریف میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کہ قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہے نام اس کا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے وہ بچہ بڑی شان والا ہے۔ بڑی عظمت والا ہے۔ اور بڑی خوش نصیب ہے وہ دائی جو اس کو اپنا دودھ پلائے گی۔

اس بچہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس دائی پر بڑا کرم فرمائے گا۔ دین و دنیا کی نعمتیں اللہ تعالیٰ اس دائی کے حصے میں لکھ دے گا۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، تمام دائیوں نے جنگل میں پتے توڑنے چھوڑ دیئے۔ گھاس کاٹنا چھوڑ دیا۔ واپس گھروں کو آگئیں، ہر عورت نے، ہر دائی نے یہ واقعہ اپنے اپنے گھر بتایا۔

میں نے بھی اپنے خاوند حارث کو بتایا۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میرا خاوند سن کر بڑا حیران ہوا۔

پوچھا حلیمہ اب کیا پروگرام ہے۔

میں نے کہا: حارث دوسری دائیاں مکے جا رہی ہیں میں بھی ضرور مکہ شریف جاؤں گی۔ شاید اللہ تعالیٰ ہماری بگڑی اس بچے کے صدقے سنوار دے۔ ہمارے سوئے ہوئے نصیب جاگ جائیں۔ ہم پر بھی کرم ہو جائے ہو سکتا ہے وہ باعظمت باکمال بچہ ہماری جھولی میں آجائے۔

(جامع معجزات ص ۲۲۱ تا ۲۲۲)

تیاری مکہ شریف

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ اس صدا کے چند روز بعد میرے قبیلہ بنی سعد کی دس دائیاں مکہ شریف جانے کے لئے تیار ہوئی میں بھی تیار ہو گئی۔ تمام دائیوں نے اپنے گھر والوں کو اور اپنے شیر خوار بچوں کو ساتھ لے لیا اور تیز ترین سواریاں تیز چلنے والی اونٹنیاں سواری کے لئے منتخب کیں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میرے پاس ایک ہی اونٹنی تھی جو بے حد کمزور اور لاغر تھی ہم اس اونٹنی کی پسلیاں گن لیتے تھے۔

میں اپنے بچے عبداللہ اپنے خاوند حارث کو ساتھ لے کر اس اونٹنی پر سوار ہو کر چلی میرے خاوند نے لگام پکڑی میں اور بیٹا اونٹنی پر سوار

ہو گئے۔

حضرت حلیمہ کی بستی کا نام العتیق المعروف وادی بنی سعد تھا جو کہ طائف سے ۵۰ کلومیٹر دور تھی آج بھی یہ بستی قائم ہے۔ انشاء اللہ قیامت تک میرے آقا کی اُمی کی بستی قائم رہے گی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، تمام دائیاں اپنی تیز رفتار اونٹنیوں پر سوار ہو کر آگے نکل گئیں لیکن میری سواری کا یہ عالم ہے کہ چند قدم چلتی ہے پھر رک جاتی ہے۔ پھر چلتی ہے پھر رک جاتی ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، قصور اونٹنی کا نہیں قحط سالی نے اس کو بالکل کمزور اور لاغر کر دیا تھا۔ جب تمام دائیاں آگے نکل گئیں تو حضرت حلیمہ نے پیچھے سے تمام دائیوں کو آواز ماری۔ بہنوں ذرا رکو تو سہی۔

حضرت حلیمہ کی بات سن کر تمام دائیاں رک گئیں۔ کہا کیا بات ہے۔
حضرت حلیمہ نے فرمایا، یہ دستور سفر نہیں کہ میں پیچھے رہ گئی ہوں تم سب آگے جارہی ہو۔ ذرا آہستہ چلو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔

حضرت حلیمہ کی بات سن کر تمام بنی سعد کی دائیوں نے کہا کہ حلیمہ تیرا ہمارا مقابلہ نہیں تو غریب ہے ہم امیر ہیں، تو کمزور ہے ہم طاقت ور ہیں، تیری سواری دبلی ہے۔ ہماری موٹی سواریاں ہیں۔

غریب اور امیر کا کمزور اور قوی کا دبلے اور موٹے کا۔ تیز اور سست کا نہ ساتھ ہوا ہے نہ ہوگا۔

لہٰذا تم اپنی حیثیت پر رہو۔ پیچھے پیچھے آؤ۔ اللہ اکبر!
میرے دوستو! حضرت حلیمہ خاموش ہو گئیں اور آنکھوں میں آنسو آگئے۔ مگر سیدہ حلیمہ کو کیا خبر تھی، میری سست رفتاری میری بخت

آوری کا سبب بنے گا۔

میرا پیچھے رہ جانا مجھے کائنات کی شہزادیوں میں سے بھی آگے بڑھا دے گا۔ حلیمہ کو کیا پتہ تھا کہ آسمان کا سورج جب طلوع ہوتا ہے تو پہلے اونچوں کو چمکاتا ہے۔ مگر نبوت کا یہ سورج پہلے نیچوں کو غریبوں کو چمکائے گا۔

حلیمہ قافلے بھر میں غریب اور سب سے کمتر تھی۔ پھر اس کی اونٹنی بھی دبلی پتلی اور لاغر تھی۔

بیچاری قافلے کے پیچھے پیچھے چلتی آتی تھی۔ حلیمہ چپ تھی، بچہ ساتھ تھا اور خشک چھاتی تھی۔

تیز رفتار سوار دائیاں آگے نکل گئیں، حضرت حلیمہ پیچھے رہ گئیں یہ منظر دیکھ کر یہ تنہائی دیکھ کر سیدہ حلیمہ کی آہ نکل گئی۔

رو کر کہا: اے حلیمہ تیری قسمت؟

تو کہاں وہ بچہ کہاں۔

جس نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور گنہگار امت کے لئے بخشش کی دعا کی اور خالق کائنات کی بارگاہ میں عرض کیا۔

"رَبِّ ھَبْ لِی اُمَّتِیْ"

اے ساری کائنات کو پالنے والے مالک خالق میری امت کو بخش دے۔ حلیمہ تیرا مقدر؟

شاید تو مکہ شریف سے خالی واپس آجائے۔

حضرت حلیمہ کی ان باتوں پر خالق کائنات کی قدرت مسکرا پڑی۔

غیب سے آواز آئی!

حلیمہ غم نہ کر تیری گود میں کونین کی دولت آئے گی۔
حلیمہ تیری قسمت پر حوریں رشک کریں گی۔ حلیمہ رحمت اور برکت کا خزانہ تیرے ہی ساتھ آئے گا۔
حلیمہ دین و دنیا کی نعمتیں تیری ہی جھولی میں آئیں گی۔

؎ حلیمہ فکر نہ کر تو غریبی دا تیرے گھر وچ رب دا یار آیا
ہے مالک کل خزانیاں دا سوہنا پاک نبی مختار آیا!
بے کساں دے سر کجن لئی سوہنا پاک نبی غم خوار آیا
مالی خوشش اے خدائی ساری کل نبیاں دا سردار آیا

ہاتف غیبی نے آواز دی۔
حلیمہ پریشان نہ ہو اگر تو سب قافلے سے پیچھے رہ گئی ہے تو کیا ہوا میں بھی تجھے وہ نبی عطا کروں گا جو تمام نبیوں سے پیچھے تشریف لا رہا ہے۔

؎ غیب آواز حلیمہ تائیں تے سننے اندر آیا!
دلیساں تینوں سردار رسولاں تے پاک خدا فرمایا
(عزوجل)

تمام دائیاں دور نکل گئیں۔ حضرت حلیمہ کی اونٹنی بمشکل مکہ شریف کی سڑک تک پہنچی تو وہیں بیٹھ گئی۔
حضرت حلیمہ کے شوہر حارث نے کہا: حلیمہ یہ اس کے بس کی بات نہیں، یہ مکہ شریف نہیں پہنچ سکتی، چلو واپس گھر چلتے ہیں۔
حضرت حلیمہ نے اپنے شوہر حارث سے کہا۔ حارث ہمت نہ ہارو۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلتے رہو۔ جلدی نہ سہی دیر سے سہی، آخر مکہ شریف

پہنچ ہی جائیں گے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں نے یہ بات کہی تو ساتھ ہی ایک گھاٹی تھی، اس گھاٹی سے ایک آدمی نکلا۔ سر سے لے کر پاؤں تک نور چمک رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جو چمک رہی تھی، اس نے آتے ہی میری سواری کو ایک وہی چھڑی ماری اور میری اونٹنی کو فرمایا: چلتی کیوں نہیں، جلدی چل تجھے پتہ نہیں تیری پشت پر امام الانبیاء، حبیب کبریا، نورِ مجسم، شفیع معظم، سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے سواری کرنی ہے۔

پھر اس نورانی انسان نے مجھے فرمایا: حلیمہ تمہیں مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے سید المرسلین رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے دودھ پلانے کے لئے چن لیا ہے۔ تجھے پسند کر لیا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، جب اس اجنبی انسان نے میری اونٹنی کو چھڑی مار کر تیز چلنے کا حکم دیا تو میری اونٹنی اجبل گھوڑے کی طرح دوڑنے لگی۔

میں نے پوچھا: مجھے مبارکبادیاں دینے والے تو کون ہے؟

فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا معزز فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری خدمت کے لئے بھیجا ہے تاکہ شیطانوں کو تجھ سے دور رکھوں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، جب میری سواری چلی تو دائیں بائیں طرف سے مجھے آوازیں آتی تھیں۔

اے حلیمہ تو بڑی خوش نصیب ہے۔ تیری گودی میں اللہ تعالیٰ کا حبیب آئے گا۔ جسے تو اپنا دودھ پلائے گی۔

(معارج النبوت دوم صفحہ ۱۳،۱۴، جامع معجزات صفحہ ۳۳۴-۳۳۵)

حضرت حلیمہ پورے راستہ میں پیاری پیاری آوازیں سنتے سنتے انوار وبرکات کے ساتھ مکہ شریف کے قریب پہنچی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے رات وہیں بسر کی جب رات کو سوئی تو میں نے عالمِ خواب میں کیا دیکھا کہ بہت سارے کھجوروں کے درخت مجھ پر سایہ کئے ہوئے کھڑے ہیں اور میرے قبیلے کی تمام دائیاں ہاتھ باندھ کر میرے سامنے کھڑی ہیں اور کہتی ہیں۔

اے حلیمہ آج کے بعد تو ہماری ملکہ ہے ہم تیری باندیاں ہیں، تو ہماری سردار ہے۔ ہم تیری نوکرانیاں ہیں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، اچانک ان کھجور کے درختوں سے ایک بڑی پیاری کھجور میری گودی میں گری۔ آواز آئی:

حلیمہ اسے اٹھا کر کھالو۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، جب میں نے وہ کھجور کھائی تو وہ شہد سے زیادہ میٹھی اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھی۔ بڑی لذیذ، جب میں اٹھی تو میرے منہ میں اس کھجور کا ذائقہ موجود تھا۔ میں بڑی حیران ہوئی یہ کھجور آئی کہاں سے بڑی لذیذ تھی۔

غائب سے آواز آئی، حلیمہ یہ جنتی کھجور تھی یہ اس لئے تمہیں کھلائی ہے تاکہ تیرے دودھ میں برکت ہو، کسی قسم کی کمی نہ آئے کیونکہ تو نے حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دائی بننا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں اس کھجور کا ذائقہ، میں اس وقت تک محسوس کرتی رہی جس وقت حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس رہتے۔ جس دن آپ مجھ سے جدا ہوئے وہ ذائقہ بھی ختم ہوگیا۔

قربان جاؤں حلیمہ تیرے مقدر پر، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پیدا ہوئے تو

اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو فرمایا۔

مریم گھبرا نہیں، پریشان نہ ہو۔

"وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ"

کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔

یا اللہ عزوجل پھر کیا ہوگا۔ فرمایا:

"تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا"

"جب تو ہلائے گی تو تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی"۔

(پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۲۵)

لیکن میرے آقا کی دائی حلیمہؓ کو اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا۔ حلیمہ کھجور ہلا بلکہ حلیمہ سوتی ہے تو خود خالقِ کائنات حلیمہ کی گودی میں جنتی کھجور ڈالتا ہے کہ حلیمہ تجھے کھجوریں ہلانے کی ضرورت نہیں ہم خود تجھ کو جنت کی کھجور کھلا دیتے ہیں تاکہ تجھے ہلانے کی تکلیف نہ ہو۔

سُبْحَانَ اللهِ

کیا مقام ہے حضرت حلیمہ کا۔ کیا شان ملی سیدہ حلیمہ کو یہ سب کرم نوازیاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہوئیں۔

جنہاں ربّ رسول نوں منّ لیا اونہوں آندی جگ وِچ تھوڑ نہیں
جنہوں عشق نبی دا اِل جاوے اونہوں ہور کسے دی لوڑ نہیں
بناں حُبّ نبی دے جو کرے عبادت تے اس دا کوئی جوڑ نہیں
نالے ایتھے اُوتھے دو جہاں اساڈا تے پاک نبی بناں ہور نہیں!

*   *   *

دائی حلیمہ مکّہ شریف میں:۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں جب میں مکّہ شریف پہنچی تو پیر کا دن تھا میرے قبیلے کی تمام دائیاں مجھ سے پہلے مکّہ شریف پہنچ گئی تھیں اُنہوں نے تمام مکّہ شریف کے مالداروں، نوابوں، زمینداروں، رئیسوں، تاجروں کے بچے اپنی اپنی گودیں لے لئے تھے۔ سارے بچے تقسیم ہو چکے تھے سوائے محمّد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو کسی دائی نے کیوں نہیں اپنی گودی میں لیا۔ اس کی کیا وجہ تھی؟

اکثر کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ تمام دائیاں میرے نبی کے دروازے پر آئیں ضرور لیکن جب سُنتیں کہ یہ بچّہ یتیم ہے اس بچّے کا والد نہیں ہے تو واپس چلی جاتیں کہ یتیم کو پالنے کا فائدہ کیا ہے؟

اس کی خدمت سے ہمیں کیا نفع ہوگا۔
اس کی پرورش کرنے سے ہمیں کیا ملے گا۔
بھلا اِس کی ماں ہمیں کیا دے گی۔

ے کی دلیسی لڑکے دی مائی تے موئے خاوند والی!
ہر دائی جاتا خدمت اِسدی تے مُونہ مصیبت خالی

لیکن میرے دوستو! عاشقانِ نبی کہتے ہیں صوفیائے کرام فرماتے ہیں یہ بات صحیح نہیں بلکہ اَصل بات یہ ہے کہ اِن کی قسمت میں سرکار کی خدمت اللہ تعالیٰ نے لکھی ہی نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ وہ گھر کے اندر جاتی ہی نہیں تھیں۔

اگر وہ چلی جاتیں اور سرکار کے چہرۂ انور کو دیکھ لیتیں تو پھر ساری عمر کے لئے میرے آقا پر قربان ہو جاتیں، صدقے ہو جاتیں، لیکن کملی والے نے اِن دائیوں کو اپنے گھر داخل ہی نہیں ہونے دیا ؟ اِس لئے کہ

اُو دائیاں سُن لالچ ماریاں تے دین ایمان توں خالی
بابجھ نصیب نہ نظریں آوے تے شان حبیباں والی

میرے کملی والے نے ان کو اپنی خدمت کی خاطر پسند ہی نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ میرے آقا کو تو اِس دائی کا انتظار تھا جس کا انتخاب جس کا چناؤ میرے اللہ عزّوجل نے صدیوں پہلے یار کے لئے کیا ہوا تھا۔

میرے دوستو یاد رکھو نبی کا بچپن میرے اور آپ کے بچپن کی طرح نہیں ہوتا۔ بلکہ نبی پیدا ہوتے ہی نبی ہوتا ہے۔ صرف نبوّت کا اظہار اپنے مخصوص وقت میں کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔

نبی کو بچپن سے ہی پتہ ہوتا ہے وہ پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتا ہے۔ مَیں نے کس کی گود میں پرورش پانی ہے۔ کس گھر میں بچپن گزارنا ہے کس کس مائی کا دودھ پینا ہے !

دیکھو ناں جب سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام بچپن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون کے پاس پہنچے تو فرعون نے سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام کو دودھ پلوانے کے لئے مصر کی تمام دائیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو باری باری دودھ پلانے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ کا پاک پیغمبر کسی دائی کا دودھ پیتا ہی نہیں۔

قربان جاؤں نگاہِ کلیمی پر صرف تین مہینے کی عمر مبارک ہے لیکن پہچان دیکھو کسی دائی کا دودھ نہیں پیتے، کیوں نہیں پیتے ؟

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا پیارے تم نے سوائے اپنی امّی جان

کے کسی کا دُودھ پینا بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن فرماتا ہے۔

"وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ"

(پ ۲۰ سُورۃ قصص آیت نمبر ۱۲)

"ہم نے پہلے ہی سے سب دائیاں اپنے نبیؑ پر حرام کر دی تھیں"

حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام روتے ہیں، فرعون پریشان ہو جاتا ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ سیدنا مُوسیٰ علیہ السّلام کی ہمشیرہ جناب مریم اپنے بھائی کو دیکھنے کے لئے فرعون کے محل میں تشریف لاتی تھیں۔ فرعون کو پتہ نہیں تھا کہ مُوسیٰ علیہ السّلام مریم کے بھائی ہیں اور آپ اپنے بھائی کو دیکھنے کے لئے آتی ہیں۔ حضرت مریم نے جب اپنے ویر کو اپنے بھائی کو بے قرار دیکھا روتے ہُوئے دیکھا تو حضرت مریم نے فرعون سے فرمایا کیا

"فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ"

مُوسیٰ علیہ السّلام کی بہن نے فرمایا کیا تمہیں خبر دُوں۔

"عَلٰۤى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ"

ایسے گھر ایسی دائی کو جو اس کو اپنا دُودھ پلا کر اس کی پرورش کرے تو فرعون نے کہا ہاں ہاں ضرور بیٹی جلدی کرو اگر تمہاری نگاہ میں ایسی کوئی دائی ہے تو اُس کو بُلا لاؤ تاکہ وہ اس بچے کو دُودھ پلائے اور یہ خاموش ہو۔

حضرت مریم دوڑتی دوڑتی گھر گئیں امّی جان کو کہا امّی جلدی کرو بھائی رو رو کر بے حال ہو چکا ہے کسی عورت کا دُودھ نہیں پیتا۔ میں نے فرعون سے تیرا تذکرہ کیا ہے۔ وہ راضی ہو گیا۔ اب چلو اور اس کو اپنا دُودھ پلاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی والدہ حضرت یوحانند فرعون کے محل میں

تشریف لے گئے جونہی فرعون کے محل میں قدم رکھا۔ اللہ تعالیٰ کا پاک پیغمبر خاموش ہوگیا اور اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ پینے لگ گیا۔

میرے دوستو! خیال کرو یہ کون ہیں، یہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام ہیں، یہ وہ موسیٰ ہیں جن کو نبوت ملی تو میرے نبیؐ کے صدقے سے یہ وہ موسیٰ علیہ السّلام ہیں جو معراج کی رات میرے نبیؐ کے مقتدی تھے۔ یہ وہ کلیمؑ ہیں جو میرے اور آپ کے آقا کے اُمتی بننے کی دُعائیں کیا کرتے تھے۔

میاں جب مُقتدی کی نگاہ کا یہ عالم ہے، جب کلیم کی بصارت کا یہ عالم ہے تو امام الانبیاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نگاہ اور بصارت کا کیا عالم ہوگا۔

جب کلیم جانتا ہے کہ میں نے سوائے اپنی اُمّی کے کسی کا دُودھ نہیں پینا تو کیا حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو پتہ نہیں ہوگا کہ میں نے کس دائی کا دُودھ پینا ہے؟

پتہ تھا ضرور پتہ تھا۔ کلیم نے کسی دائی کے پستان کو مُنہ نہ لگایا۔ حبیب نے کسی دائی کو اپنے گھر داخل بھی نہیں ہونے دیا۔ سُبحان اللہ! پتہ چلا دائیوں نے نہیں بلکہ میرے نبیؐ نے خود ہی سیّدہ حلیمہ کے سوا کسی اور دائی کو پسند ہی نہیں فرمایا۔

؎ لوکی کہندے دائیاں نیں چایا اے تاں سب دا غلط خیال اے
کملی والے نے نہیں منظور کیتا باقی دائیاں دی کی وے مجال اے
دائی حلیمہ پاک منظور ہوئی ہویا رب دا فضل کمال اے
مالی ہتھ ملدیاں رہ گئیاں دائیاں لے گئی حلیمہ نبیؐ لجپال اے

اگر میرے نبی، میرے آقا، میرے رسولِ کائنات کے مولا کسی اور کو

پسند کرتے تو سو دار قربان ہو کے سرکار کو اٹھا کر لے جاتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ میرا ماہی حلیمہ کی کچی کُلی کو رنگ چاڑھے۔

ے کئی دائیاں نیں چایا اِسے تاں اَیویں وہم گمان لِسے!
سائیں آپے نہیں قبول کیتا اَیویں بکھیا رَبّ رحمان اِسے
قربان ونجاں میں حلیمہ توں تے اِیہا دو جگ دا سُلطان اِسے
مالی ازل توں دائی منظور آئی قربان ہو سے جند جان اِسے

حضرت حلیمہ جب مکّہ شریف میں پہنچی تو آپ نے پورے مکّے میں امیروں، جاگیرداروں کے گھر چکّر لگایا تاکہ کوئی بچّہ مل جائے تو میں بھی اُسے گودی لے لوں۔

لیکن کسی نواب، کسی سیٹھ کا بچّہ سیّدہ حلیمہ کے ساتھ نہ آیا کیونکہ سارے بچّے دائیاں لے کر جا چکی تھیں۔ حضرت حلیمہ کو جب کوئی بھی بچّہ نہ ملا تو آپ مایوس ہو گئی۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے رو کر سر آسمانوں کی طرف اُٹھایا۔ اور عرض کی واہ مولا کریم کتنا بے پرواہ ہے۔ کتنا بے نیاز ہے جو مالدار دائیاں تھیں، وہ مالدار بچّے لے گئیں۔

میں غریب تھی، مجھے کسی غریب کا بچّہ بھی ہاتھ نہیں آیا۔ اِدھر حلیمہ روئی اُدھر خالقِ کائنات کی قدرت مسکرا پڑی فرمایا:

حلیمہؓ تجھے کیا پتہ تیری گودی کون آباد کرنے والا ہے؟
تیری جھگی کون بسانے والا ہے۔
تیرے ویہڑے کس کے قدم آنے والے ہیں۔

حلیمہ تیری گودی میں وہ حبیب آنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کے کُھلے خزانوں کا مالک ہو گا جو اُنگلی کا اشارہ کرے گا تو سورج پھر آئے گا۔ چاند

دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ کائنات کی ہر چیز اس کی حرکت کی منتظر ہو گی۔

اللہ اکبر!

حضرت حلیمہ کو جب کوئی بچہ نہ ملا تو دل میں سوچا چلو کعبہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔ حجرِ اسود کے بوسے لیتے ہیں۔ مقام ابراہیم کی سلامی کرتے ہیں وہاں جا کر دعا مانگتے ہیں کیونکہ کعبہ شریف کے پاس دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

سیّدہ حلیمہ کا طوافِ کعبہ:

حضرت حلیمہ حرم پاک میں تشریف لائیں، کعبہ شریف کا طواف کیا۔ حجرِ اسود کے بوسے لئے پھر رو رو کر اور گڑگڑا کر خالقِ کائنات کی بارگاہ میں دعا کی کہ

"اے ربِ کائنات میں تیری عاجز بندی ہوں، بڑا دور کا سفر طے کر کے تیرے گھر میں پہنچی ہوں۔ غریب بھی ہوں اور کمزور بھی میری التجائیں سن، میری دعائیں قبول فرما۔ ہمارے حال پر رحم فرما۔ میری پریشانیاں دور فرما۔ میری اولاد اور گھر پر رحمت فرما۔ ساری دائیاں بچے لے کر خوش ہیں، مجھ پر بھی کرم فرما اور مجھے بھی کوئی انمول بچہ عطا فرما۔ جس کی خدمت کر کے جس کی پرورش کر کے میں بھی خوشحال ہو جاؤں۔"

حضرت حلیمہ نے دعا کے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے جب پیچھے مڑیں تو ایک بزرگ جن کی سفید داڑھی مبارک ہے۔ سفید لباس ماتھے پر نور کی شعاعیں ہاتھ میں عصا جسم خوشبوؤں سے معطر ہے سامنے کھڑے

مُسکرا رہے ہیں۔ اُس بزرگ نے سیّدہ حلیمہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: بیٹی کیوں رو رہی ہو۔ کیا وجہ ہے، کیا پریشانی ہے؟

حضرت حلیمہ نے عرض کی، بابا جی میں دائی ہوں، بڑا دور کا سفر طے کر کے آئی ہوں۔ لیکن میری قسمت تمام بچے دائیاں لے گئی ہیں۔ میں خالی کی خالی ہوں۔ اُس بزرگ نے فرمایا: بیٹی تمہارا نام کیا ہے؟

عرض کی حضور حلیمہ فرمایا کس قبیلے سے تعلق رکھتی ہو۔ قوم کیا ذات کیا ہے برادری کون سی ہے؟

عرض کی حضور میں قبیلہ بنی سعد سے تعلق رکھتی ہوں، وہ بزرگ یہ سن کر بڑے مسرور ہوئے۔ سیّدہ حلیمہ نے عرض کی حضور آپ کون ہیں۔ فرمایا: میرا نام عبدالمطلب ہے مکہ کا سردار ہوں، رونے کی ضرورت نہیں عرض کی، سرکار کیوں فرمایا: اس لئے کہ

سعادت اور حلیمی خوبیاں دو پاس ہیں تیرے
انہی دونوں کے باعث کام سارے راس ہیں تیرے
مرے پاس ایک بچہ ہے پدر جس کا نہیں زندہ!
مگر اک خاص جلوے سے ہے چہرہ اُس کا تابندہ
ہک فرزند یتیم اساڈا تے جے تسی شیر پلاؤ !!
بہت احسان تہاڈا ہوسی تے جے کر بھار اُٹھاؤ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدہ حلیمہ کو یہ پیشکش کیوں فرمائی اس لئے کہ حضرت عبدالمطلب کو خالق کائنات کا حکم ہو چکا تھا۔ علامہ امام محمد عبدالباقی علیہ الرحمۃ زرقانی شریف فرماتے ہیں کہ

حضرت عبدالمطلب کو ہاتف غیبی نے یہ حکم دیا۔ غیب سے یہ آواز آئی۔
کونسی آواز کہ

"اِنَّ ابْنَ اٰمِنَۃَ الْاَمِیْنَ مُحَمَّدًا خَیْرُ الْاَنَامِ وَخَیْرُ الْاَخْیَارِ"

بیشک آمنہ بی بی کا بیٹا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑا امین ہے۔ اور تمام کائنات سے بہتر ہے بلکہ سارے بہتروں کا سردار ہے۔

"مَا اِنَّ لَہٗ غَیْرُ الْحَلِیْمَۃِ مُرْضِعَۃً۔ نِعْمَ الْاَمِیْنَۃُ ھِیَ عَلَی الْاَبْرَارِ"

بی بی حلیمہ کے سوا اس کو کوئی دودھ پلانے والی نہیں کیونکہ وہ بڑی نیک اور بہت ہی امانت دار ہے۔

"مَامُوْنَۃٌ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ فَاحِشٍ۔ وَنَقِیَّۃُ الْاَثْوَابِ وَالْاَزْوَارِ"

حلیمہ ہر برائی سے ہر عیب سے بالکل محفوظ ہے اور بہترین پاک صاف لباس والی ہے۔

قربان جاؤں حلیمہ تیری امانت دیانت تیری صورت اور سیرت پر کہ تیری پاکیزگی کی گواہیاں خود خالقِ کائنات آپ دے رہا ہے
دیکھو ناں آج اولاد والدین کی طہارت کی گواہیاں دیتے ہیں۔
استاد شاگرد کی گواہی دیتا ہے۔
مرید پیر کی گواہی دیتا ہے۔ مگر
میرے نبی کی دائی کی گواہیاں خود خالق مالک دے رہا ہے۔

سُبحان اللہ!

خالقِ کائنات نے جب محبوب کی دائی حلیمہ کی شان بیان فرمائی، سیدہ حلیمہ کی پاکیزگی کا تذکرہ فرمایا تو پھر یہ بات بھی فرمائی کونسی

"لَا تُسَلِّمُهُ اِلٰى سِوَاهَا اَنَّهُ ۔ اَمْرٌ وَحُكْمٌ جَاءَ مِنَ الْجَبَّارِ"

اے عبدالمطلب، میرے محبوب کو حلیمہ بی بی کے علاوہ کسی اور دائی کے سپرد نہ کرنا کیونکہ یہ حکم خدائے جبّار کی طرف سے ہے۔
(ذکرِ حسین صلا، صلا۱۸۱، سیرت نبویہ جلد نمبر ا ص۴۷)

حضرت عبدالمطلب نے سیدہ حلیمہ کو تسلی دیتے ہوئے حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا: بیٹی پریشان نہ ہو کیونکہ تیرے پاس دو بہترین خصلتیں ہیں، ایک سعادت اور دوسری حلیمی۔

میرے دوستو! عرب کے اندر یہ رواج تھا بلکہ اب بھی ہے کہ وہ ہر بات کو سن کر اس کے معانی پر غور کرتے کہ اس کے معنی اچھے ہیں تو انجام بھی اچھا ہوگا اگر معانی برے ہیں تو نتیجہ بھی برا ہوگا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آپ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما ہیں، ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔
آپ نے اس سے پوچھا:
"مَا اِسْمُكَ" تیرا نام کیا ہے۔
اس نے جواب دیا: "قَالَ جَمْرَةٌ"
کہ میرا نام جمرہ ہے۔ جمرہ کے معنی آگ کی چنگاری، آپ نے فرمایا:

تیرے باپ کا نام کیا ہے۔

عرض کی، شہاب۔ شہاب کا معنیٰ بھی آگ کا چنگارہ۔

آپ نے فرمایا: کون سے قبیلہ سے، کس برادری سے تعلق رکھتے ہو تمہاری قوم کیا ہے۔ اُس نے کہا: حُرقَہ میری قوم ہے۔ حُرقَہ کا معنیٰ ہیں گرمی، فرمایا: تیرا گھر کہاں ہے اُس نے کہا، مدینہ شریف کے ساتھ ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ حَرّہ۔

حَرّہ کے معنیٰ میں آگ کا مادہ پایا جاتا ہے۔ فرمایا: حَرّہ بستی کے کون سے محلے میں رہتے ہو۔ عرض کی لَظیٰ میں۔

لَظیٰ کے بھی معنیٰ ہیں شعلہ والی آگ۔

جب سیدنا فاروقِ اعظم نے اس کی یہ باتیں سُنیں تو آپ حیران ہو گئے کہ نام ہے جمرہ والا ہے

شہاب خاندان ہے حُرقہ بستی ہے۔ حَرّہ محلّہ ہے۔ لَظیٰ جس میں آگ ہی آگ کا معنیٰ ہے۔

اُس آدمی نے عرض کی امیر المؤمنین آپ حیران کیوں ہیں فرمایا: مَیں سوچ رہا ہُوں کہ تمام نام آگ والے۔ تمام نام گرمی والے، تم بچے کیسے ہُوئے ہو۔

عرض کی حضور دیکھ لیں، فرمایا: اچھا شُکر کر تو میرے دربار میں ہے۔

عرض کی حضور وہ کیوں، فرمایا۔ اِس وقت تم اپنی بستی میں ہوتے تم بھی جل جاتے جل کر راکھ ہو جاتے۔ سرکار میں سمجھا نہیں، فرمایا: تیرے گھر کو آگ لگ چکی ہے۔ تیرا سارا گھر جل کر راکھ ہو چکا ہے۔

یقین نہ آئے تو خود جاکر دیکھ لے۔ سرکار آپ کو کیسے پتہ چلا۔ فرمایا میں کملی والے کا غلام ہوں، اللہ تعالیٰ کی عطا سے میں نے یہاں بیٹھے بیٹھے تیرے

گھر کو جلتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہ

میاں غور کرو۔ جب نگاہِ فاروقی کا یہ حال ہے تو نگاہِ مصطفٰے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا کیا حال ہوگا۔ جب اُمتی کی نگاہ مدینہ شریف سے میلوں دور کی چیز دیکھ رہی ہے تو نگاہ نبی کی قوّت کا آپ خود اندازہ لگا لیں۔

سیّدنا فاروقِ اعظم کی بات سُن کر وہ آدمی دوڑا جب گھر پہنچا تو سارا گھر جل کر راکھ ہو چکا تھا۔

(ازالتہ الخفاء جلد نمبر ۴ صـ۹۴)

پتہ چلا کہ نام اگر بُرا ہوگا تو اُس کا انجام بھی بُرا ہوگا۔ نام جتنا پیارا ہو گا جتنا خوبصورت ہوگا۔ انجام انشاءاللہ اتنا ہی اچھا ہوگا۔

اس لئے میرے آقا بُرے نام کو پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کو اچھے نام سے بدل دیتے تھے مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ اپنی اولاد کے نام اسلامی رکھیں اور خوبصورت اور با معنی نام رکھیں، لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کے نام ہندوؤں اور انگریزوں والے رکھتے۔ پھر بڑا ہو کر بچّہ کام بھی وہی کرتا ہے جو ہندوؤں اور انگریزوں کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ نبی پاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پیارے دادا جان حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: بیٹی پریشان نہ ہو غم نہ کر، فکر نہ کر میرے پاس ایک بچّہ ہے۔ بچّہ کیا ہے بس سمجھ لو نور کا ٹکڑا ہے۔ دیکھو گی تو دیکھتے ہی رہ جاؤ گی۔ اگر خیال میں آئے تو وہ لے جاؤ۔

سیّدہ حلیمہ نے عرض کی حضور مجھے لے چلو میں دیکھوں تو سہی فرمایا:

ایک بات ہے۔ عرض کی کون سی؟ فرمایا: ہے تو نور کا پیکر مگر ہے یتیم، باپ اس کا بچپن میں فوت ہو گیا تھا میں اس بچے کا دادا ہوں اگر اب چاہو تو لے چلوں۔

سیدہ حلیمہ نے سنا تو عرض کی حضور اگر میں اکیلی ہوتی تو میں ضرور ابھی ساتھ چلتی، بچہ کو ابھی گودی میں اٹھا لیتی، ابھی اپنے سینے سے لگا لیتی، لیکن میرے ساتھ میرا شوہر بھی ہے، میرے بچے بھی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے شوہر سے مشورہ کر لوں۔ اس کی رائے، اس کی مرضی نہ پوچھ لوں۔ حضور مجھے امید ہے میرا شوہر ضرور اس بچے کی خدمت کی اجازت دے گا۔ آپ فکر نہ کریں، گھر بتا دیں، میں ابھی اجازت لے کر آئی۔

حضرت عبدالمطلب نے مسکرا کر فرمایا۔ ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں، ضرور اپنے خاوند سے پوچھو۔ مشورہ کر لو بعد میں پریشان نہ ہو جاؤ۔ حضرت عبدالمطلب نے گھر کا ایڈریس بتا دیا۔ پتہ سمجھا دیا۔ سیدہ حلیمہ اپنے شوہر کی طرف مشورہ کے لئے چل پڑی۔

سیدہ حلیمہ کا مشورہ:

تھوڑی دیر کے بعد سیدہ حلیمہ اپنے ڈیرے پر پہنچ گئی۔ آپ کے خاوند حارث نے کہا حلیمہ سناؤ کیا ہوا۔ جیسے خالی گود گئی تھیں ویسے ہی خالی گود آ گئی ہو کوئی بچہ نہیں ملا؟

حضرت حلیمہ نے فرمایا: حارث سارے بچے تقسیم ہو گئے ہیں لیکن ایک بچہ ہے۔ حارث نے کہا تو اسے لاتی کیوں نہیں؟

سیدہ حلیمہ نے فرمایا: بچہ تو سنا ہے بڑا حسین و جمیل ہے۔ بڑا پیارا

ہے۔ نور کا ٹکڑا ہے۔ پیکر نور ہے مگر ہے یتیم یہ صرف اور صرف تیرے ڈر کی وجہ سے نہیں لائی کہ کہیں تم ناراض نہ ہو جاؤ کہ یہ یتیم کیوں اٹھا کے لائی ہو۔ اب اگر اجازت دو تو میں اس بچے کو لے آؤں؟

حارث سوچ میں پڑ گیا۔ سیدہ حلیمہ نے فرمایا: حارث تم نے جواب نہیں دیا۔ کیا سوچ رہے ہو۔ حارث نے کہا۔ حلیمہ سوچ رہا ہوں ہم بھی کتنے بدنصیب ہیں کہ ہمیں کوئی بچہ ہی نہیں ملا۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: بچہ تو ہے، اب تم بھی تو اجازت دو۔ حارث نے کہا حلیمہ ذرا سوچو تو سہی ہم پہلے ہی غریب ہیں، قحط کے مارے ہوئے ہیں، صبح کا ملتا ہے تو شام کا نہیں ملتا۔ ہم یتیم بچے کو لے کر کیا کریں گے۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: حارث اس بچے کے دادا نے مجھے بہت تسلی دی ہے اور انعام و اکرام کا وعدہ بھی کیا ہے۔

حارث نے کہا: حلیمہ دائیاں ہمیشہ بچے کے والد سے انعام و اکرام لیتی ہیں۔ دادا سے نہیں۔ اس یتیم بچے کی پرورش کر کے تم دادا سے انعام لو یہ نہیں ہو سکتا۔

میرا خیال ہے کہ اس بچے کو نہ ہی لے آؤ تو بہتر ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میں شوہر کی بات سن کر بڑی مایوس ہوئی میرا دل ٹوٹ گیا۔ آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ حارث نے جب مجھے روتا ہوا دیکھا تو کہا حلیمہ کیوں رو رہی ہو؟

حضرت حلیمہ نے فرمایا: حارث رو اس لئے رہی ہوں کہ تمام بنی سعد کی دائیاں، تمام میرے قبیلے کی عورتیں جب گھروں کو جائیں گی تو بچے لے کر جائیں گی اور میں جیسے خالی آئی تھی، ویسے ہی خالی جاؤں گی تو قبیلے والے

کیا کہیں گے۔ بنی سعد کی عورتیں طعنے دیں گی کر دیکھو حلیمہ کتنی بد قسمت ہے اتنی محنت بھی کی لیکن ہاتھ کچھ بھی نہ آیا۔

حارث نے کہا: حلیمہ اب تم کیا چاہتی ہو کھل کر بات کرو۔ حضرت حلیمہ نے فرمایا: میں چاہتی ہوں وہی یتیم بچے کو گودی میں اٹھاؤں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس یتیم کی برکت سے ہماری قسمت بدل دے۔ ہمارے دن پھر جائیں، ہماری کھوٹی تقدیر سنور جائے۔

حارث نے کہا: آج تک تم نے میری بات کبھی نہیں ٹھکرائی، جو کہتا ہوں تم کر لیتی تھی۔ لیکن اس بچے کے معاملے میں تم بڑی ضد کر رہی ہو۔ آخر وجہ کیا ہے۔ حضرت حلیمہ نے فرمایا: حارث تمہیں کیا بتاؤں، مجھے غیب سے آوازیں آ رہی ہیں، حلیمہ اگر کامیابی چاہتی ہو اگر سویا ہوا مقدر جگانا چاہتی ہو اگر اپنی قسمت بدلنا چاہتی ہو تو اس یتیم بچے کو گودی میں اٹھا لو۔ اس کو اپنے سینے سے لگا۔ حلیمہ

اس یتیم کو گودی میں اٹھانا تیرا کام ہے
تیری بگڑی کو بنانا میرا کام ہے

پھر سیدہ حلیمہ نے جو جو خوابوں میں سرکار کے متعلق دیکھا وہ بھی بتایا۔ سیدہ حلیمہ کے شوہر نے جب یہ ساری باتیں سنیں تو فرمایا: حلیمہ اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے میری طرف سے اجازت ہے۔ جاؤ ضرور جاؤ۔ میں تو تیری خوشی چاہتا ہوں، تیری بہتری اور آسانی چاہتا ہوں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، جب میرے شوہر نے جانے کی اجازت دی۔ سرکار کائنات کو دودھ پلانے کی اجازت دی تو میں اتنی خوش ہوئی کہ زندگی میں اتنی خوشی نہ ہوئی۔ ادھر سیدہ حلیمہ چلی ادھر میرے آقا

کی والدہ ماجدہ سیّدہ طیبّہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پریشان کہ سارے بچے دائیاں لے گئی ہیں میرے یتیم کو کسی دائی نے نہیں اٹھایا۔

خالقِ کائنات کی آواز آئی ۔ آمنہ گھبراؤ نہیں پریشان نہ ہو محبوب بھی ہمارا ہے۔ دائی بھی ہم خود بھیجیں گے۔

سیّدہ آمنہؓ نے عرض کی مولا کہ وہ کون سی دائی ہے۔ کب آئے گی۔ خالقِ کائنات نے فرمایا: نام اُس کا حلیمہ ہے۔ قوم کی سعدیہ ہے اور اپنے ڈیرے سے چل پڑی ہے۔ عنقریب تیرے بیٹے کو اٹھا کر سینے سے لگائے گی۔ اللہ اکبر

سیّدہ حلیمہؓ جب ڈیرے سے چلی تو اُدھر میرے آقا کے دادا کو بھی فکر ہوئی۔ حلیمہؓ ابھی تک نہیں آئی ۔ پتہ تو کرو آپ بھی تلاش میں نکلے۔ اِدھر سے سیّدہ حلیمہؓ چلی اُدھر میرے نبی کے پیارے دادا چلے۔ گلی کے ایک موڑ پر دونوں کی ملاقات ہو گئی۔

سیّدہ حلیمہ نے سلام عرض کیا اور کہا حضور کہاں جا رہے ہو۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: بیٹی میں تو تمہاری طرف ہی جا رہا تھا۔ تم کہاں جا رہی ہو۔

سیّدہ حلیمہ نے عرض کی حضور میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے جا رہی تھی۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: سناؤ شوہر سے مشورہ کیا ہے؟ عرض کی حضور مشورہ ہو گیا ہے۔ فرمایا: اجازت ملی ہے کہ نہیں؟

سیّدہ حلیمہ نے عرض کی حضور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے آپ کی دعا سے اجازت مل گئی ہے۔ فرمایا: اچھا تو آؤ میں تمہیں اپنے گھر لے چلوں۔ عرض کی حضور چلو۔

(جامع معجزات صفحہ ۳۳۷ صفحہ ۳۳۹، معارج النبوت دوم صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۴)

حضرت حلیمہ درِ آمنہ رضی اللہ عنہا پر:

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں، مَیں نبیِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان کے ساتھ چلتی چلتی اس مکان میں پہنچی، جس مکان میں خالقِ کائنات کا حبیب پیدا ہوا تھا۔

میرے دوستو! قربان جاؤں اس مکان پر جس مکان میں محبوب کا امام تشریف لایا۔ صدقے جاؤں اس کچی گلی کے جس گلی میں غریبوں کو سینے سے لگانے والا لجپال ہی تشریف لایا۔

اللہ تعالیٰ حج کی توفیق دے تو آپ جاکر دیکھیں، کعبہ شریف میں جہاں مقام ابراہیم والا پتھر موجود ہے اس کے بالکل سامنے ایک کلومیٹر دور وہ مکان شریف اب تک موجود ہے۔

سرکار کے مکان کے ساتھ محلہ بنی ہاشم ہے حاجی زیارت کرتے ہیں، سعودی حکومت نے اس مکان کو لائبریری کی شکل میں بدل دیا ہے خیر تو سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں جب میں اس مکان پر پہنچی تو حضرت عبدالمطلب مجھے گھر کے اندر لے گئے۔

مَیں جب گھر میں داخل ہوئی تو گھر نہایت ہی سادہ بالکل صاف شفاف لیکن صحن میں کستوری کی بھینی بھینی بہت پیاری خوشبو آرہی تھی۔ اس گھر کے صحن میں ایک نوجوان عورت تشریف فرما تھیں جس کا چہرہ ایسے چمک رہا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک شرم و حیاء کی پیکر تھی۔ اس پاک عورت نے اٹھ کر مجھے سلام دیا۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: حلیمہ یہ میرے بیٹے عبداللہ کی بیوی ہے۔ میری بہو ہے۔ میرے پوتے کی امی ہے، نام اس کا آمنہ ہے۔
پھر حضرت عبدالمطلب نے حضرت آمنہ سے فرمایا: بیٹی یہ حلیمہ ہے۔ قبیلہ بنی سعد سے تعلق رکھتی ہے۔ ہمارے بچے کو دودھ پلانے کے لئے اس کی خدمت کے لئے آئی ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ سیدہ آمنہ میرا نام سن کر بڑی خوش ہوئی جیسے وہ مجھے پہلے ہی سے جانتی ہو۔

سیدہ آمنہ نے فرمایا: حلیمہ واقعی تم ہی میرے بچے کی دائی ہو۔ حلیمہ بڑی دیر کر دی ہے۔ میں تیرا کب سے انتظار کر رہی تھی۔ جلدی کرو میرے بیٹے کو اٹھا کر گودی میں لے لو اور سینے سے لگالو۔

حضرت حلیمہ نے عرض کی وہ آپ کا لختِ جگر ہے۔ کہاں آپ کا نورِ نظر، کہاں آرام فرما ہے؟

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ سامنے کمرے میں میرا لختِ جگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: میں اس کمرے کی طرف چلی لیکن علامہ ابنِ جوزی علیہ الرحمۃ "مولد العروس" ص۳۰ پر لکھتے ہیں۔

جب حضرت حلیمہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لینے کے لئے حضرت عبدالمطلب کے گھر تشریف لے چلیں تو سات دائیاں جو حضرت حلیمہ کے بھی بعد مکہ شریف پہنچی تھیں وہ بھی ساتھ تھیں، انہوں نے بھی حضرت عبدالمطلب کو عرض کی سرکار بچے کی خدمت کا ہمیں موقعہ عطا فرمائیں ہم بھی بچہ لینے کے لئے آئی ہیں ہمیں نظر انداز نہ فرمائیں۔ بچوں کا

لغرانہ تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا:
بیبیو! بچہ ایک ہے تم ماشاءاللہ آٹھ ہو اب کس کس کو بچہ دوں ایسے کرتے ہیں تم باری باری میرے پوتے کی طرف ہاتھ بڑھاؤ جس کی طرف میرا پوتا خود بخود آگیا وہی اپنے ساتھ لے جائے تمام دائیوں نے کہا حضور ہمیں آپ کی بات منظور ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں میں بیٹھ گئی میں نے تمام دائیوں کو کہا تم اپنی اپنی قسمت آزماؤ اگر تمہاری طرف وہ بچہ آگیا تو ٹھیک ہے نہیں تو میں جاؤں گی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں تمام دائیاں باری باری سرکار کے نور بھرے کمرے میں گئی ہر دائی سرکار کو اٹھانے کی کوشش کرتی تو خالق کائنات کا حبیب اپنا رخ پاک دوسری طرف پھیر لیتے۔ قربان جاؤں نگاہ نبوت پر پہچان نبوت پر، میرے نبی کو پتہ تھا ابھی اپنے بھاگ جگانے والی اپنے مقدر سنوارنے والی دائی حلیمہ نہیں آئی عمر مبارک کتنی ہے صرف چند دن یہ نبی کی مثل بننے والے جو کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے بڑے بھائی تھے ہم چھوٹے بھائی ہیں۔

"جیسا کہ مولوی اسماعیل دہلوی وہابی اہلحدیث نے تقویۃ الایمان ص۵۶ پر لکھا کہ اولیاء انبیاء امام اور امام زادے پیر اور شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز ہیں اور ہمارے بھائی ہیں، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہمیں ان کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے۔"

ان سے پوچھو او نبیوں، ولیوں کے بھائی بننے والو کیا تمہاری بھی

اور تمہارے بچوں کی بھی بچپن میں یہ شان تھی کہ وہ سوائے اپنی والدہ کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتے تھے اگر تھی تو پھر واقعی بڑی شان ہے نہیں تو پھر سرکار کی مثل کیسی۔

میرے دوستو! سرکار کسی دائی کی طرف دیکھتے نہیں اور نبی کی مثل بننے والوں کی یہ حالت ہے یہ بچپن میں رو رہے ہوں تو ان کو کسی گدھی کا کسی جانور کا دودھ بھی پلا دیں تو یہ ماں کا دودھ سمجھ کر پی جائیں گے۔

لیکن قربان جاؤں سرکار کی معرفت پر چند دن کی عمر پاک ہے۔ لیکن دائی کو پہچان رہے ہیں کہ یہ وہ نہیں جس کی گود میں میں نے جانا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں۔ تمام دائیاں گئیں "فَاَعْرَضَ عَنْهُنَّ" میرے کملی والے نے تمام دائیوں سے اپنا چہرۂ انور پھیر لیا۔ ساری دائیاں جب سرکار کے کمرے سے نکل آئیں تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا۔ حلیمہ اب تم بھلا جاؤ میرا پوتا تمہاری طرف بھی آتا ہے کہ نہیں۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، دھڑکتے دل کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ فرماتی ہیں جب میں کمرے میں داخل ہوئی تو سارا کمرہ نور سے جگمگا رہا تھا۔ عنبر اور کستوری کی خوشبو سے سارا کمرہ مہک رہا تھا۔ میں نے کہا۔ سیدہ ایسے لگتا ہے کہ آسمان کے ستارے اتر کر تیرے بیٹے کے ارد گرد جگمگ کر رہے ہیں۔ حضرت آمنہ نے فرمایا: حلیمہ یہ ستاروں کا نور نہیں بلکہ یہ تو میرے بیٹے کے چہرے سے نکلنے والی نور کی شعاعیں ہیں۔

مولوی عبدالستار وہابی سرکار کے نور کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

ے حضرت آمنہ دے گھر اموں تے دادا نبی لیایا!

چند نورانی حجرے اندر تے چانن نور لگایا

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں: میں نے کیا دیکھا۔ سرکار ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ نیچے ایک نرم و نازک گدیلا بچھا ہوا ہے۔ اس گدیلے پر ریشم کا سبز ٹکڑا، سبز چادر بچھی ہوئی ہے۔ سرکار اُس پر تشریف فرما ہیں۔ سفید سفوف کا لباس پہنا ہوا ہے اور پورے جسم پر سفید چادر تنی ہوئی ہے۔ پیٹھ کے بل لیٹے اپنی اُنگلیاں مُنہ مبارک میں لئے سوئے ہوئے ہیں اور خراٹوں کی دھیمی دھیمی آواز آرہی ہے۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں، جب میں نے سرکار کے قریب ہوکر چہرۂ انور سے پردہ اُٹھایا تو چہرۂ انور سے نور کی چمکار نکلی مجھے ہوش ہی نہ رہا کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ کیونکہ میں نے دُنیا کے بڑے بڑے حسین و جمیل بچے دیکھے ہیں، پر اس محمد صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم جیسا حسین و جمیل بچہ میں نے نہیں دیکھا۔

اے سیّدہ تو دیکھتی بھی کیسے اللہ تعالیٰ نے ایسا حسین و جمیل کوئی بچہ پیدا ہی نہیں فرمایا۔

؎ وَالضُّحیٰ مکھڑا وَاللَّیل زُلف مَازَاغ دَا کجلا پایا اے
ایہو رَل مِل سَارے کہندے نے وَاہ وَاہ رَب نے یار سجایا اے

میرے دستو!

حُسنِ مُصطفےٰ علیہ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام کے جلوے پُوچھنے ہیں تو اُن سے پوچھو جنہوں نے سرکار کے حُسن و جمال کو دیکھا ہے۔ سرکار کے جمال کی بات پوچھنی ہے تو قلندرِ گولڑہ سیّدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ سے پوچھو جب آپ نے وادی حمرا میں جاگتے ہوئے بغیر کسی حجاب کے بغیر کسی پردے کے سرکار کی زیارت کی تو آپ بے ساختہ بول پڑے تھا کہ

ے اِس صُورت نوُں مَیں جان آکھاں جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رَبّ دِی شان آکھاں جس شان توں شانان سَب بنیاں
ایہناں سِکدیاں تے کُرلاندیاں نے لکھ وار صدقڑے جاندیاں تے!
انہاں بردیاں مُفت دکاوندیاں تے شالا آوَن وَت بھی اَوگھڑیاں
مُکھ چند بدر لاثانی ایں متھے چمکدی لاٹ نورانی ایں
کالی زُلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہین مدھ بھریاں
لاہو مُکھ تھیں مخطط بردیمن من بھاوندی جھاک دکھلاؤ سجن
اُدہو مٹھیاں گالی اَلاؤ سجن جو حمرا وادی سن کریاں
ایہہ شالا صورت پیش نظر رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جدہوسی گذر سب کھوٹیاں تھیسن تدکھریاں

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں، میں سرکار کا چہرہ دیکھ کر اور حُسن و جمال دیکھ کر سو جان سے عاشق ہو گئی۔ ہزار جان سے قربان ہو گئی۔ پھر میں نے سرکارِ کائنات کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا تو فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ کملی والے نے اپنی چشمانِ مبارک کھولیں، میری طرف دیکھا۔ سُبحان اللہ!

میری طرف دیکھ کر کیا کیا فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا آپ نے مسکرانا شروع کر دیا۔ جب سرکار مسکرائے تو آپ کی مسکراہٹ کے ساتھ اتنا نور نکلا کہ پورا کمرہ منور ہو گیا۔ آپ کے نور کی شعاعیں آسمانوں کی طرف بلند ہوتی گئیں۔

سرکار مسکرائے کیوں؟

صوفیائے کرام فرماتے ہیں اس لئے کہ آپ نے اپنی دائی حلیمہؓ کو مسکرا کر اشارہ فرما دیا کہ حلیمہؓ گھبرا نہیں، پریشان نہ ہو اگر تو سب دائیوں کے بعد آئی

ہے تو میں بھی سب نبیوں کے بعد آیا ہوں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب سرکار ہنسے تو میں نے بے ساختہ نیچے جھک کر کملی والے کے مبارک چہرۂ انور کو چوم لیا۔ صدقے جاؤں حلیمہ تیرے مقدر پر قربان جاؤں تیری قسمت پر تو اس نبی کے لبوں کو چوم رہی ہے تو اس رسول کے چہرے کو بوسے دے رہی ہے جس کے قدموں کو چومنے کے لئے جبرئیل ترستا تھا۔ جس کی دید کے لئے کائنات بیقرار ہے۔

ویکھو دائی حلیمہ دے بھاگ جاگے گھر وچ دُرِّ یتیم لیا وندی اے
جیہڑے ہیراں دی ڈھونڈ نوں نبی ترسن اوہدیاں لباں تے لب ٹکاوندی اے

سیدہ حلیمہ تو سرکار کے حسن و جمال کو دیکھ کر انوار و برکات کو دیکھ کر مست ہے۔ سوچ میں پڑی ہوئی ہے ادھر حضرت آمنہ دروازے پر کھڑی سوچ رہی ہیں کہ شاید حلیمہ کا پروگرام بچہ نہ لے جانے کا تو نہیں بن گیا۔ حضرت آمنہ نے پیچھے سے آواز دی کہ

کہیا آمنہ مائی حلیمہ نوں لال گودی وچ پا لے چپ کر کے
لے رحمتِ عالم سرکار دی سینے نال لا لے چپ کر کے
ایہنوں سمجھ یتیم نہ چھڈ جاویں جھولی وچوں لال نہ کڈھ جاویں!
نی ایہہ لال میرا ان مُلا اے پلڑے وچ پا لے چپ کر کے

سیدہ حلیمہ کو حضرت آمنہ نے فرمایا: حلیمہ کیا سوچ رہی ہو کیوں نہیں میرے لختِ جگر کو اٹھاتی، کیوں نہیں اس کو سینے سے لگاتی۔

کر فکر نہ پچھوں آون دا دائیاں توں مگر رہ جاون دا
نبی ایہہ سب نبیاں توں بعد آیا ایہدے ناز اٹھالے چپ کر کے
ایہدے رخ توں پردہ چک کے تے سہی میر چن دا مکھڑا ویکھ تے سہی
ایس نور مجسم تھیں گھر دی ظلمت نوں مٹالے چپ کر کے

سیدہ آمنہؓ نے فرمایا: حلیمہؓ فکر کیوں کرتی ہے۔ پریشان کیوں ہوتی ہے۔ اگر تو سب دائیوں کے بعد آئی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تیری قسمت میں وہ بچہ لکھا ہے جو کائنات میں سب سے زیادہ شان والا ہے۔

ویکھن وچ ایہہ عبد اللہ ہے پر اصل دے وچ ایہ ظل اللہ ایہ
نبی ایہ ادہیاں پردیاں وچ آیا ایہنوں جگ توں لکا لے چپ کر کے

دولتِ کونین حلیمہؓ کی گود میں

ادھر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فرما رہی ہیں۔ لیکن ادھر سیدہ حلیمہ سرکار کے حسن و جمال کے نظارے کر رہی ہیں۔ آخر کار سیدہ حلیمہ نے اپنے دونوں بازو اپنے دونوں ہاتھ سرکار کو اٹھانے کے لئے پھیلا دیئے جو حضرت حلیمہ نے ہاتھ بڑھائے۔ میرے آقا حضرت حلیمہ کے ہاتھوں میں تشریف لے آئے۔

سیدہ حلیمہ نے سرکار کو اپنی گودی میں لے کر سرکار کے نوری رخسار کو بوسے لینے شروع کر دیئے۔ سبحان اللہ!

جب سیدہ حلیمہ نے سرکار کو اپنی جھولی میں اٹھایا تو ساری کائنات میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فرش والے خوش، عرش والے خوش، جنت کی

حوریں خوش، غلمانِ جنت خوش، پیارے فرشتے خوش، سردارِ ملائکہ جبرائیل خوش نہیں، بلکہ خود خالق ومالک خوش پھر ہوا کیا ایک عاشق اس کی ترجمانی کرتا ہے۔ کہ ساری کائنات حضرت حلیمہ کو مبارک دینے لگی۔

مبارک مبارک حلیمہ حلیمہ — مبارک مبارک حلیمہ حلیمہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) — (صلی اللہ علیہ وسلم)
بنی تو محمد کی دائی حلیمہ! — بنی تو محمد کی دائی حلیمہ
بلادیں دنیا کا سردار تجھ کو — تیری بات حق نے بنائی حلیمہ

کسی نے پنجابی زبان میں یہی بات کہی کہ

ے حلیمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نوں پایا جاں پلے
عرش والے جھک جھک کے ویندے سی تھلے

حلیمہ توں لُٹ لئی خدا عزوجل دی خدائی!
ملائکہ نے دتی آسماناں نوں دھائی

کسی عاشق نے اسی بات کو یوں پیش فرمایا کہ ساری خدائی حضرت حلیمہ کو کیا کہہ رہی تھی کہ

ے بھاگ جاگ پئے نی تیچھے تیچھے آون والیئے
بھاگ جاگ پئے نی تیچھے تیچھے آون والیئے
توں تاں رب (عزوجل) دیاں رحمتاں نوں لٹیا!
دائیاں ساریاں دا مان توڑ سٹیا
بچے نوں گودی چان والیئے!

؎ نرشاں اُتے سعدیہ نوں دینے پئے مبارکاں
آخری رسول دیاں ہویاں تینوں زیارتاں!
اُسس ہاشمی گھرانے دے یتیم نوں چم!
توڑ دے نہ بیجے ہوئے دِلاں دے حکیم نوں
گلے دے نال لا دِنے واسطے!

یاد رکھیں روز دی سلامی تینوں ملے گی
کملی والے آقا دی غلامی تینوں ملے گی!
تیرے نال نال حوراں پیّاں آئندیاں نے
صفتاں آمنہ دے لال دیاں گاؤندیاں نے
نبی نوں جھولا جھلان والے!

قربان جاؤں سیّدہ حلیمہ کے مقدر پر جن کی گود میں ساری کائنات کی دولت سمٹ کر آگئی تھی، ساری خدائی کا دولہا حلیمہ کی جھولی میں تشریف لاچکا تھا۔ حضرت حلیمہ اپنے مقدر پر اپنے بخت پر جتنا ناز کرتی وہ کم تھا کیوں؟ اس لئے کہ کسی کے حصے علاقے کا زمیندار آتا ہے کسی کے حصے علاقے کا جاگیردار آتا ہے۔ کسی کے نصیب میں وزیر، سفیر آتا ہے۔ پر واہ نی حلیمہ مائی تیرے حصے اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آیا ہے۔

؎ مرحبا مرحبا آگئے مصطفےٰ جدیاں راہواں بڑے ویکھدے رہ گئے
گودی چکیا حلیمہ نے سرکار نوں نازاں والے کھڑے ویکھدے رہ گئے
چمک پئے حلیمہ اج لیکھ تیرے رونقی آئی سی گھراں نوں ہسدی جا
کھڑ دے ڈاچی نوں ہوئیوں جوان مڑ کے ہسدی کھیڈدی نچدی نس دی جا

؎ لے کے رحمت نوں رحمت دی بن بدلی صائم ہکدیاں راہواں تے وسدی جا
کیویں چن کھڈالویں گی آمنہ دا بھاگاں والیئے ایہناں تے دس دی جا

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں بھوک اور قحط کی وجہ سے میں بڑی کمزور تھی، میری دونوں چھاتیاں دودھ نہ ہونے کی وجہ سے بالکل خشک ہو چکی تھی، میرا بچہ ساری ساری رات دودھ نہ ہونے کی وجہ سے روتا تھا۔ لیکن ہم مجبور تھے لیکن جب میں نے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی گودی میں اٹھایا تو میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں، اتنا دودھ آگیا کہ خود بخود پستانوں سے گرنے لگا۔ میں بڑی حیران ہوئی کہ یہ دودھ کہاں سے آگیا ہے۔

غیب سے آواز آئی حلیمہ جس اللہ تعالیٰ کے یار کو تو نے اپنی گودی میں اٹھایا ہے اسی خالقِ کائنات نے یار کی خاطر تیرے جسم میں دودھ کی نہر جاری فرما دی ہے۔ سبحان اللہ!

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گودی میں لے کر دایاں پستان سرکار کے منہ میں دیا۔ کملی والے نے وہ نوش فرمایا۔ پھر میں نے بائیں طرف والا پستان منہ میں دینے کے لئے آگے کیا تو آقائے کائنات نے چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ میں نے بڑی کوشش کی کہ حضور بائیں طرف کیوں نہیں دودھ نوش فرماتے تو سرکار نے میری طرف نگاہ محبت سے دیکھ کر مسکرانا شروع کر دیا۔

گویا آنکھوں آنکھوں میں اشارہ کر دیا۔ امی جان مجھے پتہ ہے صرف آپ کا دودھ میں نے ہی نہیں پینا۔ بلکہ آپ کا بیٹا عبداللہ بھی ہے اس نے

بھی آپ کا دُودھ پینا ہے۔ امّی جان اگر بائیں پستان کا دُودھ بھی میں نے پی لیا تو اُس کا کیا بنے گا۔ وُہ کیا پیئے گا۔ مَیں دُنیا میں کسی کا حق لینے نہیں آیا بلکہ مظلوموں کو حق دلانے آیا ہُوں۔ مَیں کسی کو رُلانے نہیں آیا۔ بلکہ مَیں روتوں کو ہنسانے آیا ہُوں۔ عدل وانصاف کا پیکر بن کے آیا ہُوں۔

(اللہ اکبر)

اِسی بات کو تمام عُلمائے اُمّت نے اپنی اپنی کتابوں میں درج فرمایا کہ

"لِاَنَّہٗ عَلِمَ اَنَّ لَہٗ شَرِیْکًا فِی الرَّضَاعَۃِ"

(سبل الہدیٰ والرّشاد جلد نمبر ا، ص۳۸۷)

سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو پتہ تھا کہ میرے ساتھ دُودھ پینے میں دوسرا بھائی بھی شریک ہے۔ اِسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہُوئے امام اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خاں فرما گئے۔

بھائیوں کے لئے ترکِ پستان کریں!
بچپنے کی عدالت پہ لاکھوں سلام

میرے دوستو! توجہ فرماؤ۔ سرکار کی عُمر شریف کتنی ہے۔ صِرف چند دِن لیکن آپ کے عدل پر انصاف پر قُربان جایئے کہ سرکار دوسرا پستان مُبارک نہیں پیتے تاکہ حلیمہ کا بطن جایا کہیں بھوکا نہ رہ جائے۔ حالانکہ جب سیّدہ حلیمہ میرے آقا کو اُٹھانے آئی تھی، اکیلی تھی، بچّہ ساتھ نہیں تھا بلکہ وُہ اپنے ڈیرے جو کہ مکّہ شریف سے دُور خیمے کی صُورت میں تھا۔ وہاں خاوند کے پاس چھوڑ آئی تھیں۔ اب سرکار کو جب گودی میں اُٹھاتی ہے تو سرکار ایک ہی پستان سے دُودھ پیتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حلیمہ کا بچّہ ہے ڈیرے پر کملی والے ہیں۔

حلیمہ کی گود میں اب سرکار کو کیسے پتہ چل گیا کہ حلیمہ کا بچہ بھی ہے؟ بولنے کے قابل نہیں کہ کسی نے پڑھا سکھا دیا ہو کہ اے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خیال کرنا حلیمہ کا ایک اور بھی دودھ پیتا بچہ ہے۔

سرکار چل بھی نہیں سکتے کہ جاکر خود دیکھ لیتے کہ حلیمہ کا بچہ ایک اور بھی ہے۔ اب بتلائیے سرکار کو کیسے پتہ چل گیا؟

دنیا حیران ہے پر خالقِ کائنات نے آواز ماری۔

اے دنیا والو حیران کیوں ہو۔ سوچتے کیا ہو یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں، بلکہ میرا حبیب ہے، میرا یار ہے۔ میرا پیارا رسول ہے۔ ساری دنیا کے بچے دنیا میں آکر پڑھتے ہیں۔ دنیا میں آکر سیکھتے ہیں۔ پر میرا یار اپنے خدا عزوجل سے پڑھ کر آیا ہے۔ سیکھ کر آیا ہے۔

"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ"

رحمان وہ ہے جس نے یار کو سب کچھ پڑھا کے سکھا کے سمجھا کے بھیجا ہے۔

مولوی حیران کیسے؟ قرآن سے آواز آئی۔ مولوی حیران نہ ہو اگر عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے ہی اعلان کر سکتا ہے کہ "اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ" میں کتاب لے کر آیا ہوں، تو عیسیٰ علیہ السلام کا امام کیوں نہیں، خدا عزوجل سے پڑھ کر آ سکتا ہے۔ سبحان اللہ!

اب پوچھئے ان بدنصیب مولویوں سے، اُن قسمت کے مارے ہوئے لوگوں سے جن کا پیشوا جن کا مقتداء مولوی خلیل احمد انبیٹھوی "براہین قاطعہ" صفحہ ۵۱ پر یہ لکھ گیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ توبہ استغفر اللہ!

میرے دوستو! دیو بندیوں، وہابیوں کا تو یہ عقیدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن

ہمارا عقیدہ تو یہی ہے جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

سبحان اللہ! کیا پیارا عقیدہ ہے تو عرض یہ کر رہا تھا۔ سرکار نے ایک پستان پیا۔ دوسرا چھوڑ دیا۔

حضرت حلیمہ قسم کھا کے فرماتی ہیں جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا دودھ بچپن شریف میں پیتے رہے۔ ہمیشہ دایاں لیتا ان ہی پیا۔ بائیں کے قریب کبھی نہ گئے۔

(خصائص کبریٰ جلد نمبر ۱ ص ۵۹ شواہد النبوۃ، مدارج النبوۃ، سیرت حلبیہ جلد اول ص ۲۸۵)

میرے دوستو! آج ہمیں اپنا کردار دیکھنا چاہیئے اور سرکار کی سیرت بھی کہ ہمارے نبی نے ولادت کے بعد حالت رضاعت میں بھی کسی کا حق نہیں کھایا۔ غضب کیا نہیں تو اگر ہم جوان ہو کر، سمجھ دار ہو کر، عاقل بالغ ہو کر کسی کا حق مار لیں، کسی کا مال غصب کر لیں تو بتائیں قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اس کے پیارے رسول ؐ کے پاس کس منہ سے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے حبیب کے امتی تم کیوں کسی کا مال غصب کرتے رہے ہو کسی کی زمین پر ناجائز کیوں قبضہ کیا کسی کا حق کیوں چھینا۔ کیا تم نے میرے یار کی سیرت سے سبق حاصل نہ کیا۔ جس نے بچپن میں ہی اپنے بھائی کے حصے کو نہ چھیڑا۔

تو بتایئے ہم کیا جواب دیں گے؟ خدا کے لئے سوچیں اللہ تعالیٰ ہمیں یار کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں جب سرکار میری گودی میں تشریف لائے

تو میرے جسم کا بال بال خوشی سے جھومنے لگا۔ میں بتا نہیں سکتی، بس اندازہ نہیں کر سکتی کہ اُس دن مجھے کتنی خوشی ہوئی۔ میں نے اُس دن اپنے آپ کو کائنات میں سب سے زیادہ خوش نصیب سمجھا۔

(جامع معجزات ص۱۴۲)

واقعی سیدہ حلیمہ اُس دن سے خوش نصیب بنی ایسی بنی کہ قیامت تک نصیب سیدہ کی قدم بوسی کرتا رہے گا کیونکہ جگ کے سردار رحمتِ عالم سے نسبت جو ہو گئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے سرکار کو اٹھایا، دودھ پلایا۔ سینے سے لگایا۔ جب کمرے سے باہر نکلی تو حضرت عبدالمطلب نے آواز ماری حلیمہ میں نے کہا جی حضور فرمایا؛ ذرا ٹھہرو تو سہی۔

میں نے کہا حضور کیوں؟ فرمایا: ہمارے بیٹے کو سینے سے لگایا ہے۔ گودی میں اٹھایا ہے۔ کچھ خرچہ پانی تو لے لو۔ کچھ زادِ سفر تو لے لو۔

حضرت حلیمہ نے کہا حضور مجھے اب مال و دولت کی کوئی ضرورت نہیں، سرکار کے دادا نے فرمایا۔ کیوں؟

حضرت حلیمہ نے عرض کی اب میرے لئے دونوں جہانوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اور وسیلہ کافی ہے۔ اللہ اکبر!

حضرت حلیمہ سرکار کو سینے سے لگائے بھی جارہی ہے اور کہتی بھی جارہی ہے۔ کیا کہ

مل گئے مصطفےٰ اور کیا چاہیئے
فضل ربّ العلیٰ اور کیا چاہیئے

جن کے ہاتھوں میں ہے دامنِ مصطفےٰ
اُن کو روزِ جزا اور کیا چاہیئے
ہر جُرم پہ کرم ہر خطا پہ عطا
پھر بھی پُوچھتے ہیں اور کیا چاہیئے

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں صحن میں آئی تو سیدہ آمنہ نے فرمایا۔ حلیمہ ذرا بیٹھو۔ میں بیٹھ گئی تو سیدہ آمنہ نے فرمایا۔ حلیمہؓ کیا تم میرے اس یتیم کو پال لوگی۔

میں نے عرض کیا میری سردار کیوں نہیں؟ ضرور پالوں گی بلکہ ہر حال میں اس کی خدمت کروں گی۔ سیدہ آمنہ نے فرمایا؛ حلیمہ تم تو پالو گی لیکن میں تمہاری کما حقہٗ خدمت نہیں کر سکوں گی یہ نہ ہو تم ناراض ہو جاؤ۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: میری سردار گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ بڑا کریم اور سخی ہے اس کی عطاؤں اور برکتوں میں کوئی کمی نہیں، انشاءاللہ! اس بچے کے طفیل وُہ مہربان مجھ غریبنی پر ضرور رحم فرمائے گا۔

آپ مطمئن ہو جائیں سارا دائیاں بچے اس نیت پر لے جا رہی ہیں ہمیں مال ملے گا۔ دولت ملے گی، مال و زر ملے گا لیکن میری یہ نیت نہیں، میں تو اس بچے کو اس واسطے لے جا رہی ہوں۔ دیکھتی ہوں اس کے طفیل اللہ تعالیٰ مجھ پر کتنا کرم کرتا ہے۔ میرے گھر میں کتنی رحمت ہوتی ہے۔

(جامع معجزات ص۳۴۲، سیرت رسول دوم ص۳۷۷ ص۳۷۸)

میرے دوستو! حضرت حلیمہ کیا فرماتی ہیں کہ میں اُجرت کے لئے نہیں بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا کرم لینے کے لئے اس بچے کو لے جا رہی ہوں، بتائیے

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت حلیمہ پر کرم کیا کہ نہ کیا؟ کہا اتنا کیا کہ کرم کی بارشیں برسا دی۔ دیکھو ناں حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں، جب میں سرکار کو لینے کے لئے مکہ شریف آئی تو میری عمر ۳۵ برس تھی۔ میرے ساتھ مختلف علاقوں سے تین سو دائیاں آئیں۔

(خطابات دین پوری اوّل ص۸۵)

لیکن کرم دیکھو ان تین سو دائیوں کا نام کوئی نہیں جانتا۔ ان کے گھر والوں کے نام کسی کو یاد نہیں، قبیلہ کوئی نہیں جانتا۔ پر قربان جاؤں حلیمہ تیرے مقدر پر تو نے جب سے سرکار سے تعلق جوڑا ہے۔ نسبت قائم کی ہے۔ تیرے پورے خاندان کو کملی والے کے غلام جانتے ہیں۔ مانتے ہیں، بلکہ پہچانتے ہیں کہ سیدہ کا نام حلیمہ، خاوند کا نام حارث، بیٹے کا نام عبداللہ بیٹی کا نام شیما۔ آنسہ، حذیمہ۔ قبیلے کا نام سعدیہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج کرائے۔ سرکار کے روضے کی حاضری نصیب فرمائے۔ آپ جب مدینہ شریف جائیں تو سرکار کے روضے کے سامنے، جنت البقیع قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں میرے آقا کے ہزاروں صحابہ کرام کے مزارات ہیں، پہلے تو ہر صحابی کی مزار شریف پر چھوٹے چھوٹے قبے بنے ہوئے تھے۔ لیکن جب سے نجدی حکومت آئی ہے اس نے تمام قبے گرا دیئے ہیں۔

البتہ چند مزارات ہیں وہ بھی محفوظ نہیں، اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے ان مزارات میں آپ نگاہ ماریں سب مزارات پر کنکر اور روڑے پڑے ہیں۔ پر حضرت سیدہ حلیمہ کے مزار کو آپ دیکھیں گے۔ وہاں ہری بھری گھاس لگی ہوئی ہے اس قبر کو دیکھ کر اماں حلیمہ کی سیرت طیبہ یاد آجاتی ہے۔

ہر حاجی اللہ کا بار ہو جاتا ہے۔ ہر حاجی وجد میں آجاتا ہے۔

سُبحان اللہ!

سیّدہ حلیمہ اپنے ڈیرے پر۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں۔ میں نے حضرت آمنہ سے اجازت لی کہ میں آپ کے لختِ جگر کو اپنے ڈیرے پر لے جاؤں تو آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا جان نے دعائیں دیتے ہوئے مجھے اجازت فرمائی۔

میں سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتی اپنے ڈیرے کی طرف چلی۔

بس بچے کو لے کر حضرت حلیمہ چلی، جس کے صدقے چاند کو چاندنی ملی، ستاروں کو روشنی ملی، سورج کو چمک ملی، فرشتوں کو نورانیت ملی۔

؎ چلی ڈیرے کی جانب آج ایسے نور کو لے کر
مہ و خورشید صدقے ہو رہے تھے جس کے قدموں پر

حضرت حلیمہ جب سرکار کو لے کر اپنے ڈیرے پر پہنچی تو آتے ہی کہا حارث مبارک ہو ہماری قسمت کا ستارہ چمک گیا ہے۔ ہمیں اللہ پاک نے وہ دولت و نعمتِ عظمٰی نصیب فرمائی ہے جو آج تک کسی کے حصہ میں نہیں آئی اور انشاء اللہ قیامت تک ایسی دولت کسی کو مل سکتی ہی نہیں!

حضرت حلیمہ کے خاوند نے کہا: حلیمہ کس چیز کی مبارک بادیاں دے رہی ہو۔ کون سی دولت ملی ہے۔ کون سی نعمتِ عظمٰی ہاتھ لگی ہے۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا، حارث ذرا قریب تو آؤ دیکھو تو سہی، جب حارث قریب آئے تو سیدہ حلیمہ نے سرکار کے رُخِ انور سے پردہ اٹھایا تو حارث کملی والے کے حسن و جمال کو دیکھ کر سرکار پر عاشق ہو گیا۔ سرکار کے ہاتھ کو بوسہ دے کر کہنے لگا۔

یہ شہزادہ کہاں سے لائی ہو۔ یہ حسن و جمال کا پیکر کہاں سے ملا ہے۔ حلیمہ میں نے پوری زندگی ایسا حسین و جمیل بچہ کہیں نہیں دیکھا یہ حسن کا سلطان ہے حسینوں کا بادشاہ ہے۔ حضرت حلیمہؓ نے اپنے خاوند کو بتایا کہ یہ سیدہ آمنہ کا لختِ جگر ہے۔ حضرت عبداللہ مرحوم کا بیٹا ہے۔ سردارِ مکہ حضرت عبدالمطلب ہاشمی کا پوتا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میرے خاوند نے سرکار کا حسب نسب سنا تو فوراً سجدۂ شکر بجا لایا کہ اے خالقِ کائنات تیرا لاکھ لاکھ بار شکر ہے کہ ہمیں ایسا حسین و جمیل بچہ عطا فرما کر ہمیں اس کی خدمت کا موقع نصیب فرمایا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ!

(تاریخ ابن کثیر جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۸،)

(معارج النبوت دوم صفحہ ۱۱۸، سیرت رسول دوم صفحہ ۲۷۸)

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں جب میں حضور علیہ السلام کو لے کر اپنے ڈیرے پہنچی تو اسی وقت سرکار کے فیوض و برکات کا ظہور شروع ہو گیا۔

کیسے فرماتی ہیں، میں نے اپنے خاوند حارث سے کہا۔ حارث! اس نے کہا۔ کیا بات ہے؟ حلیمہ میں نے کہا بھوک بڑی لگی ہے۔ کھانے کو بڑی دیر لگ جائے گی۔ ایسے کرو اونٹنی کا دودھ نکالو تاکہ دودھ پی کر رات گزارہ کر لیں۔

حضرت حارث نے کہا:

حلیمہ تمہیں پتہ ہے کہ وہ دودھ دینا تو درکنار وہ تو اُٹھائے اُٹھتی نہیں کمزور، لاغر، ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔

سیّدہ حلیمہ نے فرمایا:

حارث تجربہ تو کرو، شاید اللہ تعالیٰ کرم فرمائے اور وہ دودھ کچھ دے دے۔ حضرت حارث نے کہا کہ اُمید تو نہیں اگر تم کہتی ہو تو تجربہ کر لیتے ہیں۔ حارث نے برتن دھو یا لے کر اُونٹنی کے پاس پہنچے۔ اُونٹنی حارث کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔ حارث اُونٹنی کے نیچے بیٹھے، اُونٹنی نے دودھ والا حصّہ کھول دیا۔

حضرت حارث نے دودھ نکالنا شروع کیا وہ برتن بھر گیا۔ پھر دوسرا اُٹھایا وہ بھی بھر گیا۔ گھر میں جتنے برتن تھے سب دودھ سے بھر گئے مگر دودھ ابھی بھی تھنوں میں موجود ہے۔ سُبحان اللہ!

حارث نے حضرت حلیمہ سے کہا۔

حلیمہ یہ کیا یہ وہی اُونٹنی ہے جو اُٹھ نہیں سکتی تھی، آٹھ دن بعد ایک دن دودھ دیتی وہ بھی ایک، دو گلاس لیکن آج یہ کیا کمال ہو گیا ہے۔

سیّدہ حلیمہ نے فرمایا:

حارث یہ تیرا کمال نہیں یہ میرا کمال نہیں یہ اس بچے کا کمال ہے جو ہمارے گھر میں مہمان بن کر تشریف لایا ہے۔

(معارج النبوت دوم صفحہ ۱۱۸)

حضرت حلیمہ نے حارث سے جو فرمایا:

شاعر کہتا ہے کہ

دیکھو تماشا قدرت والا بولی حمد رثنائیں!
عالی دولت بخشی رب نے ترے اساں غریباں تائیں

حضرت حلیمہ، حضرت حارث اور آپ کے بچوں نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ ساری بھوک دور ہوگئی رات کو خوب نیند آئی۔ سارے سو گئے جب آدھی رات کا ٹائم ہوا تو حضرت حلیمہ کی آنکھ کھلی کیا دیکھا کر سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارد گرد نور ہی نور ہے۔ نور کی شعائیں نکل رہی ہیں، ایک سبز لباس والا آدمی کملی والے کے سر کی طرف ہاتھ باندھ کر مؤدب کھڑا ہے۔ سبحان اللہ!

میرے دوستو!

جانتے ہو یہ نور کیا تھا اور یہ آدمی کون تھا۔ یہ نور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا تھا اور وہ آدمی فرشتوں کا سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے جو ہاتھ باندھ کر کملی والے کی خدمت میں حاضر تھے تاکہ کوئی دشمن کملی والے کو تکلیف نہ پہنچائے۔

حضرت حلیمہ نے اپنے خاوند حارث کو جگایا۔ حارث جاگو ذرا یہ دیکھو یہ کیا منظر ہے۔ حارث کی آنکھ کھل گئی، حارث کافی دیر تک دیکھتے رہے پھر فرمایا:

حلیمہ یہ منظر کسی کو نہ بتانا یہ کرامات کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ لگتا ہے یہ وہی بچہ ہے جس کی آمد کی خبر سارے نبی سناتے آئے یہ وہی بچہ جس کی جان کے دشمن یہودی اور عیسائی ہیں۔

حلیمہ میں نے سنا ہے جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے یہودی عیسائی پریشان ہیں عیسائی ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ ولادت

نبوت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے دُنیا میں آکر چھین لی ہے۔
اگر تم نے یہ منظر بتا دیا تو ڈر ہے کہیں عیسائی تیرے بچے کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

(مدارج النبوت، شواہد النبوت، معارج النبوت ردوم صفحہ ۱۱۸ صفحہ ۱۱۹)

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں ہم تین دن، ایک روایت میں ہم سات دن مکہ شریف میں رہے۔ سات دن کے بعد تمام میرے قبیلے کی دائیاں تیار ہو گئیں، میں بھی تیار ہوئی۔ انہوں نے جلدی کی اور چلنے لگیں۔
میں نے کہا کہ ٹھہر دمیں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی، مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ لیکن انہوں نے کہا۔ حلیمہ تیرا ہمارا جوڑ کوئی نہیں تو آہستہ آہستہ آئے گی۔ ہم نے تیز چلنا ہے۔
تیری سواری سست ہے ہماری سواریاں تیز ہیں۔ لہٰذا ساتھ چلنے کا کوئی فائدہ نہیں، بہتر ہے تو آرام سے پیچھے آجانا۔
حضرت حلیمہ بڑی مایوس ہوئی فرمایا: اچھا تمہاری مرضی تمام دائیاں صبح صبح سورج نکلنے سے پہلے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئیں۔
حضرت حلیمہ نے سرکار کو گودی میں اٹھایا اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ کے پاس آخری ملاقات کے لئے اور اجازت کے لئے حاضری دی۔

حضرت حلیمہ نے عرض کی، اے میری سردار میں نے بڑے بچوں کو دودھ پلا کر ان کو پالا پوسا ہے۔ لیکن تیرے نورِ نظر کا مقام سب سے نرالا ہے۔ پھر سرکار کی برکات اور انوار و تجلیات کے تمام واقعات سنائے جو آپ نے دیکھے تھے

سیدہ آمنہ نے سنا تو فرمایا:

حلیمہ تو نے کیا شان دیکھی ہے۔ شان اور مقام میرے بچے کا پوچھنا ہے تو مجھ سے پوچھ پھر آپ نے تمام واقعات ولادت شریف کے سنائے۔

حضرت حلیمہ سنتی بھی جاتی سبحان اللہ سبحان اللہ بھی کہتی جاتی حضرت آمنہ نے فرمایا: حلیمہ میرے بچے کا خاص خیال رکھنا میں نگاہ ولایت سے دیکھ رہی ہوں، میرا بچہ ایک خاص مقام والا بنے گا۔

اللہ تعالیٰ میرے بچے کو وہ کمال وہ شان وہ مرتبہ عطا کرے گا کہ ازل سے لے کر ابد تک کسی بچے کو نہیں ملا ہوگا۔

(طبقات ابن سعد اوّل ص۱۵۶)

دولت ملی حلیمہ عظیم تینوں دل دے خزانے اہنوں سنبھال رکھیں
بری نظر تے لگی نہیں اہنوں تیری گودڑی دے اندر لال رکھیں
جنہاں چر دی رہوے ایہہ کول تیرے نال نال رہ کے نال نال رکھیں!
مائی آمنہ روندیاں کہیا صائم میرے لال دا خاص خیال رکھیں

سیدہ حلیمہ کی وطن واپسی:

سیدہ آمنہ نے آخری بار اپنے لخت جگر کائنات کی جان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے لگایا قدم چومے ہاتھ چومے، رخسار اور مازاغ کی آنکھوں کو چوما پھر والضحیٰ کے چہرے پر بوسے دیئے پھر والیل کی زلفوں کو چوم کر حضرت حلیمہ کی گودی میں لٹا دیا۔

حضرت حلیمہ نے اجازت مانگی سیدہ آمنہ نے دعائیں دیتے ہوئے خوشی سے اجازت دی۔

سیدہ حلیمہ کونین کے والی کو گود میں اٹھا کر اپنے ڈیرے کی طرف چلی۔ راستے میں خیال آیا۔ پتہ نہیں پھر مکہ شریف آنا ہو یا نہیں، کعبہ شریف کی زیارت نصیب ہو کہ نہیں آخری بار کعبہ شریف کا طواف کر کے حجرِ اسود کو بوسہ دے لوں۔

سیدہ حلیمہ بجائے ڈیرے پر جانے سے پہلے کعبہ شریف کی زیارت کے لئے سیدھا کعبہ شریف پہنچی، طواف شروع کر دیا۔ سبحان اللہ گودی میں کائنات کے والی بھی جلوہ گر ہیں۔

گویا سیدہ حلیمہ کعبے کے کعبے کو گودی میں اٹھا کر کعبہ شریف کا طواف کر رہی ہے۔ پہلا چکر کاٹا ارادہ کیا کہ حجر اسود کو چوم لوں۔ لیکن رش بہت زیادہ ہے۔ ہجوم کی وجہ سے چوم نہ سکی۔

دوسرا کاٹا پھر بھی یہی صورت حال تھی کہ سات مرتبہ طواف کیا لیکن حجرِ اسود کو بوسہ نہ دے سکی۔

سیدہ حلیمہ نے دل میں سوچا کہ اب کیا کیا جائے۔ چلو میری تو خیر تھی اس حسین و جمیل گورے گورے چہرے والے کو بھی کم از کم حجر اسود کا بوسہ دلوا دیتی۔ جب سیدہ حلیمہ نے یہ بات سوچی تو حجر اسود سے آواز آئی۔ حلیمہ اگر سرکار کو بوسہ دلانا چاہتی ہو تو پھر تمہیں آگے آنے کی ضرورت نہیں میں خود حاضر ہو کر سرکار کے بوسے لے لیتا ہوں۔ سبحان اللہ!

حجرِ اسود اپنی جگہ سے اکھڑا کعبہ شریف کی دیوار سے نکل کر ہوا میں پرواز کرتا ہوا سرکار کے رخ پاک کے بوسے لینے لگ گیا۔

حاجی منظر دیکھ کر تڑپ گئے۔

(قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ تفسیر مظہری عربی جلد نمبر ۶ صفحہ ۵۲۸ پ ۱۸ صفحہ ۳۶۷ اردو میں تحریر فرماتے ہیں کہ)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ

وَجَاءَتْ بِهٖ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر حجر اسود کے پاس پہنچی کیوں؟ اس لئے کہ

لِیُقَبِّلَهٗ تاکہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے تو ہوا کیا فرماتے ہیں۔

"فَخَرَجَ مِنْ مَكَانِهٖ"

وہ اپنی جگہ سے نکلا اور سرکار کی طرف دوڑتا ہوا آیا۔

"حَتَّى الْتَصَقَ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ"

"حتی کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخساروں سے چمٹ کر آپ کے بوسے لینے لگا۔"

سُبْحَانَ اللّٰه!

گویا حجر اسود نے کہا ہو گا۔ حلیمہ تو سرکار کو یہاں لانے کی زحمت نہ کریں خود ہی حاضر ہو جاتا ہوں۔

حلیمہ ساری دنیا سارے انسان میرے بوسے لیتے ہیں۔ ساری دنیا مجھے چوم کر اپنی محبت کی پیاس بجھاتی ہے۔ میں سرکار کے بوسے لے کر اپنی عشق کی پیاس بجھاتا ہوں۔

واہ واہ کیا بات ہے حجرِ اسود تیری شان کے تو اس رُخِ پاک کو چوم رہا ہے جس کی قسمیں میرا اللہ عزوجل آپ قرآن میں اُٹھاتا ہے۔

"وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا سَجٰى"

"سبحان مجھے تیرے نوری چہرے کی قسم اور ان زلفوں کی قسم جو تیرے چہرے پر چھا جاتی ہیں۔"

اللہ اکبر۔

حضرت حلیمہ طوافِ کعبہ کے بعد سرکار کو لے کر ڈیرے پر پہنچی، حارث نے اونٹنی پر کجاوہ کسا زادِ راہ گوشت کو تیار کیا۔ سارا سامان اٹھا کر کے سواریوں پر لاد دیا گیا۔

حضرت حلیمہ اونٹنی پر سوار ہو گئی۔ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیدہ حلیمہ کی گودی میں بٹھا دیا گیا۔ کیا عجیب منظر ہو گا۔ کیا حسین سماں ہو گا۔ میرا آقا سدرہ کا راہی، اللہ پاک کا اپنا ماہی چھوٹی سی عمر پاک میں دائی حلیمہ کی گودی میں جلوہ گر ہے۔

کتنی خوش بخت تھی وہ سواری کتنی مقدر والی تھی وہ اونٹنی جس کی پشت پر سارے نبیوں کا امام سوار تھا۔

ایہہ کون آیا جیہدے آیاں بہاراں مسکرا پئیاں
کھڑے نے پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پئیاں

بڑی خوش بخت سی ڈاچی سواری کملی والے دی!
حلیمہ ہتھ جد پھڑیاں مہاراں مسکرا پئیاں

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، جب میں اُونٹنی پر سوار ہوئی۔ سرکارِ کائنات میری گودی میں تشریف فرما ہوئے تو میں نے اُونٹنی کی تکمیل کو اشارہ کیا کہ اُٹھ چل۔ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں اُونٹنی اُٹھ کے کھڑی ہو گئی۔ بجائے چلنے کے اُس نے کعبہ شریف کی طرف چہرہ کیا۔ پھر تین بار سجدہ کیا۔ اللہ اکبر!

میرے دوستو!

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، میں بڑی حیران ہوئی کہ یہ سجدے کس کو کر رہی ہے؟ تو غیب سے آواز آئی۔

حلیمہ یہ سجدے اِس لئے کر رہی ہے کہ اَے خالقِ اکبر، اے وحدہٗ لاشریک تیرا بے حساب شکریہ کہ تو نے مجھ کمزور ناتواں عاجز مسکین کی پُشت پر دونوں جہانوں کا سلطان بٹھا دیا ہے۔ کہاں میں کہاں تیرا پیارا ماہی، سُبحان اللہ!

؎ اپنے اپنے مقدر دی ہوندی اے گل!
آپشاں داٹیاں ہزاراں سی مکھے دے ول
جسدی ڈاچی قدم دی نہ سکدی سی چل
او عرش دے شہسواراں دے سم آ گئی

سیدہ حلیمہ فرماتی ہے پھر میری سواری چلنے لگی ایسی تیز دوڑی کہ میں حیران ہو گئی وہ کمزور نہیں وہ سُست نہیں، بلکہ بجلی کی طرح فراٹے بھرتی ہوئی صحرائے عظیم کو ایسے طے کر رہی تھی، جیسے ہوا کے دوش پر سوار ہو۔

سیدہ فرماتی ہیں، جب میں آئی تھی چلتی نہیں، اب جب جانے لگی،

رکتی نہیں۔

اے حلیمہ رکتی بھی کیوں؟

اس کو پتہ تھا میرے جسم کے ساتھ اس نبی کے قدم لگے ہیں جو مردوں پر آجائیں تو وہ بھی زندہ ہو جائیں۔

(بخاری شریف جلد نمبر ا ص ۲۱۶) میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک جنگ میں میں سرکار کے ساتھ کفار کے مقابلے کے لئے نکلا۔ لیکن میری سواری میرا اونٹ بڑا کمزور تھا وہ کمزوری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ سارے صحابہ کرام آگے نکل گئے میں آہستہ آہستہ پیچھے آرہا تھا۔ اچانک پیچھے سے سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو مجھے دیکھ کر فرمایا:

جابر کیا بات ہے تم سب سے پیچھے کیوں رہ گئے ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے عرض کی آقا میرا اونٹ بڑا لاغر کمزور اور سست ہے جس کی وجہ سے میں سب سے پیچھے رہ گیا ہوں، میرے کریم نبی مسکرا پڑے گویا فرمایا: جابر کوئی بات نہیں اگر یہ کمزور ہے تو ہم ابھی اس کو طاقت ور بنا دیتے ہیں۔ اگر یہ سست ہے تو ابھی اس کو تیز کر دیتے ہیں۔

میرے آقا کے ہاتھ میں ایک باریک سی لکڑی کی چھڑی تھی۔ میرے آقا نے وہ چھڑی ہلکی سی اونٹ کو ماری، ماری کیا جسم کے ساتھ مس کی اور فرمایا: اے اونٹ تیز ہو جا۔ اب رکنا نہیں اب کمزوری

دُور کر دے۔ اَب سختی ختم کر دے۔ اللہ اکبر!

پھر میرے آقا نے فرمایا: جابر میں نے عرض کی جی آقا، فرمایا:
مَیں آگے جا رہا ہوں، لشکر سے ملتا ہوں، تم بھی اس پر سوار ہو جاؤ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، کملی والے آقا یہ فرما کر آگے نکل گئے،
بس اُس پر سوار ہو گیا تو ربِ کعبہ کی قسم وُہ اُونٹ اِتنا تیز ہوا کہ وُہ روکے
نہیں رُکتا تھا اُس نے دوڑنا شروع کر دیا۔ تمام صحابہؓ کی سواریوں کو
کراس کر کے آگے نکل گیا سرکار کی سواری کے پاس پہنچ گیا۔

مَیں نے بڑی مشکل سے روکا کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی سواری
سے بھی آگے نہ نکل جائے۔ کہیں میں بے اَدب نہ ہو جاؤں۔

سُبحان اللہ!

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، جب میرا اُونٹ تمام سواریوں کو کراس
کر کے سب سے آگے نکلا تو میرے کملی والے نے چہرہ والضحیٰ موڑ کر فرمایا:

"کَیفَ تَرٰی بَعِیرَکَ"

اَے جابر سناؤ تیری سواری کیسی ہے؟
تُو نے اُونٹ کو کیسے پایا ہے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، مَیں نے عرض کی:

اَے کملی والیا، اَے والضحیٰ کے چہرے والے
واللیل کی زلفوں والے، مازاغ کے کاجل والے
الم نشرح کی چھاتی والے، یداللہ کے ہاتھوں والے آقا
میرا اُونٹ بڑا تیز ہو گیا آقا اِتنا تیز اِتنا سپیڈ والا، روکے نہیں
رُکتا۔

میرے آقا نے اپنے صحابی کا امتحان لینے کے لئے کہا بھلا یہ کہتا کیا ہے فرمایا یہ کیسے تیز ہو گیا؟

تو حضرت جابر نے کیا جواب دیا۔ عرض کی:

"قَدْ اَصَابَتْہُ بَرَکَتُکَ"

میرے آقا یہ تیز کیوں نہ ہوتا اس کو آپ کی برکت نصیب ہو گئی ہے یہ آپ کی برکت سے تیز ہو گیا۔ سُبحان اللہ!

ہوتا آجکل کا کوئی گستاخ تو کہتا جی اللہ تعالیٰ ہی کی برکت ہے، نبی کی کیا برکت نبی تو خود محتاج ہیں۔ سب برکتیں تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔

میرے دوستو!

سب برکتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں پر وہ رازق جس کو چاہے برکتیں عطا بھی کر سکتا ہے۔ صحابیٔ رسول کا عقیدہ تھا کہ میرا رسول بھی برکتیں عطا کرتا ہے پر کتنا برا عقیدہ ہے گستاخوں کا جو کہتے ہیں نبی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ پر وہ صحابی تھا وہابی نہیں تھا۔

> قدر گھٹاؤں تے نہ شرماؤں تے شرماں دور ہٹایاں!
> بے قدراں نوں محشر دے دن تے بھل جاون وڈیائیاں

تو عرض کیا کر رہا تھا کہ حضرت جابر فرماتے ہیں، میرے اونٹ کو سرکار کی برکت پہنچ گئی ہے کیوں؟

اس لئے کہ اس کو سرکار کے یداللہ والے ہاتھوں کی چھڑی جو مس کر گئی ہے۔ میاں جس اونٹ کو میرے نبی کے ہاتھوں کی چھڑی لگ جائے وہ روکے نہیں رکتا تو جس اونٹنی پر میرا نبی آپ سوار تھا وہ کیسے

دائی حلیمہ سے رکتی۔ اللہ اکبر!

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں صرف اس کی رفتار ہی نہیں بدلی بلکہ اس کا حلیہ بھی بدل گیا پہلے وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی، اب گوشت پوست سے آراستہ ہوگئی، پہلے دبلی تھی اب خوب موٹی ہوگئی۔ پہلے بدصورت تھی اب بڑی خوبصورت ہوگئی۔

؎ جتھوں جتھوں سی لنگھدی جاندی سواری کملی والے دی!
اور راہواں بن گئیاں جنت او تھانواں مسکرا پیاں

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میری اونٹنی بجلی کی طرح دوڑتی جارہی تھی یہاں تک کہ وہ دائیاں جو مجھ سے بہت پہلے مکہ شریف سے نکلی تھیں، میری اونٹنی نے ان کو ایک جگہ تھی وادی سرر وہاں جا کر پالیا۔ ان کو جا لیا پھر بادِ صبا کے جھونکے کی طرح خراٹے بھرتی ہوئی ان کے قریب سے گزر گئی وہ مجھے تکتی رہ گئیں۔ سبحان اللہ!

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، یہ منظر دیکھ کر میری سواری کی تیز رفتاری دیکھ کر مجھے پیچھے سے آوازیں مارنے لگی۔

اے حلیمہ ذرا ٹھہر جا، ذرا رک جا۔ ایک بات تو بتاتی جا۔ سیدہ فرماتی ہیں، میں نے بڑی مشکل سے اپنی اونٹنی کو روکا وہ تمام دائیاں میرے قریب آئی اور کہنے لگی۔

اے حلیمہ کیا یہ وہی سواری ہے جس پر تو مکہ شریف آئی تھی؟

سیدہ نے فرمایا: ہاں یہ وہی سواری ہے!

تو دائیوں نے کہا نہیں، حلیمہ یہ وہ نہیں کیونکہ وہ سواری تو بالکل کمزور تھی، ہڈیوں کا ڈھانچہ تھی بالکل لاغر اور شکستہ تھی۔ یہ وہ نہیں۔

سیّدہ نے فرمایا: واللہ اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت کی قسم یہ وہی سواری ہے وہ بڑی حیران ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ تو جھوٹ بھی نہیں بولتی، لیکن دل بھی نہیں مانتا کہ یہ وہی ہے۔

ڈاچی نے اونٹنی نے سر آسمانوں کی طرف اٹھایا۔

عرض کی اے رب کائنات آج مجھے زبان عطا فرما تاکہ میں ان عورتوں کو بتاؤں کہ میں وہی ہوں پر میرے اندر تبدیلیاں کیوں آگئی ہیں۔

خالقِ کائنات نے فرمایا: اے ڈاچی، جانور کبھی بولا تو نہیں کرتے۔ اونٹنیاں باتیں تو کبھی نہیں کرتی پر آج یار کے قدموں کے صدقے یار کی تلیوں کی برکت سے بول اور ایسا بول کہ میرے یار کی دائی کی بات سچی ہو جائے۔ سبحان اللہ۔

اونٹنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بول کر اے بنی سعد کی عورتو! اللہ کی عزت و جلال کی قسم، اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑی شان، بڑا مقام، بڑا رتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں مردہ تھی، مجھے اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی دی۔ میں لاغر اور کمزور تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ قوت، طاقت بخشی، تمام دائیاں حیران، انہوں نے کہا۔ اے ڈاچی یہ مقام یہ شان تجھے کیوں ملا ہے۔

آواز آئی: یہ سب صدقہ ہے اس حسین و جمیل بچے کا جو میری پشت پر سوار ہے۔

"یَا نِسَاءَ بَنِیْ سَعْدٍ اِنَّکُنَّ لَفِیْ غَفْلَۃٍ"

اے بنی سعد کی عورتو تم غفلت میں ہو تمہاری آنکھوں پر پردے آچکے

ہیں کہوں کہ

"وَهَلْ تَدْرِيْنَ مَنْ عَلٰى ظَهْرِيْ"

جانتی ہو میری پشت پر میری کمر پر کون ذات سوار ہے؟

"خِيَارُ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَحَبِيْبُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

"سارے نبیوں سے بہترین نبی سارے رسولوں کا سردار رسول ازل سے لے کر ابد تک انسانیت میں چنا ہوا پیغمبر اللہ تعالٰی کا پیارا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر سوار ہے"۔

(مدارج النبوت جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۵، معارج النبوت جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۱۹، سیرت حلبیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۸۵، جامع معجزات صفحہ ۳۴۳، مواہب لدنیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۶۲)

ڈاچی نے جو جواب دیا۔ عاشق نے اسے یوں پیش فرمایا کہ ڈاچی نے دائیوں سے یوں کہا۔

تیز میری اس لئے رفتار ہے
بیٹھا مجھ پر اب خدا کا یار ہے
میری قسمت اس لئے بیدار ہے
بیٹھا مجھ پر سید الابرار ہے

تمام دائیاں حیران مگر آسمانوں سے نوری مخلوق بول پڑی کہ

؎ کون آیا اَج دُنیا اُتّے ہویاں گلی گلی روشنایاں!
ابراہیمی گُلشن اندر اَج عجب بہاراں آئیاں!
جس نوں حاصل کرن دی خاطر پتیاں مکّے وچ دھائیاں
اعظم لال حلیمہ لے گئی ہتھ مَلدیاں رہ گئیاں دائیاں

سیّدہ حلیمہ نے فرمایا: اُو دائیو! یہ وُہی بچّہ ہے جس کو تم یتیم جھ کر چھوڑ آئیں تھیں یہ اسی بچّے کی برکات کا ظہور ہے۔

میں نے اسے اپنا مقدّر سمجھ کر قبول کرلیا۔ میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہُوں کہ ساری کائنات کا سُلطان میرے حصّے میں آیا ہے۔

سارے جہان کی عزّتیں اور عظمتیں اللہ تعالیٰ نے میری جھولی میں ڈال دی ہیں۔ میں کیُوں نہ اللہ تعالیٰ کا شُکر کروں، کیوں نہ اسکے سجدے کروں کہ مجھ غریبنی کی جھولی میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یار بھیج دیا ہے۔ تُم یتیم سمجھتی تھیں مگر یہ تو دُرِ یتیم ہے۔ تُم لاوارث سمجھتی تھیں پر یہ تو ساری کائنات کا وارث ہے۔

دائیوں نے دیکھا۔ حضرت حلیمہ کے سَر پر نُور ہی نُور ہے۔ آگے نُور پیچھے نُور دائیوں نے کہا؟ نیں حلیمہ یہ نُور کہاں سے آیا ہے۔ تیری ہر طرف نُور ہی نُور ہے۔

حضرت حلیمہ نے فرمایا: یہ نُور نہیں بلکہ یہ نُوری مخلوق ہے۔ دائیوں نے کہا یہ نُوری مخلوق کدھر سے آئی ہے تو سیّدہ حلیمہ نے جواب میں فرمایا کہ

؎ آمنہ دا چن میں تے جھُولی پائی ویہنی ھاں
جھنوں تُساں نیئں چایا میں تے چائی ویہنی ھاں

ڈاچی جدوں آمنہ دے ویہڑے وچوں چلی لے
ایدھروں ایہہ نوری مخلوق نال چلی اے

سارے نوریاں دے نقش پکائی ویہنی ھاں
جہنوں تساں نیئں چایا میں تے چائی ویہنی ہاں

کملیوں تساں چاتے خاکیاں دے بال نے
میں تے سوہنا نوری چایا نوری میرے نال نے

سارے نوریاں دی سنگت بنائی ویہنی ھاں
جہنوں تساں نیئں چایا میں تے چائی ویہنی ھاں

جدیاں ویلے سوہنا لب وی ہلیندا ھاں
امت دے کیتے سر سجدے جھکیندا ھاں

میہنوں فخر کہ نبی ایہندی ڈاچی ویہنی ھاں
جہنوں تساں نیئں چایا میں تے چائی ویہنی ھاں

کلی میں نہیئں لٹی لٹی خلق تمامی اے
ایہو ساڈا ناصر اے دنیا دا حامی اے

ایہندے چہرے اتے نظر جمائی ویندی ھاں
جہنوں تساں نیئں چایا میں تے چائی ویہنی ھاں

سیّدہ حلیمہ نے جب یہ سرکار کے کمالات، سرکار کی شان بتائی تو تمام دائیاں افسوس سے ہاتھ ملنے لگی پر اب افسوس کا کیا فائدہ۔ اب سیّدہ حلیمہ بازی جیت چکی تھیں، تمام دائیاں بازی ہار چکی تھیں۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میری شان دیکھ کر میری حالت دیکھ کر وہی عورتیں جو مجھے غریبی، مسکینی کے طعنے دے کر چلی تھیں، اب حسد کی آگ میں جلنے لگیں۔

سیّدہ فرماتی ہیں:

"رَاَیْتُ الْحَسَدَ مِنْ بَعْضِ نِسَائِنَاءِ"

"میری باتیں سُن کر بعض دائیاں حسد کرنے لگیں"

(سیرتِ رسُول جلد نمبر ۲ ص ۳۸۱)

حضرت حلیمہ نے بات پوری کر کے ڈاچی کو پھر اشارہ کیا وہ مستی کے عالم میں رقص کرتی ہوئی، چھلانگیں لگاتی ہوئی تمام سواریوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی بجلی کی طرح اپنی منزلِ مقصود کی طرف بھاگنے لگی تمام دائیاں حسرت سے دیکھتی رہ گئیں۔

کملی والے میں صدقے تیری شان توں !!
ساری دھرتی تے رحمت وڈیندا گیا!
ہے مدح خواں جس دی خدا دی خدائی
سوہنا ہر نوں خدا دا بنیندا گیا !!
دائی حلیمہ عجب پا گئی شان اے
جیندے گھر آیا شاہِ سلطان اے

مہ وَدھ گئی شاہ سواری توں ڈاچی اُدھا
جس تے آقا قدم خود ٹیکندا گیا

جانوروں کی سلامیاں۔

سیّدہ حلیمہ اپنی سواری لے کر تمام دائیوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ سیّدہ فرماتی ہیں کہ میں جن راستوں سے گزری وہ تمام علاقہ قحط کی وجہ سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک اور ویران تھا۔ لیکن جب میں سرکارؐ کو لے کر واپس انہی راستوں سے گزری تو وہ تمام راستے سرکار کی برکت سے سرسبز اور شاداب ہوتے گئے۔

(تفسیر مظہری پ ۱۸ صفحہ ۳۶۶)

سیّدہ فرماتی ہے کہ میں جب سرکار کو گودی میں لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی تو جس درخت کے پاس سے، جس پہاڑ کے قریب سے، جس مکان کے قریب سے، جس پتھر کے نزدیک سے گزرتی تو وہ درخت، وہ پہاڑ، وہ مکان، وہ پتھر مجھے سلام دیتے اور کہتے حلیمہ تجھے مبارک ہو تو اپنے قبیلے کی تمام دائیوں سے زیادہ شان والی عظمت والی اور مال والی اور غنی ہو گئی۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں، میری سواری جا رہی ہے اچانک میں نے کیا دیکھا چند بکریاں میری سواری کے قریب آ گئیں اور زبانِ حال سے کہنے لگیں۔

اے حلیمہ تو جانتی ہے تیری گود میں کون آیا ہے؟
تو کسے سینے سے لگا کر اپنا دودھ پلا رہی ہے؟

میں یہ بات سُن کر خاموش تھی کہ وُہ بکریاں انسانوں کی طرح بول کر مجھے کہنے لگیں !

اے حلیمہ تیری گود میں خالقِ کائنات کا پیارا حبیب تمام انسانوں سے بہترین ہستی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں۔ سُبحان اللہ !

(مولد العروس صـ۸۶ مدارج النبوت، معارج النبوت جلد ۲ صـ۱۱۹)

پڑھن تیرا کلمہ پتھر کملی والے
ایہہ تیرے نے سب بحر و بر کملی والے
جے ہو جاوے تیری نظر کملی والے
مدینے دا کر سہاں سفر کملی والے

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، سفر کرتے کرتے راستے میں ہم کو رات آگئی۔ ہم ایک جگہ ٹھہرے وہاں ایک قبیلہ تھا۔ قبیلہ ہُذیل،

اس قبیلہ کا ایک کاہن نجومی تھا جو لوگوں کو اُلٹی سیدھی باتیں بتایا کرتا تھا۔ لوگوں کا اس پر بڑا پُختہ عقیدہ تھا کہ یہ کاہن جو بات بتا دیتا ہے وُہ ضرور پوری ہو جاتی ہے۔

جب سیدہ حلیمہ وہاں ٹھہری تو صُبح کو دوسری عورتوں نے جو کملی والے کے کمالات اور انوار و تجلیات کا نظارہ کر چکی تھیں، کہنے لگی حلیمہ رض یہ کاہن بڑا علم رکھتا ہے یہ لوگوں کو آنے والے حالات بتا دیتا ہے تم بھی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے پاس لے جاؤ۔ پُوچھو تو سہی بھلا یہ کیا تیرے بچے کے بارے کہتا ہے۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں: میں نے اُن عورتوں کی بات کو مان کر کملی والے کو گود میں اُٹھایا اور میں کاہن کے ڈیرے پر پہنچ گئی' میں نے دیکھا وہ کاہن اپنے مریدوں میں بیٹھا کہہ رہا تھا۔

دوستو! عنقریب ایک شخص دُنیا میں ظاہر ہو گا جس کا نام محمد ہو گا (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

وہ نبوت کا اعلان کرے گا۔ بتوں کو توڑے گا۔ تمہارے مذہب کو ختم کر دے گا۔

اے میرے دوستو! اگر وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمہیں مل جائے تو اس کو زندہ نہ چھوڑنا وہ تمہارے خداؤں اور تمہارے مذہب کا دشمن ہو گا۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے جب اس کی یہ بات سُنی تو میں کانپ گئی کہ وہ بچہ کہیں یہی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ ہو جس کو میں نے اپنی گود میں اُٹھایا ہوا ہے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: میں نے ہمت کر کے اس کاہن کو کہا: جناب میرے پاس یہ ایک بچہ ہے اس کے بارے کچھ بتائیں کاہن نے کہا کیا پوچھنا چاہتی ہو۔

سیدہ حلیمہ نے فرمایا کہ اس بچے کی والدہ کا نام آمنہ ہے اس کے والد کا نام عبداللہ ہے جو دُنیا سے پردہ کر چکے ہیں، ان کے دادا کا نام عبدالمطلب ہے جو کہ مکہ کا سردار ہے۔

اس بچے کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ ان کی والدہ نے مجھے بتایا ہے کہ جب یہ بچہ پیدا ہوا تھا تو اتنا نور نکلا کہ ساری

کائنات میں نور پھیل گیا۔

میں نے مکہ شریف میں بیٹھے شام کے محلات دیکھ لیے۔ بتایئے یہ بچہ کس شان کا مالک ہو گا۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں اس کاہن نے جب یہ بات سنی تو وہ زور زور سے چیخنے لگا اور کہنے لگا۔

اے آلِ ھذیل، اے ھذیل والو اس بچہ کو قتل کر دو یہ وہی بچہ ہے جس کے بارے میں تمہیں بتا رہا تھا کہ وہ شخص تمہارے بتوں کو توڑے گا۔ تمہارے مذہب کو ختم کرے گا۔

اگر تم نے اس کو قتل نہ کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی ساری زمین کا سردار ہو گا۔ اس پر جبرئیل وحی لے کر آئے گا یہ ساری خدائی کا نبی ہو گا۔

اللہ اکبر!

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں: میں نے جب اس کاہن کی بات سنی تو میرے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

؎ آکھسن اندر جدوں کفاراں نے اتنی بات سنائی
کہے حلیمہ سن کے میرے تے جان لباں تے آئی!

میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔

میری آہ نکل گئی کہ

اے خالقِ کائنات اب کیا بنے گا یہ تو بے ایمان چالیس پچاس آدمی ہیں، میں اکیلی ہوں۔

اِدھر سیدہ حلیمہ کے آنسو نکلے اُدھر ان کافروں نے کاہن کے

کہنے پر تلواریں جو زہر میں بجھی ہوئی تھیں نیاموں میں سے نکال لیں اور میری طرف دوڑے۔

سیدہ فرماتی ہیں میں نے کملی والے کو اپنے سینے سے لگالیا اور رو کر کہا۔ ہائے میری آنکھوں کی ٹھنڈک محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اب کیا بنے گا۔

سیدہ فرماتی ہیں۔ سرکار میری گود میں سوئے ہوئے تھے۔ جب میں نے رو کر ہائے کر کے سرکار مدینہ کو سینے سے لگایا تو کملی والے آقا نے آنکھیں مازاغ والی کھولیں، دیکھا اماں رو رہی ہیں۔ چالیس یا پچاس آدمی تلواریں لے کر قتل کرنا چاہتے تو میرے کملی والے آقا نے مسکرا کر آسمانوں کی طرف دیکھا۔ اللہ اکبر!

میرے نبی کا آسمانوں کی طرف دیکھنا تھا۔ سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، اچانک آسمانوں سے بجلی کڑکی جس نے تمام کافروں کو اور اس بے ایمان کاہن کو جلا کر راکھ کر دیا۔

غیب سے آواز آئی او کملی والے کو قتل کرنے والو او سرکار کے دشمنو تم مٹ سکتے ہو۔ مر سکتے ہو، فنا ہو سکتے ہو، قتل ہو سکتے ہو، مگر کملی والے کو کوئی کانٹے کے برابر بھی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔

(جامع معجزات ص۳۴۶، نزہۃ المجالس دوم ص۱۹۹، معارج النبوت جلد ۲ ص۱۲۰)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے سب اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ورفعنا لك ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر !!
ذکر اونچا ہے تیرا، بول ہے بالا تیرا

سیّدہ حلیمہؓ اپنے وطن میں

سیّدہ حلیمہ یہ منظر دیکھ کر کملی والے کی خدائی حفاظت دیکھ کر پھر اونٹنی پر سوار ہوئی۔ اونٹنی چلی چند گھنٹے کے بعد حضرت حلیمہ اپنے وطن پہنچ گئیں، اپنے گھر تشریف لے آئیں۔

سیّدہ فرماتی ہیں، جب میں اپنے گھر سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو لے کر پہنچی تو ربِ کعبہ کی قسم ہمارے محلّے میں ہمارے خاندان میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جہاں کستوری، مشک اور عنبر کی خوشبو نہ گئی ہو۔ ہر طرف ہر مکان میں پورے گاؤں میں خوشبو ہی خوشبو ہو گئی۔

سیّدہ حلیمہ نے میرے آقا کو ساری کائنات کی جان کو صدّیق کے آقا کو فاطمہ کے بابا کو حسنین کے نانا پاک کو، دکھیوں کے سہارے کو، غریبوں کے آقا و مولا کو ایک کمرے میں سُلا دیا۔ پھر کمرہ بند کر دیا۔

جب سرکار کمرے میں لیٹ گئے۔ تمام گاؤں کی عورتیں، تمام محلّے کی بیبیاں کہنے لگیں کہ یہ کستوری کی یہ عنبر کی یہ مشک کی خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔

ایک مائی دوسری سے پوچھتی ہے۔ ایک پڑوسن دوسری پڑوسن سے پوچھتی ہے کہ یہ خوشبوئیں کہاں سے آرہی ہیں۔ ہر عورت جواب نفی میں دیتی ہے۔ ہر عورت کہتی ہے پتہ نہیں یہ خوشبو کہاں سے آرہی ہے۔ تمام بیبیاں پوچھتی ہوئیں سرکارؐ کی دائی سیّدہ حلیمہؓ کے گھر

پہنچیں، پوچھا: بی حلیمہ تیرے گھر سے بڑی خوشبو آ رہی ہے۔ کیا کہیں سے خوشبو تو نہیں خرید کے لائی۔

سیدہ نے فرمایا: نہیں، میں غریب ہوں میرے اندر کہاں اتنی طاقت کہ خوشبو میں خریدوں۔ تمام عورتیں حیران کہ یہ خوشبو کہاں سے رہی ہے۔ جب وہ اس کمرے کے پاس سے گزریں جہاں سرکار جلوہ فرما تھے وہ رک گئیں۔

کہا: حلیمہ! یہ دروازہ تو کھولو آپ نے کھولا تو اندر سے خوشبوؤں کی مہک آنے لگی۔ دیکھا سارا کمرہ میرے آقا کے نور سے جگمگا رہا ہے انہوں نے کہا: بی حلیمہ یہ بچہ کتنا حسین و جمیل ہے اس کو اتنی خوشبو نہ لگایا کر۔

سیدہ حلیمہ نے فرمایا: اے بیبیو! یہ میری لگائی ہوئی خوشبو نہیں یہ تو اس بچے کے جسم کی ذاتی خوشبو ہے۔ سبحان اللہ!

گاؤں کی عورتوں نے کہا: بی حلیمہ کتنا پیارا ہے یہ بچہ دیکھ سارا کمرہ اس کے حسن سے چمک رہا ہے۔

سیدہ حلیمہ نے فرمایا: بہنو! تم تو اب دیکھ رہی ہو۔ مجھ سے پوچھو میں جب سے اسے لے کر چلی ہوں۔ میں نے کبھی اندھیرا دیکھا نہیں، انہوں نے کہا رات نہیں آئی؟

فرمایا: ضرور آئی! انہوں نے کہا کہ رات کو اندھیرا ہو جاتا ہے۔

فرمایا: ضرور ہو جاتا ہے پر جب سے یہ حسن و جمال کا پیکر میرے پاس تشریف لایا ہے اس کے نور کی برکت سے اندھیرا ہوا ہی نہیں، بلکہ نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ اللہ اکبر!

گاؤں کی عورتیں آپ کے قبیلے کی عورتیں یہ سُن کر حیران ہو گئیں؟ پُوچھا حلیمہ یہ کائنات میں نور بانٹنے والا یہ اندھیروں کو روشنی میں بدلنے والا بچّہ لائی کہاں سے ہے۔ فرمایا مکّہ شریف سے۔

(مولد العروس صفحہ ۸۶ افضل المواعظ صفحہ ۷)

جب شام کا وقت ہُوا تو سیّدہ حلیمہ نے حضرت حارث سے کہا۔ حارث نے فرمایا کیا بات ہے۔ کیا دُودھ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ دُودھ اُونٹنی کا دودھ لو۔

حضرت حارث برتن لے کر اُونٹنی کے پاس تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اُونٹنی کے نیچے بیٹھے دُودھ نکالنا شروع کیا۔

ایک برتن بھرا پھر دوسرا بھرا پھر تیسرا بھرا۔ حتیٰ کہ گھر کے سارے برتن دُودھ سے بھر گئے پر اُونٹنی کا دودھ ختم نہیں ہُوا۔ میاں ختم ہوتا بھی کیوں؟ اس کے جسم سے میرے کملی والے آقا کے معصوم قدم جو لگ چکے تھے۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں، وہ سال جس سال میں سرکار کو لینے کے لئے مکّہ شریف گئی تھی وہ سال بڑا خشکی کا سال تھا۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف قحط پڑا ہُوا تھا۔ شدید گرمی تھی تالابوں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو چکا تھا۔ گھاس اور درخت خشکی کی وجہ سے ختم ہو چکے تھے۔ جانور لاغر ہو چکے تھے۔ جانور تو ایک طرف انسان بھوک پیاس سے تڑپ رہے تھے۔ ہر طرف مایوسی کا عالم تھا۔ میری بکریاں قحط سالی کی وجہ سے اتنی کمزور اور لاغر ہو چکی تھیں کہ دُودھ کا ایک قطرہ تک نہیں دیتی تھیں۔

ہر طرف ہُو کا عالم تھا لیکن قربان جاؤں سیّد الابرار پر صدقے جاؤں

امام الانبیاء پر نثار جاؤں' رحمت عالم پر جب سرکار نے میرے ویہڑے قدم رکھا۔ میری کچی کُلّی کو آباد فرمایا تو پھر سرکار کے صدقے ہر طرف بہار ہی بہار ہو گئی۔ کملی والے کے صدقے اللہ تعالیٰ نے ہم پر برکتوں کے دریا بہا دیئے۔ قحط دُور ہو گیا۔ بارشیں ہونے لگیں، کھیت ہرے بھرے ہو گئے۔ چراگاہیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔

(جامع معجزات ص۲۴۴)

میرے دوستو! خیال تو کرو سیّدہ حلیمہ کے بخت کتنے بلند تھے کہ وُہ سارا سارا دن اِس محبوب کو گودی میں لے کر بوسے لیتی۔ اس کملی والے آقا کو پیار کرتی جس کے قدم چُومنے کے لئے فرشتوں کا سردار' ملائکہ کا اُستاد تمام نبیوں کو پیغام پہنچانے والا جبرئیل بھی ترستا تھا جب میرے آقا سیّدہ حلیمہ کی کچی کُلّی میں تشریف لائے تو مفلسی چلی گئی' غریبی دُور ہو گئی' کرم ہی کرم ہو گیا۔

سیّدہ حلیمہ سارا دن محلّے کی عورتوں کے ساتھ دِن خوشی خوشی بسر کرتی' کوئی کام نہیں' کوئی مصروفیت نہیں۔ بنی سعد کی عورتوں نے کہا۔ حلیمہ تُو سارا دن ہمارے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتی رہتی ہے۔ کھانا نہیں پکاتی۔ کیا تجھے بھوک نہیں لگتی۔ کیا کھاتی ہے؟

سیّدہ حلیمہ مُسکرا پڑی' فرمایا بہنوں بھوک تو بڑی لگتی ہے۔ پر اب پکانے کی ضرورت نہیں رہی اُنہوں نے کہا وُہ کیسے فرمایا جب مجھے بھوک لگتی ہے میں کملی والے کے چہرے کو دیکھ لیتی ہوں' میری ساری بھوک اُتر جاتی ہے۔ سُبحان اللہ!

اُسے حاجت نہیں تھی اب کوئی کھانے پکانے کی
کہ وہ تو بن گئی مالک خدا کے ہر خزانے کی!
صُبح سے شام تک تو شہر بھر میں گھوم لیتی تھی،
مگر جب بھوک لگتی تھی لبوں کو چوم لیتے تھی!!

یہ کمال ہے نبی کے چہرے کی زیارت کرنے کا ہمارے کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے کئی سو سال پہلے سیّدنا یوسف علیہ السّلام نبوت کا تاج پہن کر مصر کے نبی بنے۔

آپ صرف نبی ہی نہیں بلکہ آپ مصر کے بادشاہ بھی اور وزیر بھی بنے آپ کے دورِ سلطنت میں مصر اور آس پاس کے علاقوں میں کئی سالی بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑا اور شدید قحط پڑا۔ لوگوں کے گھروں سے اناج ختم ہو گیا لوگ بھوکے مرنے لگے۔

سیّدنا یوسف علیہ السّلام کو پتہ چلا آپ نے اعلانِ عام فرما دیا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں، حکومت کے گوداموں میں غلّہ موجود ہے۔ ہر آدمی آئے۔ گھر کے تمام افراد کا راشن لے جائے۔ دنیا دُور دُور سے غلّہ لینے کے لئے مصر کی طرف دوڑی یہاں تک کہ حکومت کے گوداموں میں سے بھی گندم ختم ہو گئی۔

ابھی نئی فصل آنے میں چار مہینے باقی ہیں۔ دُنیا غلّہ کے لئے بے تاب سیّدنا یوسف علیہ السّلام بڑے پریشان ہوئے۔ آپ نے چہرہ آسمان کی طرف اُٹھایا۔ عرض کی۔ اُے خالقِ کائنات لوگ بھوک سے مر رہے ہیں اب بتا تیری مخلوق کو کیا جواب دُوں؟

جب حسینوں کے سردار سیّدنا یوسف علیہ السلام نے خالقِ اکبر کی بارگاہ میں یہ گزارش پیش کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جبریل عرض کی جی ربِّ جلیل، فرمایا، جا میرے نبی کو تسلّی دے اور ساتھ بھوکوں کی بھوک مٹانے کا طریقہ بھی بتا۔

ابھی یوسف علیہ السلام نے چہرۂ انور زمین کی طرف نہیں کیا۔ فرشتوں کا پیشوا پہلے ہی بارگاہِ یوسفی میں پہنچ گیا۔ سلام عرض کیا۔ تسلّی دی اور عرض کیا، حضور اُمّت کو فرما دو۔

صبر کرو۔ عنقریب فصل پکنے والی ہے۔

سیّدنا یوسف علیہ السلام نے فرمایا،

جبریل ٹھیک ہے وہ تو چار مہینے کے بعد کی بات ہے۔

اب صرف تسلّیوں سے تو کام نہیں بنے گا۔ اب قوم کو کھانا چاہیئے۔

تو حضرت جبریل نے عرض کی اس کا بھی طریقہ عرض کرتا ہوں۔

فرمایا کون سا طریقہ۔ جبرئیل نے کہا کہ

؎ اُوسے وقت جناب الٰہوں تے وحی پیام لیاندا
یانبی اللہ حکم تساں نوں تے پاک خدا فرماندا
کون سا حکم؟

کون سا آرڈر؟ عرض کی کہ۔

؎ برقعہ کھول زیارت بخشو جو بھکھا بھی آوے!
دیکھ جمال مبارک تیرا تے بھکھ تمامی جاوے

یعنی اے اللہ تعالیٰ کے نبی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے یوسف میں

نے حُسن کے دس حصّے بنائے۔ ایک حصّہ پُوری مخلوق میں تقسیم کیا، نو حصّے حُسن کے تجھے عطا فرمائے ہیں۔

اے حُسن و جمال کے پیکر۔

اے حسینوں کے بادشاہ۔

فکر کرنے کی ضرورت نہیں، مصر سے باہر نکل کر میدان میں ایک کرسی پر بیٹھ جاؤ جو بھی غلّہ کا سوال کرے۔ جو بھی گندم مانگے، جو بھی بھوکا آئے اُسے غلّہ دینے کی ضرورت نہیں، گندم دینے کی ضرورت نہیں، کھانا دینے کی ضرورت نہیں، بس چہرے سے اپنے رُخ سے کپڑے کا جو نقاب ڈالا ہوا ہے۔ اُٹھا کر بے پردہ چہرے کی زیارت کراتا جا۔

جبرئیل پھر کیا ہو گا۔ فرمایا: اے حسینوں کے سلطان جو تجھے بے پردہ دیکھے گا اُسے چار مہینے تک بھوک پیاس لگے گی نہیں۔

سُبحان اللہ!

یہ ہے نبیؑ کا چہرہ۔

یہ ہے نبیؑ کا رُخِ پاک۔ اور ایک وہ بھی ہیں جو نبی کی شکل بنے پھرتے ہیں۔ اگر خدا نہ کرے، صُبح صُبح سامنے آجائیں تو ان کے منحوس چہرے کی بدولت سارا دن کھانا نصیب نہیں ہوتا۔ روٹی ملتی ہی نہیں۔

ایک رسُول کا چہرہ ہے کہ زیارت کرنے سے ساری تھکاوٹ دُور ہو جاتی ہے۔

جبرئیل علیہ السّلام پیغام دے کر چلے گئے۔

سیّدنا یُوسف علیہ السّلام نے تمام غلّہ لینے والوں کو فرمایا: چلو میدان میں چلو، دُنیا میدان میں چلی گئی۔ حضرت یُوسف علیہ السّلام کرسی پر بیٹھ گئے چہرے

سے نقاب اُٹھا کر تمام لوگوں کو اپنے جمال کی اپنے رُخِ پاک کی زیارت کرائی

پھر کیا ہُوا۔

علامہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

"اِسْتَغْنٰی اَهْلُ مِصْرَ"

تمام مصر والے بے پرواہ ہو گئے۔ مستغنی ہو گئے۔

کس سے فرمایا:

"عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ"

کھانا کھانے سے پانی پینے سے کتنی دیر کے لئے فرمایا:

"اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ"

چار مہینے کے لئے۔

وجہ کی تھی؟ انہیں بھوک لگی کیوں نہیں، اس لئے کہ

"بِالنَّظَرِ اِلٰی یُوْسُفَ عَلَیْهِ السَّلَامُ"

انہوں نے ایک مرتبہ بغیر پردے کے، بغیر حجاب کے سیدنا یوسف علیہ السلام کی زیارت کر لی تھی۔

سُبْحَانَ اللّٰہ!

(نزہتہ المجالس جلد نمبر ا صفحہ ۵۲ ماہ کنعان صفحہ ۲۶۷)

میرے دوستو! توجہ کرو۔ جس نے یوسف علیہ السلام کو ایک مرتبہ بغیر پردے کے دیکھا وہ چار مہینے تک کھانے پینے سے بے نیاز ہو گیا۔ پھر اس سیدہ حلیمہ کی کیا شان ہو گی۔

جس نے یوسف علیہ السلام کے بھی امام کو دیکھا۔

یوسف علیہ السلام کے بھی نبی کو دیکھا۔

پھر ایک مرتبہ نہیں بلکہ پورے تین سال دیکھا۔

صرف دیکھا ہی نہیں بلکہ پورے جسم پاک کے بوسے لئے۔ ماتھے کو چوما۔ رخساروں کے بوسے لئے۔ ہونٹوں کو چوما۔ سینا چوما، ہاتھ چومے، قدم چومے۔ سیدہ حلیمہ کو پھر کیسے بھوک لگ سکتی تھی۔

یوسف علیہ السلام کا واقعہ جب کھڑی کے قلندر نے پڑھا۔ وادیٔ کشمیر کے شہزادے نے پڑھا۔ لوگوں کو سنایا تو۔

لوگوں نے کہا سرکار جب یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال میں جب آپ کے چہرۂ پرانوار میں اتنی تاثیر ہے تو اس محبوب کے حسن کی اس کملی والے کے جمال کی۔

اس آمنہ کے لال کے حسن کی کیا شان ہوگی۔ جس کے چہرے کی قسمیں میرا اللہ عزوجل آپ اٹھاتا ہے۔

"وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى" (پ ۳۰)

محبوب مجھے تیرے چہرۂ انور کی قسم تیری کالی کالی زلفوں کی قسم جو تیرے نوری چہرے پر چھا جاتی ہیں تو میاں صاحب نے جواب دیا اور بڑا پیارا جواب دیا فرمایا کہ

؎ تین مہینے رجّی خلقت دیکھ یوسف کنعانی
جنہاں محمد عربی ڈٹھا او رجّے دونویں جہانی!
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

ایک اور عاشق بولا کہ

؎ بھکی قوم رجا دن لئی بنی یوسف رخ اتوں نقاب سرکا چھڈیا
صدقے جاواں محمد رسول اتوں کائنات نوں جیٔس رجا چھڈیا

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

؎ لبھ پچھ ہنیرے چوں سُوئی جس دم
کملی وٰلے تبسّم فرما چھڈیا!
لشکر ہویا پیاسا تے انگلیاں چوں
یُوسف سوہنے نے چشمہ چلا چھڈیا!

کملی وٰالے کو لوریاں :

عرض کیا کر رہا تھا کہ حلیمہ کے کتنے بخت بُلند تھے جن کے گھر خالقِ کائنات کا یار جلوہ فرما تھا۔ ساریاں دائیاں رات کو امیروں، وزیروں، نوابوں کے بیٹوں کو لُوریاں دے کر سُلاتی ہیں۔ پر سیدہ حلیمہ اللہ تعالیٰ کے یار کو لوریاں دے کر سُلاتی ہے۔

سیدہ حلیمہ کملی وٰالے کو لُوریاں دے دے کر یُوں کہتی ہے کہ

؎ پیاری پیاری صُورت تے گھنگھریالے بال!
لُوری دیوے مائی حلیمہ لا لا سینے نال
نبی جی اللہ اللہ اللہ لَآ اِلٰہ اِلَّا ہُو!!
ہن پوشاک نرالی ویکھو اللہ دا او یار
(عزوجل)
چَن تھیں کرے ہس ہس گلّاں میں صدقے بلہار
نبی جی اللہ اللہ اللہ لَآ اِلٰہ اِلَّا ہُو!!
(عزوجل)

اُدھر جنّت کی حُوریں بھی لوریاں دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ

؎ حُوراں رَل مِل آیاں عرشوں لے جنّت دے ہار
پا گل وِچ آکھن پَیّاں تیرے اُسیں نثار
نبی جی اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ لَآ اِلٰہ اِلَّا ہُو!!
(عزّوجل)

اُدھر حُوریں سہرا گا رہی ہیں۔

اِدھر حضرت جبریل اور فرشتے سلامی دے رہے ہیں کیا کہ

؎ تارے سارے جُھک جُھک فلک توں اُدّوں کرن سلام
جبرئیل جھولا جھولا دے گاوَن مَلک تمام
نبی جی اللّٰہ، اللّٰہ اللّٰہ لَآ اِلٰہ اِلَّا ہُو!!
(عزّوجل)
(اُفضل المواعظ ص۸)

؎ جبرئیل آکے جھولا جھلانے لوری دے ذیشان
سوجا سوجا رحمت عالم دو جگ کے سُلطان
نبی جی اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ لَآ اِلٰہ اِلَّا ہُو!
(عزّوجل)
(نشر الطیب ص۴۹)

سیّدہ حلیمہ، جنّت کی حُوریں تمام فرشتے، فرشتوں کے پیشوا جبرئیل علیہ السّلام جب سرکار کو اللّٰہ تعالیٰ کے نام کی لوریاں دیتے ہیں تو میرے آقا اپنی آنکھیں بند کر لیتے۔ محوِ آرام ہو جاتے ہیں۔

سیّدہ حلیمہ بھی کملی والے کے والضحیٰ چہرے کو تکتی تکتی سو جاتیں ہیں۔ سُبحان اللہ!

دُوسرے بچے رات کو روتے ہیں۔ چیختے ہیں، اپنی اپنی ماؤں کو سونے نہیں دیتے پر کملی والے آقا رات کو کبھی بھی اپنی دائی کو رد کر نہیں جگاتے تا کہ میری دائی ماں کی نیند میں خلل نہ آجائے۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں میں حیران تھی، سوچا کرتی تھی کہ سارے بچے رات کو رو کر دو چار مرتبہ اپنی ماؤں کو جگاتے ہیں پھر دُودھ پیتے ہیں، تب جا کر وُہ سوتے ہیں۔ پر محمد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام رات کو کبھی نہیں جاگے اور نہ ہی مجھے جگاتے ہیں۔

آخر وجہ کیا ہے؟ سیّدہ فرماتی ہیں، ایک رات چاند کی چودہ تاریخ تھی میں نے سوچا آج سرکار کو دیکھوں گی۔ یہ جاگتے بھی ہیں کہ نہیں، فرماتی ہیں جب آدھی رات کا وقت ہُوا۔ میری آنکھ کُھلی میں نے کہا دیکھا سرکار نیچے گھوڑے میں لیٹے مُسکرا رہے ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ مُسکراتے کیوں ہیں۔

جب میں نے غور سے دیکھا تو سرکار نے اپنے ید اللہ والے گورے گورے ہاتھ کی ایک اُنگلی اُٹھائی ہے اور آسمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ میں نے آسمانوں کی طرف دیکھا تو آسمانوں کا چاند کبھی ادھر چلا جاتا ہے کبھی اُدھر چلا جاتا ہے۔ جیسے کوئی ڈور سے پتنگ ہلاتا ہے۔ جدھر ڈور پھیرتا ہے۔ پتنگ بھی پھرتا ہے۔

اسی طرح سرکار کی جدھر اُنگلی پھرتی ہے اُدھر ہی چاند پھرتا ہے کسی نے امام اہلسنّت کشتۂ عشقِ رسالت، مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے پوچھا حضور آپ امام اہلسنّت ہیں، سرکار کے عشق

میں رنگے ہوئے ہیں. کئی سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ ایک بات تو بتائیں،
فرمایا: کونسی، عرض کی سرکار بچپن میں پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے تھے۔ اشارہ
کرتے، انگلی پھرتی، چاند بھی پھر جاتا۔ آپ مسکرا پڑے۔

فرمایا: میاں یہ چاند اسلئے ادھر اُدھر جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے چاند،
ستارے میرے محبوب کے کھلونے بنائے تھے ہم مٹی کے ہیں کھلونے
بھی مٹی کے، پلاسٹک کے، سٹیل کے۔ مگر میرے آقا نوریوں کے سلطان
ہیں، نور علیٰ نور ہیں، اس لئے میرے کملی والے آقا کے کھلونے بھی نوری تھے۔

اللہ اکبر! فرماتے ہیں:

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لئے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا!!
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا!

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت عباس نے جب کملی والے
آقا کا کلمہ پڑھا تو عرض کرنے لگے۔ سرکار میں نے کلمہ تو آپ کا پڑھا۔ اب ہے پر
آپ کی عظمت، آپ کی شان میرے دل میں بچپن سے موجود ہے۔

سرکار نے فرمایا: وہ کیسے عرض کی ایک رات چاندنی رات تھی، میں کسی کام
کے لئے ابا حضور جناب عبدالمطلب سے ملنے کے لئے آیا۔ میں نے دیکھا۔
آپ چاند کی طرف اشارہ کرتے ہیں، چاند ادھر کو جھک جاتا ہے۔

میرے آقا نے فرمایا: چاچا اس رات میں پنگھوڑے میں لیٹا تھک
گیا تھا۔ امی جان نے اٹھایا نہیں، پروگرام ہوا رووں امی جاگے گی اور مجھے
اٹھائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے چاند کو حکم دیا۔ چاند جی، رب جلیل، فرمایا: میرے یار

کو رونے نہ دینا۔ بلکہ میرے یار کو باتوں میں لگالے تاکہ میرا یار روتے نہیں،

سرکار فرماتے ہیں: چچا جان اُس دن

"اِنّی کُنْتُ اُحَدِّثُہٗ وَیُحَدِّثُنِیْ"

میں چاند سے باتیں کر رہا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کر رہا تھا کیوں،

"وَیُلْھِیْنِیْ عَنِ الْبُکَاءِ"

اس لیئے تاکہ میں رو نہ پڑوں، وہ مجھے رونے سے روک رہا تھا

(خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)

ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت شریف سے پانچ سو سال پہلے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ آپ نے سرکار کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

لوگو! میرے بعد ایک ایسا پیغمبر دنیا میں تشریف لانے والا ہے جس کی دنیا میں کوئی مثل بھی نہیں اور مثال بھی نہیں۔"

عیسیٰ علیہ السلام کے غلاموں نے کہا: سرکار اس نبی کی کیا شان ہوگی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے میرے آقا کے کمالات، معجزات کا تفصیلاً ذکر فرمایا: لوگ عش عش کر اٹھے۔ فرمایا: میرے صحابہ اس نبی کی یہ شان ہوگی جب پیدا ہوگا۔ تورات کو اس کی والدہ سو جایا کرے گی لیکن اس نبی کو آسمانوں کا چاند لوریاں دے دے کر سلایا کرے گا۔ سبحان اللہ

(انجیل برناباس صفحہ ۱۱ انبیاء سابقین اور بشارت سید المرسلین صفحہ ۲۳)

؎ آگیا پاک طبیب روحانی تے مُکے جگ دے روگ تمامی
پاک محمد شاناں والا ہے اُس دا نام گرامی!
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

ے چن کھڈونا جس دا بنیا، جہنوں تارے دین سلامی
کرے نیازی اودھرے در دی تے ملک جبریل غلامی!

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار کو سیدہ حلیمہ لوریاں دے دے کر سلاتی ہے اور جب صبح سحری کا وقت ہوتا تو سیدہ حلیمہ دودھ دینے کی غرض سے کملی والے کو پھر پیاری پیاری صدائیں جگاتی ہے اور کہتی ہے۔

قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ
طَالِبُ الْجَنَّةِ لَا یَنَامُ !!
قُمْ قُمْ یَا حَبِیْبِیْ کَمْ تَنَامُ

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، میری پڑوسی عورتیں بچوں کے خوف سے کہیں ڈر نہ جائیں، جب تک جاگتے رہتے ہیں چراغ بجھنے نہیں دیتی جب وہ اچھی طرح سو جاتے ہیں تب چراغ بجھاتی ہیں۔ لیکن میری یہ حالت ہے کہ میں نے چراغ کبھی گھر میں جلایا ہی نہیں، کیوں کہ میرے گھر میں کملی والے کے نور کے صدقے کبھی اندھیرا ہوا ہی نہیں۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں میری ایک پڑوسن تھی جس کا نام تھا ام خولہ سعدیہ ایک دن وہ صبح کے وقت میرے گھر میں آئیں اور کہنے لگیں حلیمہ میں نے کہا کیا بات ہے۔ کہنے لگیں کہ تیرے گھر کیا لکڑیاں کچھ زیادہ تو نہیں آگئیں۔ میں نے کہا کیوں اس نے کہا۔

میں ہر روز دیکھتی ہوں۔ جس دن سے تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گھر لائی ہے۔ ساری ساری رات آگ جلائے رکھتی ہے۔ ساری رات تیرے گھر سے آگ کے شعلے نکلتے رہتے ہیں۔

میرے آقا کی دائی اماں مسکرا پڑی۔ سیدہ حلیمہ نے فرمایا: وَاللّٰہِ

لا اُوقِدُ نَارًا اللہ تعالیٰ کی عزت و حرمت کی قسم میں نے تو کبھی آگ جلائی نہیں، جب سے یہ حُسن و جمال کا پیکر محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے ہیں۔

اُمِّ خولہ حیران حلیمہؓ کیا کہہ رہی ہو؟ فرمایا: بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں! پھر اُمِّ خولہ نے کہا کہ یہ شعلے یہ روشنی کہاں سے آتی ہے۔ کس چیز کی روشنی ہے۔ سیّدہ حلیمہؓ نے فرمایا: اے اُمِّ خولہ یہ روشنی یہ چانن یہ شعلے آگ کے نہیں بلکہ وَلٰکِنَّہٗ نُورُ مُحَمَّدٍ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ شعلے یہ چانن یہ روشنی تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی ہوتی ہے۔

سیّدہ حلیمہ نے فرمایا: نی اُمِّ خولہ تُو نے تورات سے میرے عربی کا نور دیکھا ہے مجھے قسم ہے خالقِ کائنات کی "مَاکُنَّا نَحْتَاجُ اِلَی السِّرَاجِ" جب سے میں نے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گود میں اُٹھایا ہے۔ اُس دن سے ہمیں چراغ کی ضرورت ہی نہیں رہی کیونکہ سرکار کے چہرے سے اتنا نور نکلتا ہے کہ چراغ کی کیا مجال ہے۔ میرے بیٹے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کا مقابلہ کرے۔

سیّدہ حلیمہ نے فرمایا: "اِذَا اَرْضَعْتُہٗ فِی الْمَنْزِلِ" جب سے میں نے اس حُسن و جمال کے سلطان کو دودھ پلانا شروع کیا ہے۔

"اُسْتُغْنِیَ بِہٖ عَنِ الْمِصْبَاحِ" اس نے ہمیں چراغ جلانے سے مستغنی کر دیا ہے بے پرواہ کر دیا ہے۔ ہمیں ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

اُمِّ خولہ نے کہا: حلیمہ تیرے اتنے کمرے ہیں، اتنا بڑا صحن ہے چلو جس کمرے میں تم ہو وہاں تو اس بچے کا نور چمکتا ہے۔ روشنی رہتی ہے اگر کسی دوسرے کمرے میں جا کر رات کو کوئی چیز تلاش کرنی پڑے

اندھیرے میں جانا پڑے تو پھر کیا کرتی ہو۔

فرمایا: پھر میں اسی بچے کو اپنی گود میں اٹھا لیتی ہوں۔ اس کے نور کی برکت سے وہ کمرہ بھی وہ مکان بھی روشن ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ!

(بیان المیلاد النبی صفحہ ۵۳، تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۵۲۸ پ ۱۱ صفحہ ۳۶۷، سیرت رسول جلد ۲ صفحہ ۲۱۵)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں:

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں میں اپنے پورے خاندان بنو سعد میں سے سب سے زیادہ غریب تھی، باقی خاندان کے پاس بڑا مال تھا۔ میرے پاس صرف سات بکریاں تھیں اور وہ بھی کمزور لاغر دبلی پتلی اور دودھ تو بالکل ہی نہیں دیتی تھیں۔ ہم بڑے پریشان تھے۔

لیکن جب امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے گھر تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کی برکت سے ان میں بڑی برکت ڈال دی وہ فربہ موٹی تازی ہو گئیں اور سب بکریاں دودھ دینے لگیں۔ چند دن کے بعد ان میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ سو کے قریب پہنچ گئیں اور دودھ بھی دیتیں۔ حالانکہ ہمارے خاندان میں کسی کی بکری دودھ نہیں دیتی تھیں۔

چھوڑ گئے سب تنگی فاقے تے برکت نبی گرامی
دودھ تھیں بھر گئے برتن سارے تے روشن گھر تمامی

دنیا حیران تھی کہ حلیمہ کی بکریاں اتنی جلدی موٹی کیسے ہو گئیں اور اتنا دودھ کہاں سے آجاتا ہے۔ سارے سب قبیلے کی عورتیں اکٹھی ہو کر سیدہ

حلیمہ کے پاس آئیں کہ آؤ پوچھیں کہ یہ راز کیا ہے۔ یہ حکمت کیا ہے تیرے گھر میں اتنی برکات کہاں سے آگئیں۔ یہ دودھ کی نہریں کیسے جاری ہو گئیں، تمام عورتوں نے سیدہ حلیمہ سے کہا کہ

؎ ماں تمامی لاغر ساڈے تے عاجز خلقت ساری !
توکاں دودھ نصیب ہوئے تے نہر تیرے گھر جاری

سیدہ حلیمہؓ نے جب ان کی یہ بات سنی تو فرمایا : بہنو یہ میرا کمال نہیں یہ اس محمد عربی ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال ہے۔ جب سے یہ میرے گھر آیا ہے بس ہر طرف برکت ہی برکت، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت ہے۔ جب بکریاں، صبح خشک جنگلوں میں ویران وادیوں میں چرنے جاتی ہیں تو جہاں جہاں ان کے قدم پڑتے ہیں، نیچے سے ہری بھری سرسبز گھاس پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے بہ چر کے پیٹ بھر لیتی ہیں اور اگر کبھی کمی رہ جائے تو یہ میرے بچے کا چہرہ دیکھتی رہتی ہیں۔ ان کی بھوک ختم ہو جاتی ہے سبحان اللہ !

سیدہ حلیمہ نے یہ بات کر کے کہا کہ

؎ بے شک میں ماڑی ہاں میری گلی بھی ماڑی اے
پر میری گود دے وچ نبیاں دا سردار بڑا سوہنا !
سب دائیاں حلیمہ توں حیرت نال پچھدیاں نیں !
کتھوں لے کے آئی ایں دلدار بڑا سوہنا

تمام دائیاں سن کر بڑی حیران ہوئیں۔ تمام دائیوں نے کہا بی حلیمہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر بڑا فضل فرمایا ہے۔ تیرے نصیب جاگ پڑے ہیں۔ اگر تو اجازت دے تو ہم اپنے چرواہوں کو بکریاں دے کر تیری بکریوں کے

ساتھ بھیجا کریں۔ تاکہ تیرے بچے کے صدقے ہم پر بھی کرم ہو جائے تے ہماری بکریاں بھی دودھ دینے لگیں ہم بھی قحط سالی کے شکار سے بچ جائیں۔

سیدہ حلیمہ نے فرمایا:

مجھے کیا اعتراض ہے آپ بھیج دیا کریں۔ اب تمام قبیلے کی بکریاں سیدہ حلیمہ کی بکریوں کے ساتھ چرنے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یار کے صدقے ان کی بکریوں پر بھی کرم فرمایا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مالا مال ہوگئیں۔

؎ جدوں حلیمہ دے گھر آیا تے پاک محمد عالی
فضلوں ساری بستی لُٹ تے، تے کرم کیتا رب والی
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(جامع معجزات ص ۲۹۶، ذکر حسین ص ۱۲۲، معارج النبوت جلد ۲ ص ۱۲۰، افضل المواعظ جلد ۲ ص ۸)

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں جب میرے خاندان نے اپنے مال میں برکتیں دیکھیں تو سمجھ گئے یہ تمام صدقہ ہے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ اس کی وجہ سے ان کے دلوں میں سرکار کی بڑی عزت، بڑی عظمت پیدا ہوگئی تمام قبیلے کے لوگ آتے میرے بچے کی زیارت کرتے اور سرکار کو بوسے دیتے، کوئی پیشانی چومتا، کوئی ہاتھ چومتا، کوئی قدموں کو بوسہ دیتا۔ سیدہ حلیمہ کملی والے کی آمد پر فخر کرتی، اپنی قسمت پہ ناز کرتی اور ہر فرد کو ہر بندے کو فرماتی کہ

؎ یہ کہتی تھی گھر گھر میں جا کر حلیمہ میرے گھر میں خیر الوریٰ آگئے ہیں!
بڑے اوج پر ہے میرا مقدر میرے گھر حبیب خدا آگئے ہیں
لوگ کہتے تھے، جا منّم والے کہتے ہیں، معرفت والے جواب دیتے

تھے کہ حلیمہ جانتی ہو یہ بچہ کون ہے، کس ہستی کا مالک ہے۔ کس شان کا مالک ہے؟

سیدہ فرماتی کس شان کا ہے جواب ملتا کہ جن کی خاطر یہ عالم بنایا۔

اپنے گھر جن کو رب نے بلایا۔

اے حلیمہ یہ تیرا مقدر وہ تیرے گھر میں آئے ہوئے ہیں۔

سیدہ حلیمہؓ نے تمام بکریوں میں سے جو سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ موٹی تازی، سب سے زیادہ دودھ دینے والی بکری تھی اس کو سرکار کے نام پر وقف کر دیا۔ تمام گھر والوں کو سمجھا دیا یہ بکری محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ اس کا دودھ سوائے اس کے کوئی نہ پیئے۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، ایک دن میں سرورِ کونین کو اپنے سینے سے لگائے گود میں لئے بیٹھی ہوں، تمام بکریاں باہر سے چر کر واپس آئیں میرے پاس سے گزر اپنے اپنے مقام پر جا رہی ہیں وہ بکری جو میں نے سرکار کے نام پر وقف کی ہوئی تھی وہ دوڑتی دوڑتی میرے پاس آئی، آتے ہی پہلے کملی والے کو سجدہ کیا پھر جانِ کائنات کے نوری ماتھے کو بوسہ دیا پھر چھلانگ لگاتی ہوئی خوشی کا اظہار کرتی ہوئی اپنے مقام پر چلی گئی۔ سبحان اللہ!

حضرت حلیمہ حضرت حارث، دونوں میاں بیوی نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران ہو گئے۔ سیدہ حلیمہ کے خاوند حضرت حارث نے فرمایا:

"وَاللّٰہِ یَا حَلِیْمَۃ"

اے حلیمہ فرمایا: کیا بات ہے۔ حضرت حارث نے کہا کہ خدا کی قسم تو بڑی ہی برکت والا، شان والا، عظمت والا بچہ لے کر آئی ہے جس کو بکریاں بھی سجدے کر رہی ہیں۔

(سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۶، سیرت نبویہ جلد ۱ صفحہ ۴۹،
محمد رسول اللہ صفحہ ۳۵، سیرت رسول دوم صفحہ ۳۸۵)

یہ تو بکری تھی، آپ کتابیں پڑھ کر دیکھیں میرے کملی والے کو اونٹوں نے سجدے کئے۔ جانور تو ایک طرف درختوں نے سجدے کئے پہاڑوں نے سجدے کئے۔ کنکروں نے میرے آقا کے کلمے پڑھے۔

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں، پورے خاندان کے لوگ مجھے پہلے حقیر نظروں سے دیکھتے تھے۔ لیکن جب سے سرکار میرے گھر تشریف لائے تمام خاندان نے متفقہ طور پر ہمیں اپنا سردار بنالیا۔ جب بھی کسی کو تکلیف ہوتی، کوئی پریشان ہوتا۔ کوئی بیمار ہوتا میرے پاس شکائیت لے کر آتا پھر میں اس بیمار کو پریشان حال کو اپنے پاس بٹھالیتی۔ پھر میں جان کائینات، دکھیوں کے آقا، غریبوں کے ماوی وملجا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اٹھا کر اپنی گودی میں بٹھاتی، پھر سرکار کا ننھا سا ہاتھ جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یَدُ اللّٰہ" میرے حبیب، میرے پیارے یہ تیرا ہاتھ تیرا نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔

ے اودھا ہتھ رب اپنا ہتھ آکھے
ہووے کافر جیہڑا دکھ آکھے
جیہدے نال اشاریاں رخ ٹردے
چن توڑ کے جوڑ دکھایا اسے

میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقدس ہاتھ لے کر اس بیمار، اس پریشان، اس مصیبت زدہ کے جسم پہ پھیرتی، پھر ہوتا کیا۔

"بِاِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی سَرِیْعًا"

اللہ تعالیٰ بیمار کے ہاتھ کی برکت سے اسی وقت شفا دے دیتا۔ بیمار کی بیماری، پریشان کی پریشانی فوراً دور ہو جاتی۔

(سیرت نبویہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۹ زرقانی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۴۵، مواہب لدنیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۶۳)

سبحان اللہ! کیا شان ہے میرے نبی کے ہاتھوں کی کہ جہاں پھرتے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرم کرتا جاتا ہے، یہاں یہ تو ہاتھ ہیں، آپ حدیث پاک پڑھ کر دیکھیں، جن کپڑوں کو میرے کملی والے سے نسبت ہو جائے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ شفا رکھ دیتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے صحابی یار غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بیٹی تھی جس کا نام تھا حضرت اسماء وہ فرماتی ہیں، ہمارے پاس سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک جبہ مبارک کرتیہ مبارک تھا ہم نے اسے تبرک کے طور پر، برکت کے لئے گھر میں رکھا ہوا تھا اس کا فائدہ کیا تھا۔ اس جبے کا کمال کیا تھا۔ فرماتی ہیں جب بھی کوئی مدینہ شریف میں بندہ بیمار ہوتا وہ ہمارے پاس آتا تو ہم آگے سے دعا کرتے سیدہ اسماء فرماتی ہیں:

"فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰی"

ہم اس جبے کو پانی میں ڈال دیتے جس سے سارا پانی اس جبے میں داخل ہو جاتا پھر ہم اسے نچوڑتے جب رکھ دیتے وہ پانی ہم اس مریض کو پلا دیتے پھر کیا ہوتا۔

سیّدہ اسماء فرماتی ہیں :
"یَسْتَشْفِیْ بِہَا" اُسی وقت اس مریض کو شفا ہو جاتی۔
(مُسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

میرے دوستو! الفاظ کی طرف غور کرو۔ پانی پینے سے شفا ہو جاتی وہ پانی شفا والا کیوں ہوتا۔ اس لئے کہ سرکار کے کُرتے سے مَس ہُوا تھا۔ وہ کُرتہ کیوں شفا والا بنا۔ اس لئے کہ اُسے سرکار کی صحبت نصیب ہُوئی سرکار کے جسم پاک سے لگنے کا شرف حاصل ہُوا تھا۔ میاں جب کُرتے کا یہ مقام ہے کہ بیماروں کو شفا دیتا ہے تو اس کُرتے والے آقا کی اپنی کتنی شان ہو گی۔ سُبْحَانَ اللہ!

پتہ چلا میرے نبی کو اللہ تعالیٰ نے مُشکل کشا بنا کے بھیجا کہ جس بیمار کے سر پہ ہاتھ رکھتے اس کی مشکل حل ہو جاتی وہ بیماری سے شفا پا جاتا یہ تو تھا صحابی کا عقیدہ کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے کُرتے میں شفا ہے اب وہابی کا عقیدہ سُنیئے مولوی اسمٰعیل غیر مقلد وہابی اپنی بدنامِ زمانہ کتاب تقویۃ الایمان صفحہ ۳۳ پر کہتا ہے کہ "جس کا نام محمّد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک مختار نہیں اُن سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔"

بتلایئے صحابی کیا کہتا ہے۔ میرے آقا کے یار غار سیّدنا صدیق اکبر کی بیٹی کیا فرماتی ہے کہ سرکار کے کُرتے سے مَس ہونے والا پانی مریضوں کو شفا دیتا ہے اور یہ کیا کہتے ہیں "نہیں نبی کے پلّے ہے ہی کچھ نہیں۔"

میرے دوستو! کتنی عداوت ہے کملی والے سے کتنی دشمنی ہے سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذاتِ بابرکات سے کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں اور سرکار کے گِلے شکوے بھی کرتے چلے جاتے ہیں اگر

سرکار کی ذات سے اتنے ہی تنگ ہو تو کلمہ کیوں پڑھتے ہو۔ چھوڑو کلمہ، چھوڑو سرکار کا دامن کیا فائدہ ایسے کلمے کا جس میں کلمے والے کی تعظیم نہیں، محبت نہیں، پیار نہیں۔

ے جے تساں نام پیارا ناہیں تے متھے تلک لگاؤ!
دھوتی بن کر اڑا والی تے گل وچ جنجو پاؤ!

دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم، وحید العصر مولوی حسین احمد مدنی نے ایک کتاب لکھی ہے۔ شہاب ثاقب، جس میں انہوں نے ہم سُنیوں بریلویوں کو خُوب خُوب کوسا ہے اور اعلیٰ حضرت کو بڑی بڑی گالیاں دی ہیں۔ انشاء اللہ یہ گالیاں اعلیٰ حضرت تک تو پہنچتی نہیں کیونکہ وہ سرکار کی رحمت کے سایہ میں پڑے ہیں، قیامت تک ان کی قبر پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی رہیں گی۔ جس نے گالیاں لکھی ہیں اُس کی رُوح کو یہ عذاب پہنچتا رہے گا تو مولوی حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب شہاب ثاقب ص۴۷ پر وہابیوں اور غیر مقلدوں کے بارے لکھا ہے کہ ان کا سرکار کی ذات کے بارے کیا عقیدہ ہے۔ دِل تو نہیں کرتا بیان کردں، دِل تو نہیں کرتا لکھوں، مگر مجبور ہوں۔ تاکہ میرے بھولے بھالے سُنی مسلمان بھائیوں کو پتہ چل جائے کہ ان انسان نما بھیڑیوں کا، جانِ کائنات، سید ہم سب کے راہی اللہ تعالیٰ کے پیارے ماہی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے کیا عقیدہ ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں "ان کے بڑے کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی، ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کُتے کو دفع کر لیتے ہیں، اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں ہو سکتا۔"

(شہاب ثاقب مطبوعہ دیوبند ص۴۷)

میرے دوستو! حد ہو گئی دشمنی کی حد ہو گئی عداوت کی تم کہتے ہو سرکار نفع نہیں دے سکتے۔ خدا کی قسم میں کہتا ہوں جس چیز پر میرے نبی کے قدم لگ جائیں وہ چیز بھی نفع دیتی ہے۔

دیکھو ناں میرے آقا کی ہجرت سے پہلے مدینہ شریف کا نام تھا۔ یثرب، یہ شہر بیماریوں کا گڑھ تھا۔ لیکن جب میرے آقا تشریف لائے، رحمتِ عالم کے قدموں کو یثرب کی مٹی نے چوما تو یثرب جو بیماریوں کا گڑھ تھا اس کا ذرہ ذرہ شفا بن گیا۔

میرے آقا نے یثرب کا نام بدل دیا۔ فرمایا: خبردار آج کے بعد یہ یثرب نہیں یہ مدینہ ہے۔ یہ طیبہ ہے یہ طابہ ہے بہت پیارا ہے۔ اللہ اکبر! صحابہ کرام نے عرض کی آقا آپ نے یثرب کا نام طابہ کیوں رکھا ہے۔ میرے آقا نے فرمایا: میں نے نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نام رکھنے کا حکم دیا ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ"

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کس بات کا فرمایا:

"اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃً"

"کہ میں یثرب کا نام طابہ رکھوں۔" (جذب القلوب ص ۱۴)

میں مدینہ کا نام طابہ رکھوں، طابہ کا معنی پاک۔ یہ شہر پاک ہوتا کیوں نہ وَیُزَکِّیْھِمْ کا پیکر جو مدینہ میں تشریف لا چکا تھا یہ تو مدینہ تھا۔

میرے نبی نے جس پر نگاہ کرم اٹھائی اسے بھی پاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محبوب تیرے قدم لگ چکے ہیں۔ اب یہ طیبہ بھی بن گیا ہے طابہ بھی بن گیا۔ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ یار کے شہر کو پیار سے فرمایا کرتا تھا کہ

"یَا طَیِّبَۃُ یَا طَابَۃُ" اے پاک زمین، اے پاک مقام،

"یَا مَسْکَنَۃُ" اے مسکین ٹھکانے، اے مسکینوں کو پناہ دینے

والے ٹھکانے "لَاتَقْبَلِی اَلْکُنُوزَ"

دُنیا کے خزانے قبول نہ کرنا بلکہ اپنی مسکینی پر ہی قائم رہنا۔ اس مسکینی کے صدقے تو میرا یار تمہیں ملا ہے۔

(جذب القلوب صنہ۲)

مدینہ شریف شافیہ بھی ہے کیوں؟ اس لئے کہ میرے آقا جب بھی اپنے غلاموں کے ساتھ باہر کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو واپسی پر مدینہ شریف کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق سے مدینہ میں جلدی پہنچنے کے لئے تیز فرما دیا کرتے تھے اور چادر مبارک کو چہرۂ والضحیٰ سے ہٹا کر اپنے کاندھوں پر رکھ لیتے تھے اور فرماتے کہ

"ھٰذِہٖ اَرْوَاحٌ طَیِّبَۃٌ"

میرے صحابہؓ مدینہ کی ہوائیں کتنی پیاری اور پاکیزہ ہیں۔ چہرۂ مبارک پر اگر مدینہ شریف کی گرد و غبار پڑتی تو چہرۂ انور صاف نہیں کرتے تھے۔ اگر کوئی صحابیؓ گرد و غبار سے بچنے کے لئے اپنا چہرہ چھپاتا تو میرے آقا فرماتے تھے صحابہؓ مدینہ کی گرد و غبار سے بچنے کے لئے اپنا چہرہ نہ چھپایا کرو۔

آقا یہ مٹی ہے، یہ گرد و غبار ہے یہ اندر جائے گی۔ بیماری پیدا ہو جائے گی۔ سرکار فرماتے تھے میرے صحابہؓ پوری زمین کی مٹی میں بیماری ہے پر میرے مدینے کی خاک میں شفا ہے۔ اللہ اکبر!

(جذب القلوب صہ۲۸)

آقا کس بیماری کی شفا ہے۔ میرے مکی والے آقا نے فرمایا "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ" مجھے قسم ہے اس رب کائنات کی جس کے قبضے میں محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان ہے۔ اَنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَاءٌ

مِنْ کُلِّ دَآءٍ ۔ مدینہ کی مٹی میں ہر ہر مرض کی ہر ہر بیماری کی شفاء ہے۔
(وفاء الوفا جلد نمبر ا صـ ۴۷ جذب القلوب صـ ۲۳
شرح حدائق بخشش جلد نمبر ۲ صـ ۳۵۲)

میرے دوستو توجہ کرو۔ میرے آقا قسم اٹھا کر فرما رہے ہیں، مدینہ شریف کی مٹی میں ہر مرض کی شفاء ہے۔ ہر بیماری کا علاج ہے۔

سرکار نے قسم کیوں اٹھائی ویسے ہی فرما دیتے پر میرے آقا نگاہِ نبوت سے دیکھ رہے تھے۔ بعض لوگ ہوں گے مسلمان ہوں گے کلمہ گو پر میری بات کو نہیں مانیں گے۔

سرکار نے قسم اٹھائی فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں جھوٹ تو بول نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی قسمیں اٹھا رہا ہوں۔ یقین کرنا مدینہ کی مٹی میں شفا ہے۔ پھر بھی کچھ لوگ نہیں مانتے۔ حدیث دکھائیں تو کہیں گے یہ بخاری میں نہیں، یہ مسلم میں نہیں یہ صحاح ستہ میں نہیں۔ یہ فلاں کتاب میں نہیں۔

پتہ چلا ان کا ایمان کملی والے کے فرمان پر نہیں، بخاری، مسلم پر ہے لیکن ہم کتابیں نہیں دیکھتے بلکہ سرکار کا فرمان دیکھتے ہیں اگر کسی رسالے میں صحیح فرمان ہو آنکھوں سے لگا کر دل و جان سے مان جاتے ہیں۔ مگر یہ مانتے نہیں۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ بہت بڑے عالم، محدث، مفکر، شارح ولی کامل تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا حضور بعض آدمی کہتے ہیں کہ ہم نہیں مانتے کہ مدینہ شریف کی مٹی میں ہر مرض کی شفا ہو۔

علامہ زرقانی نے جواب دیا وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ شفاء اگر مدینہ پاک کی مٹی میں ہے تو ایمان والوں کے لئے، سرکار کے غلاموں کے لئے عاشقانِ

مدینہ کے لئے، ماننے والوں کے لئے ہے منکروں کے لئے. گستاخوں کے لئے، بے ادبوں کے لئے، مدینہ پاک کی مٹی میں کوئی شفا نہیں۔

(زرقانی شریف جلد نمبر ۸، صفحہ ۳۴۵)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کے بھائی مولانا حسن رضا خاں نے تو ہمیں یہ سبق پڑھایا۔ کہا کہ

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے سے
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک اُن کے آستانے سے

وہابی نجدی کہتے ہیں، سرکار کی ذات نفع نہیں دیتی۔ دیکھو میرے آقا کے قدموں کے جوڑوں سے لگنے والی مٹی دافع البلاء ہے۔ دافع الامراض ہے۔ میاں یہ تو میرے آقا کے قدموں سے لگنے والی مٹی ہے ہم اس کی بات کرتے ہیں۔ جو میرے آقا سے لگی نہیں، سرکار کو دیکھا نہیں صرف سرکار کی ذات کی طرف نسبت ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھ دی ہے۔

حافظ الحدیث علامہ تلمسانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب فتح المتعال فی مدح خیر النعال میں علامہ امام نبہانی نے جواہر البحار جلد نمبر ۳ میں دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے زاد السعید صفحہ ۴۶ میں لکھا کہ سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جوڑوں کا مثالی فوٹو جو عام اب بازاروں میں دینی کتب کے سٹال پر مل جاتا ہے۔

اس کے بارے لکھتے ہیں کہ جو آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعل پاک کی تصویر سرکار کے جوڑے مقدس کا خیالی فوٹو اپنے پاس رکھے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو ساری کائنات کے نزدیک محبوب بنا دے گا۔

جس لشکر میں ہوگا اُس لشکر کو کبھی شکست نہیں ہوگی۔ جس قافلے میں ہوگا۔ اُس کو کوئی چور، کوئی ڈاکو کوئی لٹیرا لوٹ نہیں سکے گا۔
جس گھر میں ہوگا اُس میں کبھی آگ نہیں لگ سکتی اور سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ جب کوئی قسم کی مشکل آجائے۔ مصیبت آجائے، دکھ درد آجائے کوئی آفت آجائے تو

"وَمَا تُوُسِّلَ بِصَاحِبِهٖ فِیْ حَاجَۃٍ اِلَّا قُضِیَتْ"

سرکار کے اس نقشِ پاک کے توسّل سے جو بھی دعا مانگے گا خالقِ کائنات ضرور پوری فرما کر اُس کی ہر حاجت پوری فرمائے گا۔

سُبحان اللہ!

مولوی اشرف علی نے زادِ السعید کے صفحہ نمبر ۴۱ پر سرکار کے جوتے پاک کے توسّل سے دعا مانگنے کا طریقہ لکھا۔ سنیئے اور جھوم جائیے لکھتے ہیں کہ انسان پچھلی رات کو اُٹھے، وضو کرے تہجد ادا کرے اس کے بعد گیارہ مرتبہ درود پاک پڑھے۔ گیارہ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھے۔ گیارہ مرتبہ استغفار پڑھے۔ اس کے بعد سرکار کی نعل پاک کا نقشہ با ادب طریقے سے اپنے سر پر رکھے اور روکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا کرے۔

اے اللہ عزّوجل جس مقدس نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نقش نعلِ پاک میں سر پر لئے کھڑا ہوں میں اس کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں۔ الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر صدقہ اس نعلِ پاک کا میری فلاں فلاں حاجت پوری فرما۔ پھر سرکار کی نعلِ پاک والا نقشہ سر سے اتار کر اپنے چہرے پر

ملے۔ محبت سے بوسہ دے پھر کوئی اچھا سا سرکار کی محبت والا شعر پڑھے۔ اِنشاءاللہ عجیب کیفیت پائے اور اس کی حاجت بھی پوری ہو جائے گی۔

کیوں بھئی ایمان سے بتانا یہ خیالی فوٹو جو کملی والے کی ذات سے مَس نہیں ہُوا۔ زیارت نہیں کی صرف منسوب ہُوا۔ بولو اس کا فائدہ ہُوا کہ نہیں؟ ہُوا ضرور ہُوا۔ اور اِنشاءاللہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ پھر سوچو جو چیز میرے آقا کی ذات کی طرف منسوب ہو جائے۔ وہ اتنا نفع دے تو خود ذات پاک مصطفیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کتنی نفع بخش ہو گی۔ مگر یہ بات اُس کو سمجھ آئے جس کے دِل میں ایمان ہو۔ عشقِ نبی کی شمع ہو اور جو ہو ہی اندھا اُس کو کیا نظر آئے گا۔

اَنّے نُوں بازار پھِرایا تے سارا شہر پھِرایا!
مُڑ کے پُچھیا اَنّے کولوں تے کہندا کُجھ نئیں نظریں آیا

آنکھ کے اندھے کو جہاں نظر نہیں آتا اور ایمان کے اندھے کو مصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا مقام نظر نہیں آتا۔ دُعا کرو اللہ تعالیٰ ظاہری آنکھیں بھی عطا فرمائے اور باطنی نور بھی عطا فرمائے۔ آمین۔

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ میں سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنی گود میں بٹھا لیتی تھی جو بیمار آتا جو دُکھی آتا جو دَردوں کا مارا آتا۔ میں سرکار کا ننھا مُبارک ہاتھ لے کر اس دُکھی اُس بیمار کے جسم پہ پھیرتی اللہ تعالیٰ اسی وقت شفا دے دیتا۔

قربان جاؤں ان ہاتھوں پر، صدقے جاؤں ان ہاتھوں کی انگلیوں

پر جس میں اللہ تعالیٰ نے شفا رکھی۔ رحمت رکھی۔

میرے دوستو! جب بچپن کا یہ عالم ہے کہ درِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دکھی دکھ دور کرا رہے ہیں، بیمار شفاء حاصل کر رہے ہیں، پریشان پریشانیاں دور کروا رہے ہیں تو سوچو جوانی کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں۔ حضرت علامہ امام حلبی علیہ الرحمۃ، سیرت حلبیہ جلد اوّل صفحہ ۲۵۴ میں تحریر فرماتے ہیں کہ نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک جب پچیس ۲۵ برس کی ہوئی تو سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک خاص معاہدے کے مطابق سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تجارتی مال ملک شام کی طرف لے کر روانہ ہوئے حضرت خدیجہ کا ایک غلام تھا میسرہ ہر بار وہی تجارتی مال لے جاتا۔ حضرت خدیجہؓ کو اُس پر بڑا اعتماد تھا لیکن جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت خدیجہؓ کا تجارتی مال لے کر شام کی طرف چلے تو سیدہ خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ کو بلا کر کہا کہ میسرہ! عرض کی جی حضور، سیدہ خدیجہؓ نے فرمایا کہ اس بار محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میرے تجارتی مال کو لے کر جا رہے ہیں میں نے تمام اختیارات ان کو دے دیئے ہیں۔

یہ جیسے کریں ان کی مرضی تو نے ان کے کسی کام میں مداخلت نہیں کرنی بلکہ یہ آقا بن جائیں گے تو نوکر بن کر جائے گا۔ یہ مالک بن کے جائیں گے تو غلام بن کر جائے گا۔ تیرا کام ہے صرف راستہ بتانا، منڈی بتانا۔ باقی یہ جانیں ان کا کام عرض کی ٹھیک ہے۔ حضور ایسا ہی ہوگا۔

اب کائنات کے والی، بے سہاروں کے سہارا، حضرت سیدہ خدیجہؓ

الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تجارتی مال لے کر زندگی میں پہلی مرتبہ تجارت کے لئے مُلک شام کی طرف چلے۔

سُبحان اللہ! کتنا حسین منظر، کتنا دِلربا وقت ہوگا جب سیدہ کا راہی، اللہ تعالیٰ کا ماہی تجارت کے لئے مکہ شریف سے مُلک شام کی طرف روانہ ہُوا ہوگا۔ جب سرکار چلے تو گرمیوں کا موسم، شدید گرمی، سُورج پُوری آب و تاب سے گرمی برسا رہا تھا۔

اِدھر میرے آقا اُونٹ پر سوار ہو کر نکلے۔ رَبّ کائنات نے فرمایا، جبرئیل! عرض کی، جی ربّ جلیل فرمایا: دیکھ میرا ماہی تجارت کے لئے شام کی طرف جا رہا ہے۔

عرض کی: ربّ لم یزل دیکھ رہا ہُوں۔ فرمایا: دُھوپ بھی ہے، گرمی بھی ہے۔ اگر اسی طرح گرمی میں میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام چلتا گیا تو بڑی تکلیف ہوگی، بڑی پریشانی ہوگی۔

یَا اللہ عزوجل میرے لئے کیا حُکم ہے فرمایا: جلدی کر، بادل کو حکم دے دے، جب تک میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام دُھوپ میں چلتا جائے تو میرے یار کے سر پر سایہ کرتا جا..... تاکہ میرے ماہی کو گرمی کا دُھوپ کا احساس نہ ہو۔ سُبحان اللہ!

میرے آقا چلے، بادل نے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر سایہ کر لیا۔ سارے قافلے والے، سارے تاجر دُھوپ میں جا رہے ہیں مگر ساری کائنات کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بادل کے سائے میں اللہ تعالیٰ کے ترانے گاتے جا رہے ہیں، دُنیا حیران کہ ہم دُھوپ میں محمدِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام بادل کے سایہ میں، مگر اُن کو کیا پتہ تھا یہ وہ ہے جس کے

صدقے اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات بنائی ہے۔ سفر کی منزلیں طے ہوتی جاتی ہیں۔ میرے آقا سارے قافلے سے آگے آگے قیادت فرما رہے ہیں، اچانک وہ غلام دوڑتا دوڑتا سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ اے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام ذرا ٹھہریئے۔ سرکار رک گئے فرمایا: کیا بات ہے عرض کی حضور ہمارے اونٹوں میں سے دو اونٹ جن پر تجارتی سامان لدا ہوا تھا۔ وہ بیمار ہوکر گر پڑے ہیں۔ میسرہ سرکار کو ساتھ لے کر اونٹوں کے پاس آیا سرکار نے دیکھا سارے تاجروں نے دیکھا واقعی اونٹ مرنے کے قریب ہیں، کوئی دم خم نہیں بالکل لاغر ہیں۔

میسرہ نے کہا: سرکار اب کیا بنے گا۔ میرے کملی والے نے فرمایا: بننا کیا ہے یہی اونٹ ہمارے ساتھ سامان لے کر چلے گے۔ حضور کیسے فرمایا: ابھی دیکھو میرے کملی والے آقا نے اپنے ید اللہ والے گورے گورے ہاتھ پھیلائے۔ ایک ہاتھ ایک اونٹ کی پشت پر رکھا۔ دوسرا ہاتھ دوسرے اونٹ کی پشت پر رکھا اور پھر زبان سے کچھ پڑھا۔ پڑھ کر اونٹوں پر دم کیا۔ پھر تاجروں نے دیکھا کہ وہی اونٹ جو مرنے کے قریب پہنچ چکے تھے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

میرے آقا نے فرمایا: ان پر سامان لوڈ کرو۔ سامان رکھ دیا گیا۔ قافلہ چلا تو وہی اونٹ دوڑے، تمام تاجروں کے اونٹوں کو کراس کر کے کملی والے کے اونٹ کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں کہ اونٹ چلتے بھی جاتے ہیں اور زبان سے آوازیں بھی نکالتے جاتے ہیں۔ گویا کہتے جاتے تھے کہ

ساقی دل تے کم ہے وَنڈناں کوئی ہووے یا نہ ہووے
اوہ نہیں یاد اڈنڈا غیر دے تر لے جیہڑا مالک راضی تھیوے
جنہاں نوں سوہنا آپے بالے اوہ بلدے رہن گے دیوے
اوہ نہیں فیر نیازی مردا تے جیہڑا یار دا ہو کے جیوے

میرے دوستو! یہ کملی والے کے ہاتھوں کا کمال ہے۔ مُردے پر پھیرے تو زندہ۔ لیکن نبی کی مثل بننے والوں کا کیا حال ہے۔ کسی مریض کو لگ جائیں تو مُردہ آپ کتابیں پڑھ کے دیکھیں، سیرت کا مطالعہ کر کے میرے نبی کے جسم پاک کے ہر ہر عضو میں ہر ہر حصّے میں رحمت ہی رحمت، شفا ہی شفا، کمال ہی کمال، کرم ہی کرم ہے۔

لعابِ دہن:-

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک جب سات برس کی ہوئی تو سرکار کی آنکھیں دُکھنے لگیں۔ کملی والے کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا بڑا علاج کرایا۔ مگر سرکار کی آنکھیں ٹھیک نہیں ہوئیں۔
حضرت عبدالمطلب بڑے پریشان کہ اب کیا کیا جائے۔ بڑا علاج کرایا ہے میرا پوتا ٹھیک نہیں ہو رہا۔ آپ پریشان بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کسی جاننے والے نے کہا کہ
اے سردارِ مکّہ پریشان نہ ہو۔ مکّہ شریف کے قریب عکاظ بازار ہے۔ اس بازار کے ساتھ ایک طبیب کا گھر ہے۔ بڑا قابل وہ دوائی بھی دے گا اور آپ کے پوتے کو دم بھی کرے گا۔ یہ یقیناً ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم

نے کئی مرتبہ اُس کو آزمایا ہے۔

حضرت عبدُالمطلب بڑے خوش ہوئے آپ نے حضور علیہ الصَّلوٰۃ والسلام کو ساتھ لیا اُس طبیب، اُس راہب کے پاس تشریف لے گئے۔ شام کا وقت تھا آپ اُس کے مکان پر پہنچے دروازہ بند آپ نے وہاں کے لوگوں سے اُس طبیب، راہب کے بارے پُوچھا کہ وہ کیسا ہے۔ لوگوں نے بڑی تعریف کی کہ راہب صاحب کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے جو مریض بھی آئے، یہ دوا بھی دیتے ہیں، دم بھی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے۔ بیمار ٹھیک ہو جاتا ہے۔ فرمایا: اب ہے کہاں؟ لوگوں نے کہا۔ حضور ہے تو گھر یہ اب دروازہ نہیں کھلے گا۔ فرمایا کیوں؟ لوگوں نے کہا: سرکار یہ موجی بندہ ہے۔ دروازہ بند کے عبادت کرتا رہتا ہے۔ کئی کئی دن تک دروازہ بند رہتا ہے۔ جب موج میں ہو تو دروازہ کھلتا ہے۔

فرمایا: کوئی پتہ ہے۔ اب دروازہ کب کھلے گا۔ لوگوں نے کہا: سرکار اب تو یہ کھلنا مشکل ہے کیونکہ آج ہی دروازہ بند ہوا ہے۔ اب چھ ماہ مہینے سال کے بعد ہی کھلے گا۔

حضرت عبدالمطلب بڑے پریشان ہوئے کہ اب کیا ہوگا۔ اچانک راہب کے مکان میں زلزلہ آیا۔ دیواریں ہلنے لگیں۔ چھت لرزنے لگی۔ قریب تھا کہ اس طبیب اس راہب کا مکان گر جاتا اور راہب مکان کے نیچے آ جاتا وہ فوراً دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ جب وہ باہر آیا تو اُس نے حضرت عبدالمطلب کو پہچان لیا کہ یہ مکّے کے سردار ہیں۔ راہب نے کہا کہ سرکار کیسے آنا ہوا۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: میرا یہ پوتا بیمار

تھا۔ آنکھیں ٹھیک نہیں ہو رہی تھیں۔ سُنا ہے آپ دوا بھی دیتے ہیں، دم بھی کرتے ہیں، مہربانی کرو کوئی دوائی دو اور دم بھی کرو تاکہ یہ ٹھیک ہو جائے۔
راہب نے جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر کمرے میں گیا۔ غسل کیا، نئے کپڑے پہنے، خوشبو لگائی پھر ایک آسمانی صحیفہ کے چند اوراق اُٹھا کر لایا۔
سرکار کے پاس آکر دیکھنے لگا کبھی اپنی کتاب دیکھتا، کبھی سرکار کا چہرہ والضحیٰ دیکھتا کبھی کتاب دیکھتا، کبھی واللیل کی زلفوں کو دیکھتا۔ سارے اوراق بھی دیکھے کملی والے کو سر سے لے کر پاؤں تک بھی دیکھا پھر قدموں میں گر کر کہنے لگا۔
اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔
سبحان اللہ! عظمتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان، ابھی اعلانِ نبوت فرمایا نہیں لیکن راہب پہلے کلمہ پڑھ کر گواہی دے رہا ہے۔
میاں سوچو! اگر مکے کا راہب جانتا ہے کہ یہ نبی آخر الزماں ہے تو کیا کملی والے کو پتہ نہیں ہوگا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں؟ پتہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔
حضرت عبدالمطلب راہب کی بات سُن کر بڑے خوش ہوئے پھر فرمایا: راہب صاحب جس کام کے لئے میں حاضر ہوا ہوں وہ جلدی کریں۔
راہب نے کہا: کون سا؟ فرمایا: میرے پوتے کو دوا بھی دو اور دم بھی کرو تاکہ اس کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔
راہب نے کہا حضرت آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں اس کا علاج کروں؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: راہب صاحب میں تو آیا ہی اسی خاطر

ہوں۔ راہب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا سرکار: آپ نے محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو سمجھا ہی نہیں۔ آپ طبیب کو مریض کے پاس لے آئے ہیں۔ مقدس کو گنہگار کے پاس لے آئے ہیں۔ شفائے کائنات کو مرض مجسم کے پاس لے آئے ہیں۔ داتا کو بھکاری کے پاس لے آئے ہیں۔ مختار کو مجبور کے پاس لے آئے ہیں۔ نبی کو امتی کے پاس لے آئے ہیں۔

اے عبدالمطلب میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا تھا کہ اچانک میرا سارا مکان لرزنے لگا۔ اگر میں باہر نہ آتا تو مکان کے نیچے آ کر مر جاتا۔

اے سردار مکہ تیرا یہ پوتا بڑی شان والا ہے۔ بڑی عظمت والا ہے۔ بڑے مقام والا ہے۔ دیکھ اس کے چہرے سے نور کے فوارے نکل رہے ہیں۔ کائنات کے یہودی اس کے دشمن ہیں۔ اسی طرح لے کر اس کو نہ پھرا کرو کہیں کوئی یہودی تکلیف نہ دے۔ جاؤ اس کو اپنے گھر لے جاؤ۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: راہب صاحب آپ نے میری بڑی رہنمائی فرمائی شکریہ! لیکن اصل مسئلہ تو اپنی جگہ رہا۔ جس مقصد کے لئے میں آیا تھا وہ تو حل نہ ہوا تو راہب نے مسکرا کر کہا۔

اے سردار مکہ ان کی آنکھوں کا علاج خود انہی کے پاس موجود ہے۔ تمہیں پتہ ہی نہیں۔ فرمایا: کہاں ہے علاج؟

راہب نے کہا کہ اے سردار مکہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب شریف، تھوک مبارک نکال کر ان کی آنکھوں میں لگاؤ۔ یہ بالکل

ٹھیک ہو جائیں گے۔

حضرت عبدالمطلب نے اُسی وقت سرکار کے مُنہ مُبارک سے لعاب نکال کر آپ کی آنکھوں میں لگایا آپ کی آنکھیں اُسی وقت ٹھیک ہو گئیں جیسے دُکھی ہی نہیں تھی، خراب ہُوئی نہیں تھیں۔ سُبحان اللہ!

حضرت عبدالمطلب بڑے حیران ہُوئے۔ اُس راہب کا شُکریہ ادا کیا۔ چلنے لگے تو راہب نے کہا: حضور شکریہ تو آپ کا کہ آپ نے سرکارِ کائنات کی مجھے زیارت کرائی ہے۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: راہب صاحب آپ کا دم بڑا مشہور ہے۔ سُنا ہے کہ آپ جس کو دم کرتے ہیں وُہ مریض اُسی وقت ٹھیک ہو جاتا ہے۔ وُہ دم کیا کرتے ہیں؟

وُہ الفاظ کیا پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اِتنی تاثیر رکھ دی ہے۔ راہب مُسکرا پڑا۔ مُسکرا کر کہا: حضور جب مریض میرے پاس آتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اُٹھا کر کہتا ہُوں۔

"یا اللہ عزوجل تجھے آخری نبی کی عظمت، رفعت کی قسم تجھے اُس کے پیار کا واسطہ اُس کی محبُوبیّت کا واسطہ اِس بیمار کو شفا دے دے پھر مَیں مریض پر دم کرتا ہُوں، اللہ تعالیٰ بیمار کو شفا دے دیتا ہے"۔ سُبحان اللہ!

(سیرتِ حلبیہ اوّل صلا ۳۵ صلا ۳۵ ، ماہنامہ مُسلمان سوہدرہ اہلحدیث، ربیع الآخر ۱۹۳۱ء ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ جولائی ۱۹۹۶ء صفحہ نمبر ۲۰)

جب نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے نام میں اِتنی شفا ہے کہ آپ کا

نام لے کر دم کیا جاتے ۔ مریض ٹھیک ہوجائیں ۔ بیماروں کی بیماریاں چلی جائیں تو سرکار خود جب ہاتھ پھیرتے ہوں گے تو شفا کیوں نہ ہوتی ہوگی ۔ اللہ اکبر۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہر بچہ بچپن میں کپڑوں میں پیشاب پاخانہ کر دیتا ہے ۔ لیکن قربان جاؤں نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر آپ نے کبھی کپڑوں میں بستر پر پیشاب نہیں کیا بلکہ آپ کا ایک وقت مقرر تھا جس میں آپ بول براز سے فارغ ہوتے تھے ۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں ، جب میں سرکار کو دودھ پلا لیتی تو ارادہ کرتی کپڑا لے کر آپ کا چہرہ والضحیٰ صاف کروں یا پانی سے دھوؤں ابھی میں ارادہ کر رہی ہوتی ۔ کوئی غیب سے آقا کملی والے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا چہرہ پاک صاف کر جاتا ۔ اگر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ستر سے کپڑا ہٹ جاتا تو سرکار رونا شروع کر دیتے تھے میں دوڑتی اور آکر کملی والے کے ستر کو کپڑے سے ڈھانپ دیتی ۔

میرے دوستو ! غور کرو سرکار کی عمر مبارک ابھی چند ماہ ہے لیکن اپنا ستر اپنا جسم ننگا نہیں ہونے دیتے تھے لیکن آج کلمہ پڑھنے والے مسلمان عاقل بالغ ہو کر ننگے پھر رہے ہیں ۔ یاد رکھو آدمی کو ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کپڑا پہننا فرض ہے ۔ اگر اس جگہ سے ایک بال کے برابر بھی جگہ ننگی ہوگی تو گنہگار ہوگا ۔ لیکن آج انگریز کو روحانی اولاد ، انگریز کو دیکھا دیکھی ننگی پھر رہی ہے ۔ چھوٹے چھوٹے پاجامے پہن کر جس سے ستر نظر آتا ہے ، پھرتے ہیں ، خاص کر ہاکی کے کھلاڑی سخت گنہگار ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سرکار کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں ، میرے پورے محلے کے بچے روتے تھے ۔

ضد کرتے تھے۔ چیختے چلاتے تھے۔ مگر سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تک میرے پاس رہے کبھی ضد نہیں کی کبھی روئے نہیں۔

میاں روتے بھی کیوں؟ میرا آقا تو روتوں کو چپ کرانے آیا تھا۔ غم کے ماروں کو خوشیاں دینے آیا تھا۔ اعلیٰ حضرت، کشتۂ عشقِ رسالت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

آپ کی نشوونما۔

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں، نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نشوونما دُوسرے بچوں سے بالکل مختلف تھی، جُدا تھی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دن میں اتنے بڑھتے، جتنے دوسرے بچے ایک ماہ میں بڑے ہوتے۔ ایک ماہ میں اتنے بڑے ہوتے، جتنے دوسرے بچے ایک سال میں بڑے ہوتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تین ماہ کے ہوئے تو اپنے قدموں پر اُٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ جب چار ماہ کے ہوئے دیوار کے ساتھ ہاتھ رکھ کر چلتے۔ پانچ ماہ کے ہوئے تو بغیر سہارا چلنا شروع کر دیا۔ جب چھ ماہ کے ہوئے تو تیز تیز چلتے تھے۔ سات ماہ کے ہوئے تو دوڑنے لگے۔ آٹھ ماہ کے ہوئے تو فصیح و بلیغ، صاف اور پیارے انداز سے بولنے لگے۔ جب دس ماہ کے ہوئے تو تیر اندازی کرنی شروع کر دی۔

(مدارج النبوت دوم ص، معارج النبوت دوم ص۳۱،
الوفا باحوال مصطفےٰ، زرقانی شریف)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت اِسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

؎ اُٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پر درود!!
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بولنے کے قابل ہوئے تو سب سے پہلے آپ نے اپنے ربّ کی عظمت کا، کبریائی کا، رفعت کا ذکر فرمایا۔

سُبحان اللہ! ہمارے بچّے بولنے کے قابل ہوتے ہیں تو امّی، ابّا، ماموں، چچا، خالہ سے کلام شروع کرتے ہیں۔ پر صدقے جاؤں کملی والیا۔ تیری شان پر تو نے سب سے پہلے اپنے ربّ کی کبریائی کا نعرہ بلند کیا۔ میرا نبی جب بولا تو کیسے بولا۔ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سرکار نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا"

"اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور بزرگ ہے اور تمام تعریف اسی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ صبح و شام اُسی کی تسبیح ہے"

(سیرۃ نبویہ جلد اوّل صہ ۲۲۸، زرقانی شریف جلد اوّل صہ ۱۲۸، تفسیر مظہری پ ۱۸ صہ ۳۶۷)

ایک روایت میں ہے۔ سرکار نے یوں اپنے ربّ کی عظمت کا نعرہ لگایا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُیُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ" (معارج النبوت دوم صہ ۱۲)

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اِس قابل نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے وُہ ذات پاک ہے۔ آنکھیں سو گئی ہیں لیکن اِس ذاتِ رحمت کو نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔"

(مدارج النبوت دوم ملا ۳۲ ص ۳۳، مولد العروس ص ۸۸)

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جب بھی کسی کام کو شروع فرماتے یا کسی چیز کو اُٹھانے لگتے تو پہلے پڑھتے "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" پھر کام شروع فرماتے۔ سُبحان اللہ! عمر مُبارک صرف سال کے قریب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پہچان کتنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کتنی ہے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں پھر کام کرتے ہیں۔ اِسی لئے میرے آقا نے فرمایا:

اَے میرے غُلاموں ہر نیک کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ لیا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پُوچھا آقا کیوں؟ فرمایا:

"لَا یُبۡدَاُ فِیۡہِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ فَھُوَ اَبۡتَرُ ؕ"

"جو اچھا کام بسم اللہ شریف سے شروع نہ کیا جائے۔ وُہ بے برکت ہوتا ہے۔"

(مُطالِعُ المُسَرّات ص ۵۵)

اگرچہ وُہ کام بظاہر مکمل ہو جائے۔ لیکن حقیقت میں وُہ مکمل نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہر مُسلمان کو ہر نیک کام شروع کرتے وقت بِسم اللہ شریف ضرور پڑھنی چاہیئے۔

حضرت سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں جب نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عمر

مبارک دو سال کی ہوئی تو ایک دن مجھ سے پوچھنے لگے کہ
"یَا اُمَّاہُ مَالِیْ لَا اَرٰی اِخْوَتِیْ فِی الْحَیِّ نَھَارًا"
"اے امّی جان دن کے وقت آپ کے بیٹے میرے رضاعی بھائی عبداللہ نظر نہیں آتے۔ کہاں چلے جاتے ہیں؟"
تو سیدہ نے کملی والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا والضحیٰ چہرہ چوم کر کہا کہ
"اِنَّھُمْ یَرْعُوْنَ الْاَغْنَامَ"
اے میرے چاند، اے والضحیٰ کے چہرے والے، واللیل کی زلفوں والے، یٰسین کے دانتوں والے "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی" کی زبان والے الم نشرح کے سینے والے، یداللہ کے ہاتھوں والے، پیارے! وہ جنگل میں بکریاں چرانے جاتے ہیں۔ کون سی بکریاں؟ فرمایا،
"اَلَّتِیْ رَزَقَنَا اللہُ اِیَّاھَا بِبَرَکَتِکَ"
وہ بکریاں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے، آپ کے صدقے سے، آپ کے وسیلے سے ہمیں عطا فرمائی ہیں۔
سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن کر کہا: امّی جان کتنی سخت گرمی ہے۔ کتنی شدید دھوپ ہے۔ میرا بھائی، کیسے بکریاں چراتا ہوگا۔ امّی جان آپ ایسے کریں۔
"اَبْعَثِیْنِیْ مَعَھُمْ"
"کل مجھے بھی اپنے بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے بھیجیں"۔
سیدہ حلیمہ نے عرض کی، بیٹا کیوں؟ فرمایا: امّی جان میں تو سارا دن

ٹھنڈی چھاں کے نیچے بیٹھے گھر میں ٹھنڈا پانی پیئوں، آرام کروں، کھاؤں۔ لیکن میرا بھائی سارا دن شدید گرمی میں بکریاں چرائے۔ یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ سُبحان اللہ!

جو نبی اپنے رضاعی بھائی کو گرمی میں پھرتا نہیں دیکھ سکتا۔ وہ نبی اپنی گنہگار اُمت کو جہنم کی آگ میں کیسے برداشت کرے گا۔ اللہ اکبر!

میرے پیارے آقا نے کہا: امّی جان میں بھائی کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے بھی کل جنگل میں بکریاں چرانے جانے دیں کیوں کہ

دِل چاہے میں ساتھ بھراواں تے مال چراون جاواں
ہو قربان حلیمہؓ بولی تے جیویں محبت ماواں!

سیّدہ حلیمہؓ نے فرمایا: بیٹا عبداللہ! انہی صحراؤں، پہاڑوں میں، چٹانوں میں پیدا ہُوا ہے۔ یہ پلا پوسا ہے۔ یہ گرمی اس کے لئے نئی نہیں وہ گرمی برداشت کرنے کا عادی ہو چکا ہے لیکن تم ایک عالی بلند خاندان کے چشم و چراغ ہو تمہارے لئے یہ بات زیب نہیں کہ تم بکریاں چراؤ۔ (جامع معجزات ۳۲۵ ص ۳۲۶، نزہتہ المجالس دوم ص۱۹۹، زرقانی شریف، معارج النبوت، مولد العروس ص۸۹)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب حلیمہؓ کی یہ بات سُنی تو مُنہ چوم کر فرمایا: امّی جان! آپ کی محبت، شفقت کا شکریہ! آپ مجھے کل ضرور بھیجیں۔ سیّدہ حلیمہؓ نے کہا:

بیٹا میں ڈرتی ہوں: فرمایا! امّی جان کس بات سے عرض کی کہ کہیں کسی حاسد کی نظر نہ لگ جائے۔ کوئی دشمن تجھے نقصان نہ پہنچائے۔

میرے آقا نے فرمایا: اُمّی جان گھبرائیں نہیں، جس کا نگہبان، جس کا محافظ، جس کا ناصر ربِّ کائنات ہو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

سیّدہ حلیمہؓ نے بڑے حیلے کئے۔ بڑی کوشش کی، بڑے طریقے لڑائے کہ محمّدِ عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کسی طریقے جنگل پر تشریف نہ لے جائیں لیکن میرے آقا ہر بات کا جواب اِس طریقے سے، اس سلیقے سے پیش فرمایا کہ سیّدہ حلیمہؓ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بکریاں چرانے کے لئے جنگل میں بھیجنے پر راضی ہو گئیں۔

بکریاں چرانا

دُوسرا دِن آیا۔ صُبح ہُوئی، سرکار بکریاں چرانے کے لئے تیار ہو گئے۔ سُبحانَ اللہ!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے صحابہؓ کی محفل میں جلوہ گر ہیں۔ نبوّت کی رسالت کی بات چل پڑی تو کملی والے آقا نے فرمایا:

صحابہؓ! عرض کی، جی آقا! فرمایا: مجھ سے پہلے جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے نبیؑ دُنیا میں تشریف لائے ہیں۔ ہر نبیؑ نے بکریاں چرائی ہیں۔

صحابہؓ نے عرض کی آقا۔ کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں، فرمایا: ہاں میں نے بھی اماں حلیمہؓ کی بکریاں چرائی ہیں۔

(سیرت حلبیہ اوّل صـ۲۹۲)

علامہ حلبی علیہ الرحمتہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ عالم ہیں، محدّث ہیں، مفسّر ہیں، مصنّف ہیں یہ تو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؑ بکریاں کیوں

چراتے تھے؟

علامہ حلبی نے بڑا پیارا جواب دیا۔ فرمایا: بکری چونکہ کمزور اور ضعیف ترین جانور ہے جو انسان بکریاں چراتا ہے اس میں قدرتی طور پر نرمی محبت، پیار، شفقت اور انکساری کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کام نبیوں سے اس لئے کرایا کیونکہ ہر نبی نے مخلوق کی تربیت کرنی ہوتی ہے۔ تربیت وہی کر سکتا ہے جو نرم مزاج ہو۔ محبت و پیار کا پیکر ہو۔ خوش اخلاق ہو۔ کیونکہ یہ صفتیں انسان کا دل موہ لیتی ہیں اور ہر انسان ایسے آدمی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد اول ص ۳۹۶ ص ۳۹۷)

میرے دوستو! بکریاں چرانا اس زمانے میں شرم کی بات نہیں تھی بلکہ بڑے بڑے زمیندار، خاندانی لوگ بھی بکریاں چرایا کرتے تھے لیکن آجکل چونکہ بکریاں چرانا یہ عیب سمجھا جاتا ہے۔

لہٰذا آج کل کوئی بکریاں چرائے تو کوئی اسے طعنہ مارے او ئے بکریوں کے چرواہے تو وہ یہ جواب نہ دے کیا ہوا جو میں بکریاں چرا رہا ہوں۔ کملی والے نے بھی تو بکریاں چرائی تھیں۔

علامہ حلبی فرماتے ہیں: ایسے بے ادب آدمی کو ڈانٹا جائے اس کو شرم دلایا جائے کہ غیرت کھا۔ کہاں تو کہاں کملی والے آقا کی ذات اور بے حیا تو نبی سے مقابلہ کرتا ہے۔ نبی کا بکریاں چرانا یہ نبی کی عظمت کی دلیل ہے اور تیرا بکریاں چرانا یہ کمزوری کی دلیل ہے۔

علامہ حلبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اسی طرح ہر وہ کام جو سرکار کے لئے تو کمال تھی، امتی کے لئے کمزوری اگر کوئی امتی نبی کی مثال دے

تو اُسے شرم دلایا جائے۔ اُس کو ڈانٹا جائے۔ اُس کو غیرت دِلائی جائے۔ سُبحَانَ اللّٰہ!

(سیرت حلبی اوّل ۳۹۵)

نجدیوں کو وہابیوں کو غیر مقلدین کو دیوبندیوں کو شرم کرنی چاہیئے۔ غیرت کرنی چاہیئے۔ حیاء کرنا چاہیئے۔ جو کہتے ہیں جیسے ہم کھاتے ہیں، نبی بھی کھاتا تھا۔ جیسے ہم پیتے ہیں، نبیؐ بھی پیتا تھا۔ جیسے ہم نے شادی کی۔ نبی نے بھی کی۔ جیسے ہمارے ہاتھ، نبی کے بھی ہاتھ۔ جیسے ہمارے دو پیر، نبی کے بھی دو پیر۔ آخر میں ہم میں کوئی فرق نہ رہا۔

ڈوب مرو، شرم کرو، ایسی باتیں حلالی اُمتی کو زیب نہیں دیتی میرے دوستو! یاد رکھو! اللّٰہ تعالیٰ چاہے تو اپنی مہربانی کے صدقے، اپنی رحمت کے صدقے ہر گنہگار کو بخش دے۔ مگر جس نے اُس کے یار کی بے ادبی کی، توہین کی، شان میں گستاخی کی۔ اللّٰہ تعالیٰ اس کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔

یہی بات ناصر صاحب نے فرمائی کہ

؎ دعوے نال میں کہناں واں بخش دلیسی مولا
بہجور اُچکے شرابیاں نوں
نظر رحمت حضور دی صاف کردی
عیباں والیاں دیاں خرابیاں نوں
اُلفت کم سرکار دی آ دناں ایں او قصے!
تکناں نہئیں ےکسے نوابیاں نوں

ے ناصر ساریاں نوں معافی ہووندی ایں
پر نہیں چھڈناں مولا وہابیاں نوں

ہاں تو عرض کر رہا تھا جب دوسرا دن آیا۔ سرکار نے ارادہ فرمایا کہ بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے جاؤں تو سیّدہ حلیمہ نے عرض کی۔

اے میرے چاند! اگر ضرور ہی جانا ہے تو آؤ پہلے غسل کر لو۔

سیّدہ حلیمہؓ نے میرے آقا کو غسل کرایا۔ سفید لباس پہنایا۔ واللیل کی زلفوں میں کنگھی کی، آنکھوں میں سُرمہ لگایا۔ پھر سرکار کو رخصت کرنے کے لئے گھر سے باہر تشریف لائیں۔ پھر اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا: بیٹا۔ عرض کی، جی امّی جان۔ فرمایا: بیٹا۔ اپنے مکّی بھائی کا خاص خیال رکھنا کہیں کوئی تکلیف نہ ہو عرض کی امّی جان آپ فکر نہ کریں۔ مکّی بھائی کی حفاظت میں اپنی جان سے زیادہ کروں گا۔

سیّدہ حلیمہؓ نے فرمایا: عبداللہ عرض کی، جی امّی جان، فرمایا: بیٹا جب بکریاں چرانے جنگل میں جاؤ گے۔ جنگل کے چار کونے ہیں بائیں طرف نہ جانا کیونکہ اس طرف شیر رہتے ہیں۔ باقی طرف چلے جانا۔ عرض کی امّی جان ٹھیک ہے۔

ادھر میرے آقا نے ڈنڈا کاندھے پر رکھ لیا۔ چلنے لگے صدقے جاؤں کملی والے کی چال پر جب بچّہ بچپن میں چلتا ہے ماں دیکھ کر کہتی ہے۔ بہن دیکھ کر کہتی ہے۔ سُبحان اللہ!

لیکن جب اللہ تعالیٰ کا ماہی چلا تو عرشوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سُبحان اللہ، نُورانی مخلوق بولی سُبحان اللہ! ادھر حضرت حلیمہ کہتی ہے۔

سبحان اللہ! صدقے جاؤں ان راہوں پر، نثار جاؤں اُن راستوں پر جہاں جہاں میرے نبی کے قدم لگے۔

ایک عاشق نے جب یہ منظر پڑھا۔ اتھرو ڈھل گئے اور رو کر کہا۔

؎ مُدتاں دی آرزو ہے سُن لے دُعا الٰہی
اُو دیس تے وکھا جتھے ٹُردا سی تیرا ماہی

حسّانِ پاکستان محمد اعظم چشتی علیہ الرحمہ بھی بولے کہ

؎ یارب تیتھوں ہور نہ منگاں تے مینوں یار دے دیس پہنچا دے
جتھے جھاڑو دین فرشتے اُو سوہنا شہر وکھا دے

جنہاں گلیاں دے وچ سوہنا پھریا اُنہاں گلیاں دی خاک بنا دے
اعظم تے جے کرم کماویں اینہوں یار دے دیس پہنچا دے

جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بکریاں چرانے کے لئے چلے۔ تو حضرت حلیمہؓ نے سرکار کا چہرۂ انور چوما۔ آنکھوں سے موتیوں جیسے آنسو آ گئے اور سینے سے لگا کر کہا بیٹا اللہ عزوجل حافظ!

سیدہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: عبداللہ عرض کی جی اَمی جان۔ فرمایا، بیٹا گرمی ہے۔ اپنے مکی دیر کو گرمی سے بچا کر کسی سایہ دار درخت کے نیچے بٹھا دینا۔ تاکہ تیرے مکی دیر کو تکلیف نہ ہو۔ عرض کی اَمی جان گھبرایئے نہیں، ایسا ہی ہوگا۔ سرکار اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے جا رہے ہیں۔ سُبحان اللہ!

وہ کملی والا جس نے معراج کی رات سارے نبیوں کی امامت کرنی تھی، جس کے قدم مبارک جبرئیل نے چومنے تھے۔ جس نے بغیر حجاب کے

لامکانوں میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا تھا جو ساری کائنات کا مالک و مختار بن کر دُنیا میں آیا تھا۔ وُہ نبی دُہ کملی والا آج اپنی ماں حلیمہؓ کی بکریاں چرانے جا رہا تھا۔ واہ بی حلیمہؓ تیرے مقدر پہ قربان، تیری قسمت پہ نثار۔

یہ حلیمہؓ بھید کھُلا نہیں، یہ مقام چُون و چرا نہیں
تُو خُدا سے پُوچھ وُہ کون تھے، تیری بکریاں جو چرا گئے

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ جا رہے ہیں، جب تک سرکار نظر آتے رہے۔ سیّدہ حلیمہ وہیں کھڑی سرکار کو دیکھتی رہی اور دُعا کرتی رہی۔ یا اللہ عزّوجل میرے بیٹے محمد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنی پناہ میں رکھنا۔ اس کی آپ حفاظت کرنا۔

دُھپ گرمی دا خطرہ اُس نُوں تے دِتے مُشکل حالا
کرے دُعائیں خیریں آوے تے سوہنی صُورت والا

جب سرکار پہاڑ کی اوٹ میں چھُپ گئے۔ سیّدہ حلیمہؓ گھر واپس آ گئیں۔ سرکار جنگل کی طرف جا رہے ہیں۔ بکریاں آگے آگے اللہ تعالیٰ کا ماہی پیچھے پیچھے۔ قربان جاؤں اُن بکریوں پر جن کو چرانے والا ایسا پیارا رسُول نصیب ہُوا۔

نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور سیّدہ حلیمہؓ کا بیٹا عبداللہ بکریوں کے پیچھے جا رہے ہیں۔ بکریاں جنگل کی طرف اُس طرف مُڑ گئیں، جس طرف خطرناک، درندے اور شیر رہتے تھے۔ عبداللہ نے بکریوں کو موڑنے کی بڑی کوشش کی۔ لیکن بکریاں مُڑتی نہیں، بلکہ اُدھر ہی جاتی ہیں، جس طرف شیر اور درندے رہتے ہیں۔ کیوں؟

اِس لئے کہ بکریوں کو بھی پتہ چل گیا تھا آج ہمارے ساتھ وہ نبی ہے جو شیروں کا بھی نبی ہے۔ آخر کار بکریاں وہیں پہنچی جہاں شیر رہتے تھے۔ جہاں سے سیدہ حلیمہؓ نے منع کیا تھا۔ بکریاں جنگل میں چرنے لگیں، اچانک ایک ببر شیر خطرناک آواز نکالتا ہوا بکریوں کی طرف دوڑا۔ سیدہ حلیمہؓ کے بیٹے عبداللہ کی بیچ نکل گئی۔

کملی والے نے فرمایا: عبداللہ پریشان کیوں ہو گئے ہو۔ عبداللہ نے کہا۔ سرکار وہ سامنے دیکھیئے شیر آرہا ہے۔ اب بکریاں بھی کھا جائے گا اور خیر ہماری بھی نہیں، میری تو خیر ہے۔ میں تو آپ کی وجہ سے پریشان ہوں اگر کوئی آپ کو تکلیف پہنچی تو میری ماں تو جیتے جی مر جائے گی۔

میرے آقا مسکرا پڑے۔ سُبحان اللہ! عُمر کتنی ہے صرف دو برس پر صدقے جاؤں سرکار کی جرأت پر، بہادری پر۔ فرمایا: عبداللہ گھبرا نہیں۔ بکریاں کھانا تو ایک طرف وہ ہماری طرف ٹیڑھی آنکھ بھی نہیں دیکھ سکتا جب شیر قریب آیا اس کی نگاہ چہرہ والضحیٰ پر پڑی۔ واللیل زلفوں کو دیکھا۔ سدرہ کے راہی کو دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کے ماہی کو دیکھا۔ سارا خمار اُتر گیا۔ سارا نشہ ختم ہو گیا۔ سیدھا کملی والے کے قدموں میں آیا۔ اسی طرح قدم چومنے لگا۔ جیسے باوفا رکھا کتا مالک کے قدم چومتا ہے اور زبانِ حال سے کہتا ہے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدْ ﷺ"

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی آپ کی خدمت میں میرا سلام عرض ہو۔ ہے شیر ہے۔ جنگل کا خطرناک درندہ پر اتنی پہچان ہے کہ یہ دو سال کا بچہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے۔ رسول ہے خیال کرو۔ جب جنگل کے شیروں کو پتہ ہے کہ یہ بچہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے تو کیا سرکار کو خود پتہ نہیں ہو گا کہ

مَیں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟

افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ جی نبی کو تو چالیس سال تک پتہ ہی نہیں تھا کہ مَیں نبی ہوں، جب پہلی وحی آئی تو سرکار کو پتہ چلا۔

اُو نادانو! کچھ خیال کرو۔ سرکار ابھی دو برس کے ہیں۔ جنگل کے درندے کملی والے کو سلام کر رہے ہیں۔ تجھے بھی کبھی توفیق ملے تو تو بھی سرکار کی بارگاہ میں سلام عرض کر لیا کر۔

تو شیر دوڑتا ہوا آیا۔ سرکار کے قدم چومنے لگا۔

؎ دھریا سر قدماں دے اُتّے تے جیویں مرید نماما
نظریں آیا بھاٹیاں تائیں تے شان رسول ربانا

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس شیر کے کانوں کو پکڑ لیا۔ کچھ کان میں بات فرمائی۔ کیا فرمایا؟ یہی فرمایا ہوگا کہ اے شیر تجھے پتہ نہیں یہ بکریاں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمّی کی بکریاں ہیں۔ خبردار بھاگ جا پھر ان بکریوں کی طرف منہ نہ کرنا۔ اللہ اکبر!

"فَذَهَبَ الْاَسَدُ يَعْدُوْهُ"

جب شیر نے کملی والے کا فرمان سنا تو جنگل کی طرف دوڑ گیا۔

سُبحان اللہ! (نزہۃ المجالس دوم ص۲۵۵، جامع معجزات ص۳۴۸)

میرے دوستو! یہ تو سرکار کی ذات خود موجود تھی۔ کتابوں کو پڑھ کر دیکھو۔ غلامانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر شیر کے سامنے سرکار کا نام لے دیں۔ تو شیر غلامی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک غلام تھے۔ حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ کے اصل نام میں اختلاف ہے۔ آپ کا اصلی نام مہران تھا

یا رومان تھا۔

ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے غلاموں کے ساتھ کہیں سفر پر جا رہے تھے۔ حضرت سفینہ نے کملی والے کا سامان مبارک اُٹھایا ہُوا تھا۔ حضرت صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا: یار میرا بھی تھوڑا سا سامان اُٹھا لو۔ آپ نے فرمایا: رکھ دو۔ حضرت عمرؓ نے بھی ازراہِ محبت کہا۔ یار میرا بھی سامان اُٹھا لو۔ آپ نے کہا: تم بھی رکھ دو۔ کئی صحابۂ کرام نے حضرت سفینہ کے سر پر اپنا سامان رکھ دیا۔ پھر سرکارؐ کی بارگاہ میں عرض کی آقا ذرا اپنے غلام کو دیکھئے۔ سرکار نے دیکھا۔ مسکرا پڑے فرمایا: یہ ہمارا سفینہ ہے یعنی کشتی ہے۔ سامان اُٹھانے والی۔

حضرت سفینہ فرماتے ہیں۔ سرکار کے فرمان پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی طاقت عطا فرما دی کہ میں تین اونٹوں کا بوجھ اکیلا ہی اپنی کمر پر اُٹھا لیتا تھا۔ لیکن مجھے محسوس نہیں ہوتا تھا۔ تین ہی نہیں بلکہ سات اونٹوں کا سامان اُٹھا لوں تو بوجھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۶)

سُبحان اللہ: کیا شان ہے میرے آقا کی زبان کی جو نکل گیا۔ اٹل ہو گیا۔ ہو بھی کیوں نہ یار کی زبان پر خالقِ کائنات جو بولتا ہے۔ تو حضرت سفینہ کی بات کر رہا تھا۔ سرکار کی وفات شریف کے بعد سیدنا فاروق اعظمؓ کا دَور تھا۔ حضرت سفینہ اپنے دوستوں کے ساتھ روم کے علاقے میں کفار سے جنگ کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اتفاق سے اپنے لشکر سے بچھڑ گئے۔ قافلہ چلا گیا۔ آپ قافلہ تلاش کرتے کرتے ایک جنگل سے گزرے۔ اچانک آپ کے سامنے ایک شیر

جھاڑیوں سے نکل آیا۔ جب شیر نے حضرت سفینہ کو دیکھا بڑا خوش ہوا کہ آج تکلیف نہیں کرنی پڑی۔ خود بخود شکار ہاتھ آگیا ہے مستی میں آوازیں نکالنے لگا۔ دھاڑیں مارنے لگا۔

میرے دوستو! سوچو اگر کوئی ہم جیسا ہوتا تو کیا حشر ہوتا۔ وضو ٹوٹ جاتا۔ جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ موت سامنے آجاتی۔ ماں باپ یاد آجاتے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا۔

کئی ایسے بھی ہیں نبی کی مثل بننے والے چوہے کو دیکھیں تو گھر چھوڑ کر باہر بھاگ جاتے ہیں پر قربان جاؤں نبئ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی رضی پر آپ نے شیر دیکھا۔ کوئی خوف نہیں، کوئی ڈر نہیں۔ ارے خدا عزوجل سے ڈرنے والے شیروں سے نہیں ڈرا کرتے۔ جب شیر حضرت سفینہ کے بالکل قریب آیا ارادہ کیا کہ پنجہ ماروں اور شکار کروں تو حضرت سفینہ نے شیر سے فرمایا:

"یَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ"

(مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵)

اے شیر میرے نزدیک آنے سے پہلے میرا شکار کرنے سے پہلے یہ سن لے میں ہوں کون فرمایا: میں کملی والے کا غلام ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے در کا نوکر ہوں۔

(اسد الغابہ جلد ۲ ص۱۳۵)

سفینے کہیا شیر دے تائیں تے بے شک مینوں کھاویں
میں غلام رسول اللہ دا تے ذرا سوچ کے ہتھ مینوں پاویں

میرے دوستو! توجہ کرو صحابیؓ کیا کہتا ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا غلام ہوں۔ ہے مشکل وقت، ہے جان جانے کا خطرہ۔ صحابیؓ کو تو چاہیئے تھا اُس وقت یا اللہ عزّوجل مدد کا نعرہ لگاتا۔ یا صحابیؓ شیر کو دیکھ کر یوں کہتا۔

اے شیر خبردار! میرے نزدیک نہ آنا۔ "اَنَا غُلَامُ اللّٰہ"۔ میں اللہ تعالیٰ کا غلام ہوں۔ لوگ کہتے ہیں۔ وہابی، نجدی، دیوبندی کہتے ہیں۔ یا اللہ مدد! باقی سب شرک و بدعت، کیوں بھئی کہتے ہیں کہ نہیں؟ کہتے ہیں اور پھر دلیل بھی دیتے ہیں۔

"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ"ط

"ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔"

کیوں بھئی! صحابیؓ کو یہ آیت یاد نہیں تھی؟ تھی تو پھر اِس پر عمل کیوں نہیں کیا؟ مگر وہ صحابیؓ تھا۔ وہابی نہیں تھا۔ وہ صرف اسی آیت کو نہیں مانتا تھا۔ بلکہ وہ سارا قرآن مانتا تھا۔ اس کی نظر اس آیت پر بھی تھی۔

"اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ"ط (پ ۶)

بیشک تمہارا مددگار اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے۔ صحابیؓ کو پتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے اس کی عطا سے اس کے حکم سے۔ اُس کا محبوب بھی مدد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے لیکن جب اُس کی مرضی چاہے وہ کسی کا محتاج نہیں، کسی کے سامنے مجبور نہیں، چاہے تو مدد کرے، چاہے تو

نہ کرے۔ لیکن صحابیؓ کو پتہ تھا کہ اگر اس کی بارگاہ میں اس کے یار کا
پایا جائے تو وہ یار کے صدقے ضرور کرم کرتا ہے۔ سبحان اللہ! صحابیؓ
نے کہا:

"اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ"

میں اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غلام ہوں۔

ویسے خیال تو کرو۔ صحابیؓ نے یوں کیوں نہ کہا کہ

"اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ" میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔

تو بعض علما فرماتے ہیں کہ ہمارا عشق کہتا ہے کہ اگر حضرت سفینہ
یوں کہتے کہ "اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ" میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں تو شیر آگے سے
جواب دیتا۔ "اَنَا اَسَدُ اللّٰہِ" میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں۔ کام برابر۔
اللہ تعالیٰ نے تجھے بھیجا ہی اسی لئے ہے کیونکہ بندے سارے اللہ
تعالیٰ ہی کے ہیں۔ صحابیؓ نے سوچا آج جان بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں
یوں کہوں کہ "اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" میں کملی والے کا غلام ہوں کیوں کہ جو کملی
والے کا غلام ہے اسے کوئی کتا بلا کوئی جانور نہیں چھیڑ سکتا۔

یہی بات اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت، کشتۂ عشقِ رسالت، مولانا الشاہ
احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے فرمائی۔

> خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفےٰ
> تیرے لئے امان ہے، تیرے لئے امان ہے

حضرت سفینہؓ نے شیر سے فرمایا: اے جنگل کے بادشاہ سن لے
میں کائنات کے بادشاہ کا غلام ہوں۔ میں کملی والے کا غلام ہوں۔ جب حضرت
سفینہؓ نے نام لیا تو ہوا کیا وہ شیر جو پنجہ اٹھا کر حضرت سفینہؓ پر حملہ کرنا

چاہتا تھا۔ منہ کھول کر لقمہ بنانا چاہتا تھا۔ اس کے تمام اعضاء سرکار کا نام سن کر ٹھنڈے ہو گئے۔

؎ جس دم شیر اٹھایا پنجہ تے طاقت رہی نہ کائی
میں غلام رسول اللہ دا تے بس اتنی خبر سنائی

وہ شیر جو کھانے کے لئے آرہا تھا اب قدموں میں لیٹنے لگا۔ پیر چومنے لگا۔ حضرت سفینہؓ نے فرمایا، اے شیر کیا بات ہے تو تو شکار کے لئے آیا تھا۔ تو تو مجھے کھانے کے لئے آیا تھا۔ تجھے ہو کیا گیا ہے تو میرے کیوں قدم چومنے لگا ہے۔ اللہ اکبر! تو شیر نے گویا زبان حال سے جواب دیا کہا کہ

؎ شیر نے کہیا سفینے تائیں تے سن راہی راہ جاندے
جو غلام رسول اللہ دے نے اسیں غلام انہاندے!

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں، میں چل پڑا تو شیر بھی میرے ساتھ ساتھ مجھے راستہ بتاتا ہوا میرے آگے چل پڑا۔ حتیٰ کہ میں اپنے قافلے کے قریب پہنچ گیا۔ جب شیر نے قافلہ دیکھا رک گیا۔ میں آگے چلنے لگا تو اس نے دو تین بار آواز نکالی پھر وہ جنگل کی طرف چلا گیا۔

(دلائل النبوۃ ص۵۲۰ ص۵۲۱، اسد الغابہ جلد۲ ص۱۳۵)

علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ شیر نے اپنی آواز میں حضرت سفینہؓ کو الوداعی سلام کیا اور چلا گیا۔ لیکن میرا عشق کہتا ہے کہ شیر نے حضرت سفینہؓ سے کہا ہو گا۔ سفینہ جب مدینہ شریف جانا تو میرا سلام سرکار کی بارگاہ میں عرض کرنا اور دیکھنا میری شکایت نہ کرنا۔ کہیں سلطان کائنات ناراض نہ ہو جائیں۔ میں جو بری نیت سے تجھے شکار کرنے کے لئے آرہا تھا یہ میری غلطی تھی۔ مجھے کیا پتہ تھا تو کائنات

کے سُلطان کا غُلام ہے اور غلطیاں ہو جائیں تو کریم مُعاف کر دیتے ہیں" کیونکہ

؎ چنگی مَندی سجناں کولوں تے ہووی اَخیر دے ویندی
دِلوں دُور کماندے ناہیں تے اَصل پریت جہاندی

تو عرض یہ کر رہا تھا۔ میرے کملی والے آقا نے شیر کے کان میں کوئی بات کہی شیر وہاں سے دوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ سرکار اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ شام تک جنگل میں بکریاں چراتے رہے۔ اِدھر سیّدہ بڑی فکر مند کہ یا اللہ خیر فرمانا۔ میرا چاند آج بکریاں چرانے گیا ہُوا ہے۔

؎ جنگل دے وِچ بکریاں چار سے تے پاک رسُول پیارا
فکراں وِچ حلیمہؓ دائی تے گزر گیا دِن سارا

آخر کار شام کو نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں لے کر گھر پہنچے۔ سیّدہ حلیمہؓ راستے میں کھڑے دیکھ رہی تھی سرکار آرہے ہیں۔ سیّدہ حلیمہؓ نے کیا دیکھا کہ انوار و تجلّیات کی بارش سرکارؐ کے آگے آگے ہو رہی ہے۔ جب سرکار پہنچے۔

سیّدہ حلیمہؓ نے سینے سے لگا لیا۔ سر مُنہ چُوما۔ ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ پھر پُوچھا بیٹا بتاؤ دِن کیسا گزرا۔ میرے آقا نے فرمایا: اَلحَمدُ لِلّٰہ امّی جان، آج بکریاں چرانے میں بڑا لُطف آیا۔ بڑا سرور آیا۔

سیّدہ حلیمہؓ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے پُوچھا بیٹا۔ سُناؤ دِن کیسے گزارا۔ تیرا مکّی بھائی پریشان تو نہیں ہُوا۔ عبد اللہ نے کہا: امّی جان میرے مکّی بھائی کی بڑی شان ہے۔ بڑا مقام ہے۔ بڑی عظمت ہے۔

فرمایا: کیسے، عرض کی امّی جان پہلے میں بکریاں چرانے جاتا تھا سارا دِن گرمی اور دھوپ کی شدّت برداشت کرتا تھا۔ لیکن آج مکّی بھائی کے صدقے

گرمی کا پتہ ہی نہیں چلا۔ فرمایا : بیٹیا، کیسے۔ عرض کی، اُمّی جان جب ہم یہاں سے چلے تو سُورج اپنی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ لیکن جب ہم جنگل کی طرف چلے تو،

"رَاَیتُ غُمَامَۃً تَظُلُّہٗ"

مَیں نے دیکھا : ایک بادل نے میرے مکّی بھائی پر سایہ کر لیا جب تک سُورج رہا۔ بادل سر سے ہٹا نہیں۔

"اِذَا وَقَفَ وَقَفَتْ"

جب مکّی بھائی ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا۔ جب یہ چلتے تو بادل بھی چل پڑتا۔

"وَاِذَا سَارَ سَارَتْ مَعَہٗ"

اُمّی جان جب، میرے مکّی بھائی کے قدم پتھروں پر پڑتے وہ آٹے کی مانند نرم ہو جاتے جب زمین پر قدم پڑتے تو اُسی وقت مکی بھائی کے قدموں کی برکت سے سبزہ اُگ آتا۔

"لَا یَمُرُّ عَلٰی شَجَرٍ وَلَا حَجَرٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْہِ"

میرے مکّی بھائی جس درخت کے پاس سے گزرتے، جب پتھر کے پاس سے گزرتے وہ درخت وہ پتھر میرے بھائی کی خدمت میں سلاموں کے گجرے پیش کرتے۔ سُبحان اللہ!

ہر پتھر	ہر ڈھیلا
ہر پہاڑ	ہر درخت
ہر جانور	ہر پرندہ

ہر زمین کا ذرہ ذرہ۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی خدمت میں عرض کرتا۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول آپ کی بارگاہ میں ہماری طرف سے سلام عرض ہو۔ امّی جان!

"اِذَا جَاءَ اِلَی الْبِئْرِ" جب ہم بکریوں کو پانی پلانے کے لئے کسی کنوئیں پر بے جاتے تو۔ "یَعْلُوْا الْمَاءُ اِلٰی فَمِ الْبِئْرِ" تو ہمیں پانی نکالنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی بلکہ پانی میرے مکی بھائی کو دیکھ کر خود بخود اوپر آجاتا جس سے ہماری ساریاں بکریاں پانی پی لیتی وہ پانی پھر نیچے چلا جاتا۔ سُبحان اللہ!

(تفسیر مظہری پ ۱۸ ص ۳۶۶، المیلاد النبوی ص ۵۵، مولد العروس ص ۸۹، نزہۃ المجالس دوم ص ۲۵۵، جامع معجزات ص ۳۴۷ مدارج النبوت دوم ص ۳۳)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے نے کہا، امّی تیرے بیٹے کی اس سے بھی عجیب شان ہے۔ فرمایا: کیسے۔ عرض کی امّی جان جب تیرا بیٹا بکریوں سے کہتا رک جاؤ وہ رک جاتی۔ اگر کہتا چلو تو چل پڑتی۔ بکریاں ہر بات تیرے بیٹے کی مانتی۔ امّی جان ہم بکریاں چراتے چراتے اس جنگل میں پہنچ گئے۔ جہاں شیر رہتے تھے پر کیا مجال ہے کسی شیر کی کہ آنکھ اٹھا کر بھی بکریوں کی طرف دیکھے امّی جان جب ہم اس جنگل میں پہنچے تو میرا مکی بھائی ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔ میں بکریاں چرانے لگا۔ اچانک جھاڑیوں سے ایک شیر نکلا تو بکریاں ڈر کے مارے بھاگیں تو ایک بکری کی ٹانگ ٹوٹ گئی اس سے چلا نہیں جارہا تھا۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پھر کیا ہوا؟

عرض کی، امّی جان! ہونا کیا تھا وہ بکری لنگڑاتی ہوئی گرپڑتی مکی بھائی کی خدمت میں آئی: "کَالشَّاکِیَۃِ اِلَیْہِ" وہ تیرے بیٹے کی بارگاہ میں اپنے درد کی شکایت کرنے لگی کہ

"اے حکیمِ کائنات، اے طبیبِ زمانہ میں درد ماری تیری بارگاہ میں حاضر ہوئی ہوں۔ کرم فرمائیے۔ میرے درد دور کیجئے۔" سبحان اللہ!

بکری کو مشکل پڑی، کہاں آتی ہے۔ بارگاہِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام میں، بکری نے چہرہ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درد کی شکایت نہیں کی بلکہ آئی تو سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کیوں، اس لئے کہ بکری کو پتہ تھا۔ شفاء خدا عزوجل دیتا ہے۔ مگر دیتا یار کے صدقے سے، یار کے وسیلے، یار کی نگاہِ کرم سے۔

دیکھو ابھی سرکار نے نبوت کا اعلان نہیں کیا عمر صرف دو سال ہے۔ پر بکری جانتی ہے۔ یہ وہ نبی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا سے، حاجت روا، مشکل کشا ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہوتا تو، لولو سرکار کی بارگاہ میں آتی۔ نہ آتی مولوی کچھ ہوش کر تو کہتا ہے۔ نبی کے پاس کچھ بھی نہیں، سب کچھ ہے مانگ کر تو دیکھ۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے سب کچھ ہے۔ جب بکری نے شکایت کی تو میرے کریم آقا نے کیا کہا:

"فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْكَرِيْمَةِ عَلٰى سَاقِهَا"

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے بکری وہ ٹانگ پکڑلی جس میں درد تھا جو ٹوٹی ہوئی تھی۔ سرکار نے پکڑ کر پھر چھوڑ دیا۔ "فَكَانَ الْوَجَعُ لَمْ يَكُنْ" اس بکری کا درد جاتا رہا۔ ٹانگ ٹھیک ہوگئی۔ جیسے تکلیف ہوئی نہیں تھی۔

(نزہۃ المجالس دوم صفحہ ۲۰، جامع معجزات صفحہ ۳۴۸)

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا وہ شیر کدھر گیا۔ عرض کی امی جان، وہ

سیدھا میرے مکی بھائی کی خدمت میں سر قدموں میں رکھ کر قدم چومنے لگا۔ میں یہ منظر دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیر چلا گیا۔ میں نے کہا مکی بھائی شیر نے کوئی تکلیف تو نہیں دی۔ مکی بھائی نے مسکرا کر فرمایا۔ بھائی شیر محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف دینے نہیں آیا تھا بلکہ زیارت اور قدم بوسی کے لئے آیا تھا۔ سبحان اللہ!

عبداللہ کی باتیں سن کر سیدہ حلیمہؓ نے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سینے سے لگا لیا۔ پیار کرنے لگی۔ کہنے لگی، اے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں میں نے بڑے بڑے انسان دیکھے ہیں، پر تیری شان جیسا کوئی انسان مجھے نظر نہیں آیا۔

اے اماں حلیمہؓ نظر آتا بھی کیسے، جب تھا نہیں، جب رب نے یار کا ثانی بنایا نہیں تو نظر کیسے آتا۔ بلکہ میرا عشق تو یہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ قلم ہی توڑ دی جس سے یار کی تصویر بنائی تھی۔

میرے دوستو! دنیا میں بڑے بڑے حسین وجمیل انسان آئے اور قیامت تک آتے رہیں گے۔ پر آمنہؓ کے لال کا ثانی، صدیقؓ کے یار جیسا حسین وجمیل کوئی نہیں آسکتا۔

کیوں کہ

ے اُدھرے حسن دی بات کی پچھناں اُوہدے سوہنے سوہنے گو لے
اُوہدی صورت تے سوہتاں بنیاں سوہنا بولے یا نہ بولے!
تو تنقیداں اوہس تے کرناں جیہڑا تیرے عیب نہ پھولے
پُھل کھڑدے نیں اُو دل نیازی سوہنا جدوں زبان نوں کھولے

⁂ ⁂ ⁂

شیر اور بکری۔

میرے دوستو! رات گزر گئی۔ سورج نکلا۔ سرکار پھر بکریاں چرانے کے لئے تیار ہو گئے۔ سیدہ حلیمہؓ نے سرکارؐ کا منہ چوم کر گودی میں بٹھالیا اور کہا میرے لال آج تم جنگل میں نہیں جاؤ گے۔ فرمایا: امّی جان کیوں؟

سیدہ حلیمہؓ نے کہا: اے میرے مکی چاند۔ میں تیری سارا دن کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی پھر جنگل میں تم سارا دن بھوکے پیاسے رہتے ہو۔ لہٰذا آج تم نہ جاؤ۔ سرکار مسکرا پڑے۔

فرمایا: امّی جان ٹھیک ہے اگر آپ نہیں چاہتیں تو میں نہیں جاتا۔ سیدہ حلیمہؓ کا بیٹا بکریاں لیکر جنگل میں چرانے کے لئے چلا گیا۔ سرکار ایک دن نہیں گئے۔ دوسرے دن بھی نہیں گئے۔ تیسرے دن بھی نہیں گئے۔ کیوں، امّاں حلیمہ اجازت دے تو تب جائیں، جب چوتھا دن آیا شام کو سیدہ حلیمہؓ کا بیٹا بکریاں چرا کر واپس آیا تو زار و قطار روتے جا رہا ہے۔

سیدہ حلیمہؓ نے دیکھا تو فرمایا: عبداللہ کیا بات ہے روتے کیوں ہو؟ کیا ہوا۔ عرض کی امّی جان جس بکری کا دودھ عربی دیر محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پیتا تھا۔ آج اس بکری کو جنگل کا ایک شیر اٹھا کر لے گیا ہے اللہ اکبر۔

سیدہ حلیمہؓ نے فرمایا: بیٹا تم نے خیال کیوں نہ کیا۔ عرض کی امّی جان خیال تو بڑا کیا۔ لیکن وہ شیر تھا۔ زبردستی اٹھا کر لے گیا۔ سیدہ حلیمہؓ نے جب سنا تو وہ بھی رو پڑیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر گئے ہوئے تھے۔ جب تشریف لائے کیا دیکھا۔ امّاں حلیمہؓ رو رہی ہیں۔ میرے آقا نے اپنی ماں کے رونے کو

برداشت نہ کر سکے۔ سُبحَانَ اللہ!

میرے دوستو! خیال کرو۔ آج ہماری مائیں، ہمارے باپ روتے رہتے ہیں ہم پرواہ نہیں کرتے۔ ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہوتی بلکہ بعض گستاخ، بعض بے ادب اپنے والدین کو گالیاں دیتے ہیں۔ بُرا بھلا کہتے ہیں بعض ایسے بھی بدنصیب ہیں جو والدین کو مارتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مُعاف فرمائے۔

اللہ تعالیٰ والدین کی بے ادبی سے گستاخی سے محفوظ رکھے۔ قرآنِ مجید پڑھ کر دیکھو۔ خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًا"

اے انسانو، اے اللہ کے بندو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو بھی اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔

"وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا"

اور ماں باپ سے بہترین سلوک کرو، غور کرو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا کیوں؟

اِس لئے کہ اللہ پاک نے انسانوں کو پیدا فرمایا۔ والدین نے اللہ پاک کی عطا سے اس کی پرورش کی تعلیم و تربیت کی گھر بار بنایا۔ سوسائٹی میں اُس کو مقام دلایا۔ اس کے ناز نخرے اُٹھائے۔ اس کی ہر فرمائش پوری کی۔ اب وہ بڑا ہو کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو کر والدین کو آنکھیں دکھاتے۔ والدین سے بدتمیزی کرے۔ بے ادبی کرے تو اُس جیسا بے غیرت انسان کوئی نہیں ہو سکتا۔ بھلا جو والدین کا حق ادا نہیں کر سکتا وہ خالقِ کائنات، وہ پیدا کرنے والے اپنے ربّ العالمین کا کیسے حق ادا کرے گا۔ اللہ اکبر!

سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ایک مرتبہ جہاد پر جانے لگے۔ آپ کی

فوج کے جوان آنے لگے اور سرکار کی بارگاہ میں اپنا نام لکھوانے لگے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ جوانوں کا نام لکھتے جاتے ہیں۔ نبی پاک کا ایک صحابیؓ جس کا نام تھا حضرت جاہمہ ان کی والدہ ماجدہ گھر میں اکیلی تھیں والد کا سایہ اُٹھ چکا تھا اور کوئی بہن بھائی بھی نہ تھا جو کہ آپ کی والدہ کی خدمت کرتا۔

آپ نے اپنی امی سے کہا۔ امی جان سرکار جنگ پر جا رہے ہیں صحابہ کرامؓ اپنے نام لکھوا رہے ہیں۔ اگر اجازت دیں تو میں بھی سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر فوج میں شامل ہو کر جہاد پر نہ چلا جاؤں۔ سُبْحَانَ اللّٰہ!

ماں بھی صحابیہ تھی، بیٹے کا جذبۂ جہاد دیکھ کر رہ نہ سکی۔ اجازت دے دی حضرت جاہمہ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ عرض کی آقا میرا نام بھی مجاہدوں میں لکھ دیں۔ غیب کی خبریں جاننے والے نبیؐ نے فرمایا: جاہمہ تیری ماں زندہ ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ!

عرض کی آقا زندہ ہے۔ فرمایا: جاؤ فَالْزِمْهَا اس کو لازم پکڑو۔ اس کی خدمت کرو۔ اس کی نوکری کرو۔ آقا لیکن میں تو جہاد کے لئے بڑے جذبے سے آیا تھا۔ میرے آقا نے فرمایا: اچھا یہ بتاؤ جہاد پر جانے سے تمہیں ملے گا کیا؟ صحابیؓ نے کہا: سرکار! میں میدانِ جنگ میں جاؤں گا۔ کافروں سے لڑوں گا۔ کئی بے ایمانوں کو جہنم میں پہنچاؤں گا۔ پھر اگر بچ گیا تو غازی اگر آپ کے قدموں پر موت آگئی تو شہید۔

آپ کے فرمان کے مطابق شہید کو جنت ملتی ہے۔ پھر سیدھا جنت چلا جاؤں گا۔ سرکار مسکرا پڑے۔ فرمایا: اتنی تکلیف کے بعد تو نے جنت لینی۔ تمہیں جنت لینے کا آسان طریقہ نہ بتاؤں کہ تو زندہ بھی رہے اور جنت بھی مل جائے۔ آقا وہ کون سا طریقہ ہے۔

میرے آقا نے فرمایا: جا اپنی ماں کی تابعداری کر۔ ماں کی خدمت کر۔ آقا پھر کیا ہوگا۔ فرمایا: "فَاِنَّ الْجَنَّةَ رِجْلِهَا" تیری جنت تیری ماں کے قدموں تلے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صلا۴۲)

سُبْحَانَ اللّٰه! پتہ چلا جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اب جو اولاد والدین کو تنگ کرے۔ ایمان سے بتاؤ وہ جنت میں جا سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ ایک صحابی رضی نے عرض کیا: آقا

"مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا"

یہ فرمائیں والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ کائنات کے والی سدرہ کے راہی اللہ تعالیٰ کے پیارے ماہی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ"

"وہ دونوں تیرے لئے جنت بھی ہیں اور جہنم بھی"

(مشکوٰۃ شریف صلا۴۱۹)

یعنی اگر تو والدین کی خدمت کرے گا۔ عزت کرے گا۔ تابعداری کرے گا ادب کرے گا تو والدین کے صدقے جنت تیرا مقام ہوگا اور اگر گستاخی کرے گا۔ ماں باپ کو تنگ کرے گا۔ ان کے حقوق ادا نہیں کرے گا۔ بے ادبی کرے گا تو پھر جہنم تیرا ٹھکانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔

دعا کرو اللہ تعالیٰ والدین کی، بزرگوں، اولیاء کرام، صحابہ کرام کی اہلبیت کی، سارے نبیوں کی، خاص کر مدینے والے آقا کی عزت، ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

یہ ادب بڑی چیز ہے۔ حسانِ پاکستان محمد اعظم چشتی علیہ الرحمۃ نے

بڑی اچھی بات فرمائی کہ

مٹی نوں اکسیر بنا دے تے واہ واہ بات ادب دی
ادب مراد تے ادب حضوری بڑی اُچی ذات ادب دی
اپنا آپ گوایاں باہجوں نہ ملے خیرات ادب دی
اعظم مرکے حاصل ہوئی تے مینوں ایہہ سوغات ادب دی

تو عرض کیا کر رہا تھا کہ سرکار اپنی اماں حلیمہؓ کے رونے کو برداشت نہ کر سکے آکر گودی میں بیٹھ گئے اپنی ماں کے چہرے کو چوم کر فرمایا: اماں رو نہیں، میرے ہوتے بھی روتی ہے؟

سیدہ حلیمہؓ نے کہا: بیٹیا میں کیوں نہ روؤں، آج تیرا بھائی بکریاں چرانے کے لئے جنگل گیا تو ایک شیر نے وہ بکری اٹھالی، جس کا تو دودھ پیتا تھا۔ بیٹیا آج اس نے ایک اٹھائی ہے اس کو تو عادت پڑ جائے گی وہ تو ایک ایک کر کے سب اٹھالے جائے گا۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اسی کاروبار سے ہمارے گھر کا نظام چل رہا ہے۔

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: امی جان چپ کر ایک بکری کی بات ہے ناں۔ اللہ کرم کرے گا۔ آئندہ اس شیر کو جرأت نہیں ہوگی کہ وہ ہماری بکریاں اٹھالے۔

سیدہ حلیمہؓ خاموش ہوگئیں، رات ہوئی سارے گھر والے سو گئے جب آدھی رات کا ٹائم ہوا تو سرکارؐ نے دیکھا۔ سیدہ حلیمہؓ پھر رو رہی ہے میرے آقا نے فرمایا: امی اب پھر کیوں رو رہی ہو۔

عرض کی بیٹیا: مجھے بکری یاد آرہی ہے۔ سرکار نے دلاسا دے کر

فرمایا: اَمّی جی کوئی بات نہیں، ایک بکری تھی۔ اللہ تعالیٰ اور عطا فرمائے گا۔ سو جاؤ۔ سیّدہ حلیمہؓ نے کہا: کیا کروں مجھے نیند ہی نہیں آتی۔ جب کملی والے نے دیکھا ناں کہ اَمّاں حلیمہؓ چپ نہیں کرتی تو آپ جلال میں آ گئے فرمایا: اَمّاں رو نہیں، صُبح ہو لینے دو۔ میرے ساتھ جنگل میں چلنا میں شیر سے تیری بکری واپس لے کر دوں گا۔

سیّدہ حلیمہؓ نے کہا: بیٹا کیا کہہ رہے ہو، کبھی شیروں نے بھی چیزیں واپس کیں ہیں؟ وُہ شیر میری بکری کھا گیا ہوگا۔ اَب وُہ کیسے واپس آ سکتی ہے۔ میرے آقا نے جلال میں آکر فرمایا: اَمّاں میرا نام میرے رَبّ عزّوجل نے محمّد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام رکھا ہے۔ اگر میں نے صُبح تیری بکری شیر سے واپس نہ کرائی ناں تو مجھے محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نہ کہنا۔ سُبحان اللہ!

اَمّاں صبر کر تیری بکری دیکھتا ہُوں، شیر کیسے واپس نہیں کرتا۔ اَمّاں جن کے سائیں، جن کے مالک، جن کے وارث زندہ ہوں، اُن کی بکریاں کوئی نہیں کھا سکتا۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرّحمتہ فرماتے ہیں کہ

؎ عملاں والے لنگھ پار گئے تے کوئی غافل گوتے کھاندے
غلام فریدا ڈُبن نہ دیندے تے ہوندے کامل پیر جنہاندے

جب صُبح ہُوئی، سُورج نِکلا میرے کریم آقا نے فرمایا: اَمّاں تمھیں پتہ ہے بکری کِس جگہ سے شیر نے اُٹھائی تھی۔ عرض کی بیٹا تیرا بھائی عبداللہ جانتا ہے۔ میرے آقا نے فرمایا: اَمّاں تو بھی چل، بھائی عبداللہ بھی چلے۔ شیر سے بکری میں لُوں گا۔ نظارا تُم دونوں دیکھنا۔

سیّدہ حلیمہؓ نے کہا ٹھیک ہے۔ سیّدہ فرماتی ہیں کملی والے نے

میری اُنگلی پکڑلی ساتھ عبداللہ کو لے لیا چل پڑے۔ جب چلے ناں دھوپ تھی۔ ایک بادل آیا اُس نے ہم پر سایہ کرلیا۔ میں نے دیکھا نور کی شعاعیں میرے چاند محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے سے نکل کر آسمانوں کی طرف جارہی ہیں۔ سُبحان اللہ!

لمّی زلف محبوب میرے دی تے جیویں لمّی رات ہجر دی
متھے وچوں، لاٹاں نکلن تے جیویں طلعت مہر سحر دی
نین نرالے مست رسیلے وچہ جھلک مازاغ بصر دی
اعظم چمک دنداں دی آگے تے کی قیمت قدر گہر دی!

سیدہ حلیمہ فرماتی ہیں وہ مقام آگیا وہ جنگل آگیا جہاں سے شیر نے بکری اُٹھائی تھی۔ عبداللہ نے کہا امّاں یہ وہ جگہ ہے جہاں سے شیر نے بکری اُٹھائی تھی ہم اُسی جگہ رُک گئے۔ سرکارِ کائنات نے فرمایا: امّی جان اگر آپ کو ڈر نہ لگے تو میں جنگل کے شیروں کو بلا کر پوچھ نہ لوں۔ کس نے میری ماں کی بکری اٹھائی تھی سیدہ حلیمہؓ نے کہا بیٹا شیر تیری آواز سُن کر آئیں گے۔ اللہ اکبر!

میرے آقا مسکرا پڑے۔ فرمایا: امّاں یہ تو شیر ہیں، یہ تو جاندار ہیں مجھے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی قسم اگر میں پہاڑوں کو درختوں کو آواز ماروں تو یہ بھی دوڑتے ہوئے میرے قدموں میں پہنچ جائیں۔ سُبحان اللہ!

تو سرکار نے فرمایا: امّی جان ماروں آواز ڈرو گی تو نہیں؟ سیدہ حلیمہ نے کہا بیٹا بھلا شیروں سے کیسے نہیں ڈر لگتا۔ میرے آقا مسکرا پڑے۔ فرمایا، امّی جان آپ میرے قریب دائیں طرف کھڑی ہوجائیں۔ بھائی عبداللہ تم میرے بائیں طرف کھڑے ہوجاؤ۔ انشاء اللہ آپ کو ڈر بھی نہیں لگے گا۔ اور شیر بھی آپ کے قریب نہیں آئیں گے۔ اب سرکارِ کائنات نے اپنی لسان اللہ والی زبان سے آواز ماری کہ

اُو شیرو! جلدی آؤ تمہیں آمنہ کا لال، عبداللہ کا دُرِّ یتیم، اُمت کا غم خوار، صدیقؓ کا یار، سدرہ کا راہی، اللہ تعالیٰ کا ماہی، محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام بُلا رہا ہے۔

سیّدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں میں نے دیکھا ابھی سرکار کی آواز ختم نہیں ہوئی کہ جنگل کے چاروں طرف سے شیروں کے جتھے دوڑتے آئے۔ سُبحان اللہ!

قطار در قطار شیر سرکار کی بارگاہ میں آ گئے۔ سیّدہ حلیمہؓ نے جب اتنے شیر دیکھے تو دِل میں خوف محسوس ہُوا۔ جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔

میرے کملی والے آقا نے فرمایا: امّاں ڈر نہیں۔ سیّدہ نے کہا بیٹا یہ شیر ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں کہیں یہ نقصان نہ پہنچائیں۔ سرکار نے فرمایا: امّاں گھبرا نہیں تیرے ساتھ وہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑا ہے جو شیروں کا بھی نبی ہے۔ ان کی کیا مجال ہے یہ نقصان پہنچائیں۔ شیر جب سرکار کے قریب پہنچے تو آہستہ ہو گئے ڈرتے ڈرتے قدم اُٹھاتے ہیں اور کملی والے کی طرف چلتے ہیں جب چند فٹ کے فاصلے تک شیر پہنچے تو میرے آقا نے اشارہ فرمایا: بس میاں یہاں سے آگے نہیں آنا جہاں تک آ چکے ہو۔ یہیں کھڑے ہو جاؤ۔ جب کملی والے نے حکم فرمایا تو شیروں کے قدم وہیں رک گئے ایسے لگتا ہے جیسے کسی نے زنجیر سے باندھ دیا ہو۔ قربان جاؤں آقا تیری عظمت پر تیری شان پر تیری رفعت پر۔

نجدیو! گستاخو! نبی کی مثل بننے والو یہ ہے میرے آقا کا مقام کہ اُنگلی کے اشارے سے شیر بھی رک جاتے ہیں اور تم بھی ہو کہ کہتے ہو کہ نبی ہمارے بڑے بھائی، ہم اُن کے چھوٹے بھائی ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص۵۶)

اُو نبی کو اپنا بڑا بھائی کہنے والو! نجدیو، گستاخو بتاؤ کیا تمہارے

ہاتھ کی اُنگلی میں بھی یہ کمال ہے کہ شیروں کو اشارہ کرو وُہ وہیں رُک جائیں؟ ایمان سے بتانا؟ اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے بتانا؟ اگر تمہاری بھی یہ شان ہے تو پھر تو واقعی بڑی شان ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر نبی کی برابری کیسے کرتے ہو۔

ارے، شیر تو ایک طرف تم اشارہ کرو تو تیرے اشارے پر تیری بیوی بھی نہیں رُکتی۔ تیرے اشارے پر تیری اولاد نہیں رُکتی۔ بنتے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے برابر ہو۔ اللہ اکبر!

؎ میرے عرب شریف دے چن ورگا تے
پیدا صاحب جمال نہیں ہو سکدا
بلکہ سارے زمانے دے شاعراں دا
ایہڈا سوہنا خیال نہیں ہو سکدا
اوہندا ثانی تے اس کائنات اندر
کوئی مائی دا لال نہیں ہو سکدا
ناصر اودھی مثال تے اک پاسے
پیدا دوجا بلال رضی اللہ عنہ نہیں ہو سکدا

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے پر سارے شیر رُک گئے۔ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے شیرو تم میں وُہ کون سا شیر ہے جس نے میری امّی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکری اٹھائی ہے۔ سارے شیر خاموش، ایک بوڑھا سا شیر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زبانِ حال سے بولا کہ اے جانِ کائنات وُہ میں ہوں جس نے یہ بے ادبی کی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تمہیں حیاء نہیں آئی تم نے میری اماں حلیمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان کیا۔ دیکھ میری اماں بکری کے غم سے ساری رات سوتی

نہیں۔ شیر نے کہا آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اگر ناراض نہ ہو تو پہلے یہ بتائیے کہ آپ تین دِن جنگل میں آئے کیوں نہیں؟

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: امّی جان کا حکم تھا اس لئے نہیں آیا۔ شیر رو پڑا۔ عرض کرنے لگا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اگر یہ بات ہے تو مجھے اِجازت دیجیئے میں آپ کا طواف بھی کر لوں۔ آپ کے قدم بھی چُوم لُوں۔ آپ کو سجدہ بھی کر لوں۔ سُبحانَ اللّٰہ!

جنگل کے درندے بھی میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وآلہٖ وسلّم کو سجدہ کرتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اِرد گرد پھیرے لگاتے ہیں۔ یہ شان ہے میرے کریم آقا عَلیہِ الصَّلوٰۃ والسّلام کی۔

حضُور علیہِ الصَّلوٰۃ وَالسّلام کے جلیل القدر صحابی حضرت سیّدنا عبداللہ ابنِ مسعُود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔

ایک مُرتبہ ہم حضُور اکرم علیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسّلام کے سَاتھ کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ اس درخت پر ایک چڑیا کا گھونسلا تھا۔ گھر تھا۔ اِس میں چڑیا کے بڑے پیارے دو بچے بیٹھے تھے۔ چڑیا خُود وہاں نہیں تھی۔ ہم نے دونوں بچّوں کو اُٹھا لیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پیچھے چل پڑے۔ جب چڑیا پیچھے آئی تو بچے موجُود نہیں تھے۔ وہ سمجھ گئی کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وآلہٖ وسلّم کے صحابہؓ نے اُٹھا لئے ہیں۔ وہ چڑیا پرواز کرتی ہُوئی سرکار علیہِ الصَّلوٰۃُ والسّلام کی بارگاہ میں حاضر ہُوئی۔ سرکار صلی اللہ عَلَیہِ وآلہٖ وسلّم کے اِرد گرد چکر کاٹتی ہے اور کچھ بولتی ہے۔ پھر گھر کی طرف چلی جاتی ہے۔ پھر آتی ہے۔ سرکار عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسّلام کا طواف کرتی ہے اپنی بولی میں بولتی ہے پھر چلی جاتی ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ عَلَیہِ وآلہٖ وسلّم نے اپنے صحابہؓ

سے فرمایا: میرے صحابہؓ نے عرض کی، جی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: فرمایا: اس چڑیا کے بچے کس نے اٹھائے ہیں؟ کیونکہ یہ تمہاری شکایت میری بارگاہ میں لگا رہی ہے۔ سبحان اللہ!

پتہ چلا میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پرندوں کی بھی بولی جانتے ہیں۔ کیوں نہ جانتے۔ کائنات کے ذرّے ذرّے کے رسول جو تھے۔ میاں یہ تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سات لاکھ بولیاں سکھائی تھیں۔
(مدارج النبوت ص)

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نوسو زمین کی زبانیں سکھائیں۔ نوسو آسمان کی زبانیں سکھائیں، نوسو ہوائی پرندوں کی زبانیں سکھائیں۔ نوسو کیڑے مکوڑوں کی زبانیں عطا فرمائیں۔ چھتیس سو زبانوں کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا۔
(تفسیر نعیمی پ ۱۲ ص ۴۲۸)

یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام وہ نبی ہیں جن کو نبوت ملی ہے تو صدقہ کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ میاں جب صدقہ لینے والوں کے علم کا یہ عالم ہے تو صدقہ دالے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی شان کا کیا عالم ہوگا۔

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ "شفا شریف" میں فرماتے ہیں کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف عربی نہیں بلکہ دنیا کی ہر زبان پر مکمل عبور حاصل تھا کوئی بھی بندہ کسی ملک کا آتا کسی زبان کا ہوتا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بات سن کر اس کی زبان میں جواب دیتے۔

(شفا شریف ص ۴۴ شرح حدائق بخشش پنجم ص ۱۵۸)

تو عرض کر رہا تھا چڑیا آئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچی تو
کہاں؟ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کیوں؟ اُس کو پتہ تھا یہی سپریم
کورٹ ہے۔ یہیں میری اپیل سنی جائے گی۔ یہیں میری حاجت روائی ہوگی۔
یہیں میری مشکل حل ہوگی۔

میرے دوستو! سب عقل مند ہو۔ پڑھے لکھے ہو۔ سوچو چڑیا پہنچتی
ہے تو بارگاہِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام میں وُہ چڑیا کعبہ شریف نہیں جا کر
پہنچتی۔ مسجد نبوی میں نہیں پہنچتی۔ محراب میں نہیں پہنچتی۔

جنہوں نے اس کے بچے اٹھائے تھے وہاں جا کر نہیں پہنچتی، پہنچتی
ہے تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پھیرے لگاتی ہے تو کریم آقا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے طواف کرتی ہے۔ تو آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال کے کیوں؟
اس لئے کہ چڑیا کو یقین تھا۔ اگر میری جھولی بھرتی ہے تو سدرہ کے راہی نے
میری آس پوری کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے پیارے ماہی نے وُہ چڑیا ہو کر
بے عقل ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سہارا مان گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کو اپنا آسرا مان گئی۔ یہ انسان ہو کر، عالم ہو کر، پڑھ لکھ کر نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ
ماننے کی توفیق دے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ

؎ آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر وُہ مان گیا

تو چڑیا کہاں آئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس۔ سبحان اللہ!
میاں کملی والے کا مقام تو بڑا بلند ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام

بھی۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے سرکار عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلام کے فیض سے پرندوں کی حاجت روائی فرما دیتے ہیں۔

میرے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری عَلَیہِ الرَّحمۃ تشریف فرما ہیں۔ مُریدین زیارت سے اور آپ کے ملفوظات سے مستفیض ہو رہے ہیں۔ اچانک ایک پرندہ گوگھی آئی اور آکر میاں صاحب کے دائیں کاندھے پر بیٹھ گئی۔ اپنی بولی میں بولی پھر بائیں کندھے پر آئی بیٹھی، اپنی بولی میں کچھ بولی۔

غوثِ زماں، قطبِ دوراں، میرے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد علیہ الرحمۃ مسکرا پڑے۔ سر ہلا کر فرمانے لگے جا ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ گوگھی اُڑ گئی۔ کسی مُرید کو پتہ نہ چلا یہ کیا کہہ گئی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے کیا جواب دیا ہے۔ عصر کی نماز کا ٹائم ہو گیا۔ آپ نے باجماعت نماز ادا فرمائی۔ نماز پڑھ کر چادر کندھے پر رکھی۔ مُریدوں سے فرمایا۔ ساتھیو آؤ ذرا باہر چلتے ہیں۔ میاں صاحب مُریدوں کو ساتھ لے کر باہر سڑک پر تشریف لائے۔ کیا دیکھا کہ ایک آدمی دو مزدوروں کو ساتھ لے کر کلہاڑا آرا سمیت کہیں جا رہا ہے۔ آپ نے اُس آدمی سے پوچھا بھائی کہاں جا رہے ہو اُس نے کہا۔

حضور آج فلاں جگہ ایک شیشم یعنی ٹالی کا درخت خریدا ہے۔ وہ کاٹنے جا رہا ہوں۔ پوچھا بیچ کر کتنے پیسے ملیں گے۔ عرض کی حضور تقریباً پانچ کے قریب ہو جائیں گے۔ آج سے سو سال پہلے پانچ روپے بہت بڑی رقم تھی۔

میاں صاحب نے جیب میں سے پانچ روپے نکالے اُس آدمی کے ہاتھ میں رکھے۔ فرمایا: بھائی یہ لو پیسے درخت نہ کاٹو۔ اُس نے کہا

سرکار آپ نے کیا کرنا ہے۔

فرمایا: تم یہ بات چھوڑ دو پیسے لو اور واپس گھر جاؤ۔ وہ آدمی چلا گیا۔ مریدوں نے کہا: حضور آپ نے اس درخت کو کیا کرنا ہے۔

فرمایا: کچھ نہیں۔ عرض کی پھر لیا کیوں ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا۔ تمہیں یاد ہوگا۔ صبح کے وقت ایک چڑیا میرے کندھے پر آکر بیٹھی تھی عرض کی جی حضور بیٹھی تھی۔ فرمایا: جانتے ہو اس نے مجھے کیا کہا تھا۔

حضور ہمیں تو کوئی پتہ نہیں۔ فرمایا: اس نے مجھے کہا تھا کہ مجھے اجڑنے سے بچالو۔ فلاں ٹالی کے درخت کو فلاں آدمی نے خرید لیا ہے۔ وہ شام کو آج اسے کاٹنے آئے گا۔ حضور اس درخت پر میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اگر درخت کٹ گیا میرا گھونسلا گر جائے گا میرے بچے مر جائیں گے۔ سرکار جب اس درخت کا سودا ہوا میں درخت پر بیٹھ کر سوچنے لگی کہ اب کیا کروں؟ اب کیسے اپنا گھر بچاؤں؟

سرکار مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ آپ کے دربار میں حاضر ہو کر مدد کی درخواست کر دوں۔ حضور اب اس درخت کو کٹنے سے بچا کر میرے بچے بچالو نہیں تو وہ رل جائیں گے۔ مر جائیں گے۔ اس لئے میں نے یہ کام کیا ہے۔ سبحان اللہ!

میاں یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا؟ تو چڑیا پہنچتی کہاں آئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیوں کہ چڑیا کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ

اساڈا وسیلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دا در ہے
تے کعبے دا کعبہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دا گھر ہے

میاں اگر چڑیا کی مشکل سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حل ہو سکتی ہے تو غلامِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشکل کیوں نہیں حل ہو سکتی۔ آ ذرا دامن پھیلا تو سہی میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کی عطا سے تجھ پر کیسے کرم فرماتے ہیں، کیسے نظرِ کرم فرماتے ہیں۔

ہزاراں رنگاں دِچ رنگیندے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
تُوں دی در محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تے آ بڑ نصیباں!

تو سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میرے صحابہؓ عرض کی، جی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، فرمایا: کس نے اس کے بچے اٹھائے ہیں، کیونکہ یہ تمہاری شکایت کر رہی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں، ہم نے عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بچے تو ہم نے اٹھائے ہیں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جاؤ اس کے بچے اس کے گھونسلے میں رکھ آؤ۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں، ہم واپس آئے اس کے بچوں کو اس کے گھونسلے میں رکھا۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم ص۱۵۳ ص۱۵۴، حجۃ اللہ علی العالمین ص۷۵۵)

میرے دوستو! پتہ چلا کہ شیر بھی میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا طواف کرتے ہیں۔ پرندے بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارد گرد چکر کاٹتے ہیں۔ میاں شیر اور پرندے تو جاندار ہیں آپ کتابیں پڑھ کر دیکھیں، بے جان چیزیں بھی میرے آقا کا طواف کرتی ہیں۔ سلام عرض کرتی ہیں

نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عظیم صحابی حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ سفر کے دوران ایک جنگل میں ہم ٹھہرے۔

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام صحابہؓ کو فرمایا: تھوڑی دیر آرام کرلو۔ پھر آگے چلیں گے۔ حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں، جہاں جس صحابیؓ کو مناسب جگہ ملی وہ وہیں لیٹ گیا۔

حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں۔ سرکار نے مجھے فرمایا: یعلیٰ میں نے عرض کی جی حضور، فرمایا: میں بھی تھوڑی دیر آرام نہ کرلوں۔

میں نے عرض کیا: غریب نواز ضرور آرام فرماؤ۔ میں جاگ کر آپ کی خدمت میں رہوں گا۔ حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما تھے میں جاگ رہا تھا اچانک میں نے کیا دیکھا کہ

"فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ ط"

ایک درخت جو دور کھڑا تھا زمین کو چیرتا ہوا سیدھا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا۔ جہاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما تھے اس نے کیا کیا۔ فرماتے ہیں۔

"حَتّٰی غَشِیَتْہُ ط" کہ اس نے آکر اپنی ٹہنیوں سے سرکار پر سایہ کرلیا اور کافی دیر تک سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھڑا رہا۔ "ثُمَّ رَجَعَتْ" پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب واپس جانے لگا تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارد گرد طواف کرنے لگا۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ پاک کے چکر کاٹنے لگا جیسے حاجی کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ درخت میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طواف کرنے لگا۔ سُبحانَ اللہ!

حضرت یعلیٰ فرماتے ہیں۔ تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاگے۔ بیدار ہوئے تو میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، فرمایا: کیا بات ہے۔ عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ جو سامنے درخت کھڑا ہے نا، جب آپ آرام فرما تھے میں نے دیکھا یہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کا طواف بھی کیا۔ آپ پر سایہ بھی کیا پھر واپس چلا گیا ہے۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا پڑے۔ فرمایا، جانتے ہو یہ میرے پاس آکر میرا طواف کر کے مجھ پر سایہ کر کے کیوں کھڑا رہا۔

عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے تو کوئی پتہ نہیں، میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے یعلیٰ جب میں اس جنگل میں پہنچا میں آرام کرنے کے ارادے سے لیٹا تو اس درخت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کس بات کی فرمایا:

"اِسْتَاذَنَتْ رَبَّھَا"

اُس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

اے خالقِ کائنات آج تیرا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس جنگل میں تشریف لایا ہے۔ پتہ نہیں پھر کبھی یہاں سے گزر ہوگا کہ نہیں، پھر تیرا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں آئے گا کہ نہیں۔

آج مجھے تھوڑی دیر کے لئے اجازت دے کہ

"فِیْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

"میں تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر زیارت بھی کرلوں، طواف بھی کرلوں اور درود و سلام کے گجرے بھی پیش کرلوں۔"

"فَاَذِنَ لَهَا"

تو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام کام کرنے کی اجازت اس درخت کو دی اس لئے یہ درخت میرے پاس آیا تھا۔ سبحان اللہ!

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۴۲۵، مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ۸ ص۲۲۹ حدیث ۲۴، مشکوٰۃ شریف ص۵۴)

میرے دوستو! خیال کرو کتنی شانوں والا، کمال والا اللہ تعالیٰ نے ہمیں رسول عطا فرمایا۔ پھر کیوں نہ ایسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیت ہم گائیں، کیوں نہ اُس کی عظمت کے جھنڈے بلند کریں۔

؎ آسجناں نوں راضی کر یئے تے
کی زندگی دا اعتبار اے
نام اودھے نوں ورد بنا یئے
تے جیہڑا عاصیاں دا غم خوار اے
اوہ سوہنا ہر سوہنے ناں لوں نے
دو جگ دا سردار اے
اوہ دل دار نیازی ساڈا تے
جیہڑا پاک خدا دا یار اے

تو عرض کیا کر رہا تھا کہ شیر نے عرض کی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اگر اجازت دو تو آپ کے قدم بھی چوم لوں، سجدہ بھی کر لوں، طواف بھی کر لوں، ساتھ آپ کی امّی حلیمہؓ کے بھی قدم چوم لوں جس کی گودی میں کملی والیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو کھیلتا ہے؟

پھر بکری اٹھانے کی بات کروں گا۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت دے دی۔ سیّدہ حلیمہؓ ڈرنے لگی۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: امّاں گھبرا نہیں، ڈر نہیں، خوف نہ کر، ڈرے تو وہ جو اکیلا ہو، جو تنہا ہو، جس کے ساتھ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو اسے ڈرنے کی ضرورت نہیں، شیر قریب آیا۔ سیّدہ حلیمہؓ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا۔ بی بی جی گھبرا نہیں، میں تیری بارگاہ میں بھلا کیسے گستاخی کر سکتا ہوں کیونکہ تو میرے سردار کی ماں ہے۔

حلیمہؓ میں تیرا ہی نہیں تیرے کتوں کا بھی غلام ہوں۔ شیر قریب آکر سرکار کا طواف کرنے لگا۔ قدم چومے سر قدموں میں رکھ کر رو کر کہنے لگا۔ سجاں میں نے بکری اس لئے نہیں اٹھائی تھی کہ اس بکری کو کھاؤں اس کو اپنی خوراک بناؤں۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: پھر اٹھائی کیوں تھی؟ عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ جو سامنے غار ہے اس میں مجھے رہتے ہوئے اسّی ۸۰ سال ہو گئے ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آج سے اسّی ۸۰ سال پہلے میں اسی جنگل میں شکار کے لئے پھر رہا تھا کہ اس جنگل کے ساتھ ایک عیسائیوں کا گرجا تھا۔ اس میں ایک عیسائی عالم رہتا تھا وہ کبھی کبھی اپنے دوستوں میں وعظ کیا کرتا تھا۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس دن وُہ تقریر کر رہا تھا۔ میرے کانوں میں اُس کی آواز آئی میں بھی چھپ کر اُس کی تقریر سُننے لگا۔ اُس نے تقریر شروع کی تو آپ کی شان بیان کرنے لگا۔

کہنے لگا دوستو! تمہیں مبارک ہو چند سالوں کے بعد وُہ رسُول دُنیا میں تشریف لانے والے ہیں جن کی خوشخبری ہمارے پیارے نبی سیّدنا عیسیٰ علیہ السّلام ہمیں دیتے رہے اب وُہ رسُول آنے والا ہے جو ختم نبوّت کا بادشاہ ہوگا۔ بڑی عظمتوں، رفعتوں کا مالک ہوگا۔

یہ وُہ نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہے جس کے دم قدم سے اللہ تعالیٰ نے جہان میں رونقیں لگائی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کائنات کی کوئی چیز نہ بنتی، یہ سب صدقہ ہے اُسی محمّد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ وُہ رسُول ہے جس کی تعریف زمین والے بھی کریں گے۔ آسمان والے بھی کریں گے۔ فرش والے بھی اِس کے گیت گائیں گے۔ عرش والے بھی، یہ وُہ نبی ہے جس کے ناز مخلوق تو کیا خُود خالقِ کائنات بھی اُٹھائے گا۔

ساری دُنیا اللہ تعالیٰ کو راضی کرتی ہے۔ وُہ خالق ہو کر محبُوب کے ناز اُٹھاتے ہُوئے فرمائے گا۔ محبُوب ہم تجھے عطا فرمائیں گے تُو اپنے اللہ تعالیٰ سے راضی ہو جائے گا۔ (بیتہ)

سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم، پھر اُس نے آپ کے کمالات معجزات کے واقعات بیان کئے۔ میں تو آپ کا نام سُن کر آپ کے کمالات سُن کر آپ پر عاشق ہو گیا۔ وُہ عالم جب تقریر کر رہے تھے تو ایک آدمی نے اُٹھ کر پُوچھا کہ مولوی صاحب وُہ رسُول کہاں پیدا ہوگا۔

اُس عالم نے فرمایا: دوستو! وُہ پیدا مکّے میں ہوگا۔ لیکن دُودھ اُس کو

اس علاقے کی دائی حلیمہؓ پلائے گی اور کبھی کبھی وہ نبی اس جنگل میں جس میں آپ تقریر سن رہے ہیں۔ بکریاں بھی چرانے آیا کرے گا۔ اللہ اکبر!

تقریر ختم ہو گئی لیکن میں نے ارادہ کر لیا۔ نیت کر لی کہ میں ساری زندگی اس جنگل میں گزار دوں گا۔ بھوک پیاس برداشت کر لوں گا۔ لیکن یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے سر سجدے میں رکھ کر دعا کی تھی، اے خالق کائنات، اے مالک کائنات مجھے اتنی زندگی ضرور دینا تاکہ میں تیرے محبوب، تیرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کر لوں!

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پچھلے دنوں اس جنگل میں اپنی امّاں حلیمہؓ کی بکریاں چرانے تشریف لائے۔ جنگل کے سارے پتھروں نے مجھے آکر بتایا کہ آج اس جنگل میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، غریبوں بے سہاروں کو سینے سے لگانے والا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لایا تھا۔ ہم نے جی بھر کے اس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ہے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے دل میں ایک ہوک اُٹھی، درد اُٹھا، میری آہ نکلی کہ میں کتنا بدنصیب ہوں کہ سارے پتھر زیارت سے مستفیض ہوتے مگر میں نہ آپ کی زیارت کر سکا۔ میری زندگی کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے ساری رات نیند نہیں آئی، بار بار میں غار سے نکلتا اور دیکھتا کہ صبح ہوتی ہے کہ نہیں، کب صبح ہو آپ بکریاں لے کر جنگل میں آئیں۔ میں بدنصیب بھی آپ کی جی بھر کے زیارت کر لوں۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب صبح ہوئی بکریاں آئیں لیکن آپ نہ آئے۔ میں پریشان ہو گیا۔ اب کیا ہوگا عمر میری ختم ہے۔ بیمار بھی ہوں، کہیں بن دیکھے مجھے موت نہ آجائے۔ میری مدتوں کی حسرت دل ہی میں نہ رہ جائے۔

میں نے سوچا اب کیا کروں؟

کیا طریقہ اختیار کروں، جس سے کملی والے کی زیارت ہو جائے۔

میں کافی دیر سوچتا رہا آخرکار میرے دل میں یہ مشورہ آیا۔ یہ تجویز آئی کہ سرکار کی زیارت کا اور کوئی راستہ نہیں۔ ایک ہی راستہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس بکری کا دودھ پیتے ہیں وہ بکری اٹھا لوں جب حضرت حلیمہ بکری کو نہیں دیکھے گی لازمی طور وہ آپ کو بتائے گی۔ آپ ضرور اپنی امّاں کو تسلی دینے کے لئے جنگل میں تشریف لائیں گے۔ جب آپ جنگل میں آئیں گے۔ میں بکری کے بہانے آپ کی زیارت بھی کر لوں گا۔ طواف بھی کروں گا سجدہ بھی کر لوں گا۔ قدم بوسی بھی ہو جائے گی۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری عزت وعظمت کی قسم بکری کھانے کے لئے نہیں اٹھائی۔ بکری کا بہانہ تھا تیری زیارت کا نشانہ تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر میں شہر میں گیا۔ لوگ ڈر جائیں گے۔ بکری اٹھا لیتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کے بہانے آئیں گے وہ بکری لے جائیں گے۔ میں جی بھر کے زیارت کر لوں گا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے بکری اٹھائی ضرور ہے میں لے ضرور گیا ہوں لیکن اس کو ایک خراش بھی نہیں آئی۔ میں نے لاٹھی نہیں ماری۔ کوئی ضرب نہیں لگائی میں نے اس کا گوشت نہیں کھایا۔ ہاں اتنی بے ادبی کی ہے۔ اٹھا کر لے گیا ہوں۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میری باتوں پر یقین نہیں تو اپنی بکری سے پوچھ لیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ساری رات بکری کی آنکھیں دیکھتا رہا ہوں۔

بکری، کہنے لگی: اے ابوالحارث میری آنکھیں کیوں دیکھتا ہے میں نے کہا اس لئے کہ تیری آنکھوں نے سدرہ کا راہی رب عزوجل کا ماہی دیکھا ہے۔ وادی کشمیر کا شہزادہ میاں محمد علیہ الرحمتہ اسی طرف گئے کہ

؎ جنہاں اکھیاں نے دلبر ڈٹھا
اساں اوہ اکھیاں تک لئیاں
تو ملیوں تے خالق ملیا
تے تُس آساں لگ پئیاں

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ بیٹھے آپ خود بکری سے پوچھ لیں۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جیسے اٹھا کر لے گیا تھا ویسے ہی اٹھا کر لے آ اور میری ماں کے قدموں میں پیش کر۔ میں نے امی سے وعدہ کیا تھا۔ اماں روتی جا رہی ہو۔ ہنستی نہ آؤں تو میرا نام بھی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں۔ سبحان اللہ!

شیر دوڑتا گیا۔ بکری لے آیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اماں دیکھ یہی بکری ہے۔ سیدہ حلیمہؓ نے عرض کی بیٹا واقعی یہی بکری ہے۔ سیدہ نے بڑھ کر کملی والے کا ماتھا چوم کر کہا بیٹا۔ میں مان گئی تُوں تو جو کہتا ہے کر کے دکھاتا ہے۔

(مواعظ قادریہ صفحہ ۲۲۳)

پتہ چلا کہ

؎ دل کو کیف و سرور ملتا ہے
قرب رب غفور ملتا ہے

؎ تجربہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ سے
جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے

؎ ہے تو بس نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سہارا اپنا
اُن کے صدقے سے ہی چلتا ہے گزارا اپنا
ہم کو طوفان کی موجوں کا کوئی خوف نہیں
ہم اِسی نام سے پالیں گے کنارا اپنا

میرے دوستو!
معلوم ہوا کہ جنگل کے درندے بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ذات کو پہچانتے ہیں اور اُن جانوروں کا بھی ادب کرتے ہیں جن کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے نسبت ہو جائے۔

ناقہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام

میرے دوستو! سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، نورِ مجسّم، والیٔ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے جلیل القدر صحابی، مفسّرِ قرآن، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

ایک دن تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی شریف میں اپنے غلاموں کے سامنے تقریر فرما رہے تھے۔ موضوع تھا صدقہ خیرات کرنے کا ثواب جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے وعظ فرمایا تو صحابہؓ کے دِل میں صدقہ خیرات کرنے کا جوش اور جذبہ پیدا ہوا۔ ہر آدمی، ہر صحابیؓ نے اپنی استطاعت کے مطابق صدقے میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ایک دیہاتی اعرابی جس نے سرکار

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نیا نیا کلمہ پڑھا تھا۔ ایک بڑے پیارے خوبصورت اونٹ پر سوار ہو کر وہ بھی تقریر سننے کے لئے اور زیارت کے لئے حاضر تھا۔ جب میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدقہ خیرات کے فضائل بیان فرمائے تو صحابہؓ جھوم اُٹھے۔

میاں آجکل کوئی اچھی آواز، رنگ ڈھنگ والا ایک مقرر خطاب کرے تو لوگ اللہ تعالیٰ کے نام پر سب کچھ قربان ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ تو شہنشاہِ مدینہ تھے۔ وہ تو کائنات کے سلطان تھے وہ تو واعظین، مقررین، محدثین میں علم کے خزانے تقسیم فرمانے والے تھے۔ خود میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔

"وَاللّٰہُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ" (بخاری شریف)

اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ میں کائنات میں تقسیم کرتا ہوں۔

جب علم لینے والوں میں یہ تاثیر ہے۔ دینے والے مدنی ماہی کی زبان میں کتنی کشش اور تاثیر ہو گی۔ تو سرکار کی تقریر سن کر اس اعرابی نے کہا آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ اونٹ جو مجھے بڑا پیارا ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، اسے بیچ کر فقراء مساکین میں اس کا مال خرچ فرمادیں قبول فرمائیے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بلالؓ سے فرمایا۔ بلال، عرض کی جی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، فرمایا: اس کی نکیل پکڑ لو۔ تقریر کے بعد اس کی بولی لگاؤ۔ بیچ کر سارا پیسہ غرباء فقراء میں تقسیم کر دو۔ عرض کی ٹھیک ہے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

تقریر ختم ہو گئی، اس اونٹ کی بولی شروع ہو گئی۔ میرے آقا صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ کو قریب بلا کر فرمایا، عمر! عرض کی، جی آقا: فرمایا: جاؤ۔ اُس اُونٹ کو تم خریدو لیکن ہوگا میرا، مال بھی میرا ہوگا، صرف تم نے خریدنے میں اپنا آپ ظاہر کرنا ہے۔ سُبحَانَ اللّٰہ!

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود کیوں نہ خریدا تو علماء فرماتے ہیں۔ اگر سرکار خریداروں میں شامل ہوتے تو کسی صحابیؓ نے تعظیم کی وجہ سے حیاء کی خاطر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بولی پر بولی نہیں لگانی تھی اس لئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اپنی جگہ آگے فرمایا: بولی شروع ہوگئی۔ سب سے زیادہ قیمت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے لگا کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے وہ اونٹ یا اونٹنی خرید لی۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسے وہاں باندھ دو جہاں دوسرے جانور بندھے ہوئے ہیں۔ اونٹ باندھ دیا گیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب صبح کو تہجد کی نماز پڑھ کر صبح کی جماعت کرانے کے لئے گھر سے نکلے تو آپ کا گزر اسی اونٹ کے پاس سے ہوا۔ جو دن کو خریدا گیا تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو اس نے چہرہ آسمان کی طرف کیا۔

عرض کی اے ربّ کائنات آج مجھے انسانوں والی زبان عطا فرما تاکہ میں تیرے یار کی بارگاہ میں درود و سلام کی لڑیاں نچھاور کروں اور میں اپنا تعارف کراؤں کہ میں کیسے آپ تک پہنچا ہوں۔ اللہ اکبر!

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں، وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر کہتے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْبَشَرِ"

"اے سارے انسانوں میں بہترین انسان، میرا آپ کی خدمت میں سلام عرض ہو۔"

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَيْنَ الْقِيَامَةِ"

"اے قیامت والے دن کی زینت، آپ کی خدمت میں میرا سلام عرض ہو۔"

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَافِعَ الْاُمَمِ"

"اے ساری اُمتوں کی شفاعت کرنے والے آقا تیری بارگاہ میں میرا سلام عرض ہو۔"

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ"

"اے کائنات کے ذرّے ذرّے کو پالنے والے ربّ کے رسُول میرا آپ کی خدمت میں سلام عرض ہو۔"

سُبْحَانَ اللّٰہ!

صدقے جاؤں مدنی ماہی پر جس کو جانور بھی سلام کے دُر ودل کے گجرے پیش کر رہے ہیں۔ جب جانور سلام پڑھتے ہیں تو ہمارا حق تو زیادہ بنتا ہے کہ ہم دن رات کملی والے کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کے ہار پیش کریں۔ بلکہ ہر سُنّی یوں کہے کہ

میں سو جاؤں یا مُصطفٰے کہتے کہتے!
کھلے آنکھ صلِّ علٰے کہتے کہتے!

ے جو اٹھوں تو کہتا اُٹھوں یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جو بیٹھوں تو صلّ علیٰ کہتے کہتے
کٹے عمر یا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے کہتے
قضا آئے صلّ علیٰ کہتے کہتے
جیئیں مصطفےٰ مصطفےٰ کہتے کہتے
مریں ہم تو صلّ علیٰ کہتے کہتے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب درود و سلام کی آواز سنی تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اونٹ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پیار سے محبت، لاڈ سے اس کا حال پوچھا۔ خیریت پوچھی، پتہ چلا جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام کے گجرے پیش کرتے ہیں۔ کملی والے کی توجہ اس غلام کی طرف ضرور ہوتی۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس غلام سے ضرور پوچھتے ہیں، اے میرے غلام سنا تیرا کیا حال ہے۔ کوئی حاجت تو نہیں، کوئی سوال تو نہیں؟ جو اللہ کی بارگاہ سے حل کروانا ہو میں کرا دوں۔

میرے مسلمان بھائی جب بھی فرصت ملے درود و سلام ضرور پڑھا کرو۔ کملی والے کی نگاہِ کرم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے تو اونٹ نے جب صلاۃ و سلام کا تحفہ پیش کیا تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ کھڑے ہو کر اس سے خیریت پوچھی۔ سارا حال پوچھا کہ کہاں کہاں رہے ہو۔ بچپن کیسے گزرا ہے تو اونٹ نے کہا: آقا جس

اعرابی نے مجھے بیچا ہے میں اُس کے پاس آنے سے پہلے ایک یہودی کی ملکیت میں تھا عمر بھی میری کوئی زیادہ نہیں تھی۔ وُہ یہودی جب مجھے اکیلا جنگل میں چھوڑ کر آتا تا کہ میں چارا کھا کے اپنا پیٹ بھر سکوں۔

آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام میں کئی کئی دن راتیں جنگل میں بسر کرتا تھا خوب کھاتا تھا۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا جنگل میں تو بڑے درندے ہوتے ہیں تو بچ کر کیسے یہاں پہنچا ہے؟

اُس اُونٹ نے کہا: آقا میرا بچنا تو مشکل تھا۔ پر اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے صدقے جنگل کے درندوں سے بچائے رکھا۔ فرمایا وہ کیسے؟ عرض کی آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب رات کا ٹائم ہوتا جنگل کے بھیڑیئے، شیر، ریچھ ہر قسم کے درندے میرے ارد گرد آکر کھڑے ہو جاتے میری زیارت کرتے کافی دیر زیارت کرنے کے بعد جب جاتے تو ایک دُوسرے کو کہتے۔

"لَا تُؤْذُوْهَا"

خبردار! کوئی درندہ اس جانور کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ کیوں!

"فَاِنَّهٗ مَرْكَبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ" صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کہ عنقریب اس اُونٹ پر کملی والے آقا سواری فرمانے والے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰه!

میرے دوستو! خیال کرو ابھی وُہ اُونٹ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں آیا نہیں میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس پر سوار ہوئے نہیں پر جنگل کے درندے پہلے بتا رہے ہیں، یہ سرکار مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔

میاں جب جنگل کے درندوں کے علم کا یہ عالم ہے تو اُن درندوں، پرندوں بلکہ ساری کائنات کے امام محبوب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے علم کا کیا عالم

ہوگا۔ اُونٹ نے کہا

سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام آپ کے صدقے اللہ پاک نے درندوں سے ایسے بچایا اور جنگل میں خوراک بھی آپ کے صدقے خوب اچھی ملتی۔ فرمایا وہ کیسے عرض کی، آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میں جنگل میں چرتا تو جنگل میں

"فینادی النبات الیّ"

ہر سبز چیز، ہر پودے سے، ہر ٹہنی سے آواز آتی۔ اے چرنے والے ہماری طرف آ ہمیں آکے چر جا کیوں

"فانک لمحمدؐ"

کہ تو محمد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے لئے خاص ہے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اُس دن سے آپ کے ہجر میں آپ کی جدائی میں رو رہا ہوں کہ کب وہ وقت آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا میں اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کروں گا جس کی نبوت کی عظمت کی شان کی گواہیاں جنگل کے درندے پرندے، سبزیاں، گھاس، درخت، شجر و حجر دے رہے ہیں۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج میں بڑا خوش ہوں۔ اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ آپ کی ملکیت میں آگیا ہوں۔ آپ کی زیارت کر رہا ہوں۔ سبحان اللہ میرے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ملا ۔ کرتی ہیں چڑیاں فریاد یہی چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در ۔ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

ہے اپنے مولیٰ کی بس شانِ عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس اونٹ کی باتیں سنیں تو بڑے خوش ہوئے۔ بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اس کا نام رکھا "غضبا" اس کا معنی غضبناک ہونا (المنجد ص۱۰۷)

اس اونٹ پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سواری فرماتے۔ ایک دن اسی اونٹ نے عرض کی۔ آقا میری ایک آپ کی خدمت میں عرض ہے۔ اگر قبول فرمائیں تو زہے نصیب۔ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون سی؟

عرض کی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں۔ گزارش کریں کہ جس طرح آپ مجھ پر دنیا میں سواری فرماتے ہو اسی طرح کل قیامت میں آپ مجھ پر سواری فرمائیں گے۔ اور جب جنت میں آپ سواری فرمائیں تو یہ اعزاز بھی آقا مجھے ہی حاصل ہو۔
دوسری عرض یہ ہے کہ دعا کریں کہ مجھے آپ سے پہلے موت آجائے میں اپنی آنکھوں سے آپ کی وفات نہ دیکھوں۔ اگر آپ مجھ سے پہلے وفات فرما جائیں تو اپنے غلاموں کو حکم دے جائیں کہ آپ کے بعد مجھ پر کوئی سواری نہ کرے۔ کیونکہ میں یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ رسول کائنات کی سواری بننے کے بعد کوئی غیر نبی مجھ پر سوار ہو۔
میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب غضبا اونٹ کی یہ باتیں سنیں تو مسکرا پڑے۔ مسکرا کر فرمایا: اے غضباء گھبرا نہیں تیری دونوں

درخواستیں قبول ہو گئیں ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی کرم نوازی۔ سبحان اللہ!
جو نبی، جو رسول اُونٹوں کی حاجتیں، مشکلیں حل کرا سکتا ہے۔ میرا
ایمان ہے وہ اپنے غلاموں کی کلمہ پڑھنے والے عاشقوں کی حاجتیں، مشکلیں
حل کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ!

جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کا وقت آیا
تو سرکارِ کائنات نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا۔ فرمایا:
بیٹی عرض کی جی بابا جی، فرمایا: بیٹی میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ میں چند
گھڑیوں کا مہمان ہوں تمہارے پاس، بیٹی جب میں وصال پا جاؤں میرے
اُونٹ عضباء پر کسی کو سواری نہ کرنے دینا۔ کیونکہ میں نے اس سے وعدہ کیا
ہوا ہے تم خود اس اُونٹ کا خیال کرنا۔

سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہرہ حضرت سیدہ فاطمہ کے آنسو آ گئے۔
رو کر کہا باباجان آپ کی وصیت پر انشاء اللہ عمل ہو گا۔

چند دنوں کے بعد خالقِ کائنات کا ماہی بظاہر دنیا چھوڑ کر پردہ فرما
گئے۔ مدینہ شریف میں قیامتِ صغریٰ برپا ہو گئی۔ ہر انسان، ہر صحابی، کملی
والے کی وفات پر رو رہا ہے۔ آنسو بہا رہا ہے۔ انسان تو ایک طرف
مدینہ شریف کا ذرہ ذرہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر غم سے نڈھال
ہے۔ وہ اُونٹ جس کے بارے میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
وصیت فرمائی تھی۔ جب اس کو پتہ چلا کہ امام المرسلین سید المرسلین دنیا سے
پردہ فرما گئے ہیں۔

اُس کا حال بڑا عجیب ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کھانا پینا چھوڑ
دیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں ہر وقت گم سم رہنے لگا کسی طرف

دیکھتا نہیں۔ بس سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، سرکار کے پیار میں روتے جاتا ہے۔ کوئی اٹھائے اٹھتا نہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف کے چند دن بعد ایک رات کو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف پر حاضری دینے کے بعد گھر کی طرف تشریف لا رہی تھی کہ آپ کا گزر اسی غضباء اونٹ کے پاس سے ہوا۔ سیدہ فاطمہ کو دیکھ کر اونٹ نے آواز ماری۔

اے سیدہ ذرا میرے قریب، آ کر میری عرض سنتی جانا۔ جب سیدہ قریب ہوئیں تو اس اونٹ نے سیدہ کی بارگاہ میں پہلے ادب سے سلام کہا کہ

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ؕ"

"اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بچی، پیاری بیٹی تیری خدمت میں میرا سلام عرض ہو۔"

سیدہ فاطمۃ الزہرا نے جب اونٹ کو سلام کرتے دیکھا تو جواب دیا کہ "وَعَلَیْکَ السَّلَامُ ؕ" اے میرے بابا جان کی پیاری سواری تجھ پر بھی میرا سلام ہو۔ سبحان اللہ!

سیدہ نے فرمایا: اے بابا کی سواری تیرا کیا حال ہے تو اس اونٹ نے سیدہ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ اے بی بی جی!

"مَا شَاءَ لِیْ عَلَفٌ وَلَا شَرَابٌ مِنْہُ تُوُفِّیَ"

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمْ "۔

کیا بتاؤں جب سے آپ کے باباجان کا میرے آقا کا' اللہ تعالیٰ کے ماہی کا وصال ہوا ہے۔ اُس دِن سے مَیں نے محبّت۔ رسُول عَلَیہِ الصَّلوٰۃُ وَالسّلام میں فرقت نبی عَلَیہِ الصَّلوٰۃ وَالسّلام میں گھاس کھانا، پانی پینا چھوڑ دیا ہے۔

اَے بی بی جی اَب میرا آخری وقت پہنچ گیا ہے۔ مَیں دیکھ رہا ہُوں مَیں چند گھڑیوں کا مہمان ہُوں۔

"اَلَكِ حَاجَةٌ اِلٰی اَبِیکِ "۔

اگر کوئی پیغام کوئی سَنیَّا دینا ہے تو دے دو کیوں کہ

"فَاِنِّی ذَاھِبَۃٌ اِلَیْہِ "۔

کہ مَیں مَرنے کے بعد سَب سے پہلے آپ کے باباجان کی خدمت میں حاضری دُوں گا۔ اللہ اکبر!

ہے اُونٹ لیکن کہتا ہے میری وفات کا وقت آگیا ہے۔ مَیں مَرنے کے بعد سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہُوں گا۔

لوگ کہتے ہیں۔ ولیوں کو پتہ نہیں کہ کب مَریں گے۔ کب فوت ہوں گے۔ میاں اگر اُونٹ اپنی موت جانتا ہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا غلام نہیں جانتا کہ مَیں نے کب وصال کرنا ہے؟

اگر اُونٹ بعد وفات کے سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت سے مشرّف ہوگا تو کیا ساری زندگی کملی والے کے پیار میں، عشق میں زندگی بسر کرنے والا۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زیارت نہیں کرے گا۔

ہوش کرد منکر وں۔ جب اونٹ نے کہا کہ میں سرکار صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جا رہا ہوں تو
"فبکت فاطمۃ"
سیدہ فاطمۃ الزہرا کی آہیں نکل گئیں، آنسو نکل گئے۔ سیدہ نے
روتے ہوئے پیار بھرے، شفقت بھرے ہاتھ بابا جان کی سواری پر
پھیرے۔ سیدہ بھی اس اونٹ کے پاس زمین پر بیٹھ گئیں اس کا سر پیار
سے اپنی گود میں رکھ لیا۔

قربان جاؤں، اے غضبا تمہیں محبوب خدا جل جلالہ، صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری لخت جگر کی گودی نصیب ہوئی۔ جب سیدہ
نے اس اونٹ کا سر اپنی گودی میں رکھا تو پھر ہوا کیا۔

"حتی ماتت فی تلک الساعۃ"

وہ اونٹ اسی وقت فوت ہو گیا۔ اس کی روح پرواز کر گئی اللہ اکبر!
سیدہ فاطمۃ الزہرا نے اس کے لئے ٹاٹ کا کفن تیار کرایا۔ اس کفن میں
لپیٹ کر اس کے لئے ایک قبر بنائی گئی اسے کفن دے کر دفن کر دیا
گیا۔ تین دن کے بعد اس کی قبر کو کھودا گیا تو وہ قبر میں نہیں تھا۔ کہاں چلا گیا؟
عاشق کہتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں۔ سرکار کی
خدمت میں چلا گیا۔ سبحان اللہ!

"معارج النبوت جلد سوم ص ۶۰۱ ص ۶۰۲، جامع معجزات ص ۹۷ ص ۹۹
نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۱۵۴، نسیم الریاض شرح شفاء، شرح
حدائق پنجم ص ۳۰ ص ۳۰، سفینۂ نوح دوم ص ۲۷"

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تو بہت ہی وراء الوریٰ ہے وُہ سواری جس پر میرے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سواری ہوتا تھی۔ جنگل کے درندے، بھیڑیئے، شیر اس کا بھی حیاد کرتے ہیں۔ پر کچھ لوگ عالم ہو کر مُسلمان کہلا کر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حیا نہیں کرتے۔ مولوی خیال کر پھر کہنا پڑے گا۔ تیرے سے وُہ جنگل کے درندے بھیڑیئے اچھے جو نبیؐ کی عظمت و رفعت شان کو پہچان گئے پر تو اس کا صدقہ کھانے کے باوجود شانِ نبی نہیں سمجھ سکا۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین!

میرے دوستو! بات بڑی دُور چلی گئی۔ عرض کر رہا تھا کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امّی حلیمہؓ کے ساتھ جنگل میں تشریف لائے۔ اور سیدہ حلیمہؓ کی گم شدہ بکری تیر سے واپس دلائی اور واپس گھر تشریف لائے۔ اب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر روز اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرانے کے لیئے تشریف لے جاتے۔

انشراحِ صدر

سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ ایک دن محمدِ عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل میں تشریف لے گئے۔ دوپہر کا وقت تھا میرا بیٹا سیدنا عبداللہ دوڑتا ہوا اور روتا ہوا میرے پاس آیا پسینہ پسینہ اور ہانپتا کانپتا ہوا کہنے لگا۔ امّی جان آج قریشی بھائی کا بچنا بڑا محال ہے۔ بڑا مشکل ہے

سیدہ حلیمہؓ نے سُنا تو آہیں نکل گئیں، آنسو آ گئے۔ رو کر فرمایا: بیٹا اُسے

ہوا کیا ہے۔

عبداللہ نے کہا: امی جان ہم بکریاں چرا رہے تھے کہ اچانک آسمانوں سے تین آدمی اترے انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے سبز چادریں لی ہوئی تھیں۔ انہوں نے آتے ہی ہمارے عربی بھائی محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اٹھالیا۔ اور سامنے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے۔ وہاں سے جا کر ہمارے قریشی بھائی کو لٹا کر چھری سے پیٹ چاک کر دیا۔ وہ لوگ ابھی تک وہیں تھے کہ ہم دوڑتے ہوئے آپ کو بتانے آئے ہیں۔

سیدہ حلیمہؓ نے جب یہ بات سنیں تو اپنے خاوند کو لے کر اس پہاڑ کی طرف بھاگی جس پہاڑ کا پتہ عبداللہ نے بتایا تھا جب سیدہ حلیمہؓ اپنے خاوند کو لے کر اس جنگل میں اس پہاڑ کے قریب پہنچی تو کیا دیکھا جان کائنات، سید المرسلین، شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے سکون کے ساتھ بڑے وقار کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر تشریف فرما ہیں اور ٹکٹکی باندھ کر آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں اور ہونٹوں پر تبسم بھی کھل رہا ہے اور چہرے سے نور کی شعاعیں نکل کر آسمان دنیا کو منور کر رہی ہیں۔

سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں، جب میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بالکل ٹھیک دیکھا تو میری جان میں جان آئی میں نے آگے بڑھ کر آپ کو بوسے دینے شروع کر دیئے اور کہا کہ اے ساری کائنات سے بڑھ کر عظمت شان والے تیرے قدموں پر ہم قربان ہو جائیں۔ تمہارا کیا حال ہے۔ تمہیں کس نے تکلیف پہنچائی ہے۔ تیرا پیٹ کس نے چیرا ہے۔ بیٹا بتا:

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: امی جان آپ گھبرائیں پریشان نہ ہوں۔ الحمدللہ! میں بالکل خیریت سے ہوں۔ دیکھیں مجھے کچھ

بھی تو نہیں۔

عرض کی بیٹا اب تو تم خیریت سے ہو جو واقعہ پہلے ہو چکا ہے اُس کے بارے بتاؤ۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا پڑے۔ فرمایا: امی جان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل میں بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک تین آدمی آسمان سے اُترے اُن کے پاس ایک سونے کا طشت تھا۔ ٹرے تھا جو برف سے بھرا ہوا تھا۔ اُنہوں نے مجھے اٹھایا پہاڑ پر لے آئے۔ اُنہوں نے بڑے پیار سے محبت، شفقت سے نرمی سے کہا۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں لیٹ جائیں۔ سید ھا سو جائیے۔ میں سو گیا۔ لیٹ گیا۔ اُنہوں نے میری ہنسلی وہ ہڈی جو گردن کے نیچے ہوتی ہے کے گڑھے سے لے کر پیٹ تک سینہ چاک کیا۔

سیدہ حلیمہؓ نے کہا بیٹا تمہیں تکلیف تو بڑی ہوگی؟ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا پڑے فرمایا: امی جان مجھے تو ذرہ بھر بھی تکلیف نہیں ہوئی۔ میں سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ اللہ اکبر!

سیدہ نے کہا! بیٹا پھر کیا ہوا۔ عرض کی امی جان پھر اُن میں سے ایک آدمی نے میرے پیٹ میں ہاتھ ڈالا۔ اور میرے پیٹ سے میری آنتیں میرے گردے باہر نکال لئے پھر اُن کو برف سے خوب دھویا۔ صاف کیا پھر اس کو اپنی جگہ رکھ دیا۔ سیدہ حلیمہؓ نے کہا: بیٹا پھر کیا ہوا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

"وَقَامَ الثَّانِیْ" پھر دوسرا آدمی اُٹھا۔

"وَاَخْرَجَ قَلْبِیْ" اُس نے میرے پیٹ سے میرے دِل کو نکالا۔

"فَصَدَعَہٗ" اُس نے میرے دِل کو چاک کیا۔ اُس کو چیر دیا میرے

دِل کو چیر کر اس میں سے ایک سیاہ رنگ کا کالے رنگ کا لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا۔ کہا کہ یہی وہ لوتھڑا ہے جہاں شیطان اپنا اثر اپنے بُرے خیالات پیدا کرتا ہے۔

اَے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ لوتھڑا نکال کر ہم پھینک رہے ہیں۔ نہ یہ لوتھڑا ہوگا نہ بے ایمان شیطان اپنے بُرے خیالات تیری ذات تک پہنچائے گا۔ سُبْحَانَ اللہ!

اسی لئے میرے آقا فرمایا کرتے تھے کہ اَے میرے غلاموں ہر انسان کے سَاتھ اُس کا شیطان ہوتا ہے جو اُسے بُرائی کی طرف مائل کرتا ہے۔ بُرے کاموں کا حُکم دیتا ہے۔

"وَلٰكِنْ اَسْلَمَ ط" لیکن میرے سَاتھ جو شیطان ہے۔ وہ میری صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی عطا سے مُسلمان ہو چکا ہے۔

"فَلَا يَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَيْرٍ" وہ مجھے نیکی اور اچھی بات کے علاوہ اور کچھ کہتا ہی نہیں۔ سُبْحَانَ اللہ!

(دلائل النبوت صـ۱۶۴، ذکر حسین صـ۱۳۱)

سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں۔ سینہ کا چاک ہونا پیٹ میں سے آنتیں نکالنا۔ گُردے نکالنا۔ دِل کو نکال کر چیرنا۔

"وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ ط" یہ سب منظر میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا ہوں۔ اَللہُ اَکْبَرُ ط

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے یہ باتیں خود اپنی زبانی اپنے صحابہؓ کو بتائیں۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں بتلایئے؟

کِسی عام انسان کا آپریشن ہو کیا وہ بغیر بیہوشی کے سَب کچھ اپنی

آنکھوں سے بغیر تکلیف کے گوارا کر سکتا ہے؟ نہیں بلکہ دل کا آپریشن بڑا نازک معاملہ ہے۔ پہلے مریض کو بیہوشی کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ پھر مریض کے رشتے داروں سے لکھوایا جاتا ہے کہ مر گیا تو ہم ذمہ دار نہیں پھر آپریشن ہوتا ہے۔ مریض دو چار دن بیہوش رہتا ہے۔ پھر ہوش آتا ہے تو کئی دن ڈاکٹر کہتے ہیں اس سے بولنا نہیں کوئی اس سے کلام نہیں کر سکتا۔ آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہوتا ہے تب جا کر وہ بات کرنے کے قابل ہوتا ہے پر صدقے جاؤں آمنہ کے لال پر صدیق اکبر کے یار پر عمر صرف چار سال ہے۔

فرماتے ہیں میں سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا ہوں۔ نہ مجھے تکلیف ہوئی نہ میرا خون بہا۔ کیوں تکلیف نہیں ہوئی، کیوں خون نہیں بہا؟ اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے کہ میرا حبیب، میرا یار صرف بشر ہی نہیں بلکہ نور بھی ہے سینہ کا چاک ہونا یہ بشریت کی دلیل ہے۔ خون کا نہ نکلنا، تکلیف کا نہ ہونا یہ نور کی دلیل ہے۔

کملی والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت بھی حق ہے۔ نورانیت بھی حق ہے۔ یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صفتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کبھی اپنی حکمت عملی سے یار کی بشریت کو نورانیت پر غالب کر دیتا۔ کبھی نورانیت کو بشریت پر غلبہ دے دیتا۔

دیکھو ناں میدان احد میں کافر پتھر مارتے ہیں۔ طائف کے میدان میں بے ایمان روڑے مارتے ہیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پاک سے خون پاک جاری ہو جاتا ہے۔ یہ بشریت کا غلبہ تھا۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چار مرتبہ سینہ مبارک چاک کیا جاتا

ہے۔ گردے نکالے جاتے ہیں۔ دل مبارک باہر نکالا جاتا ہے۔ پر خون نہیں آتا۔ تکلیف نہیں ہوتی یہ نورانیت کی بہاریں تھیں۔

پھر توجہ فرمائیں، ہر انسان روح کا محتاج ہے۔ روح دل کے ٹھکانے کا نام ہے۔ دل انسان کے جسم میں نہ ہو، انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

دیکھو دنیا والو! میرے یار کا دل جسم میں نہیں لیکن پھر بھی زندہ ہے جو نبی دنیا میں بغیر دل کے زندہ رہ سکتا ہے وہ وفات کے وقت بغیر روح کے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ!

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنی شان والا، عظمت والا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام عطا فرمایا۔ ایسے نبی کے گیت کیوں نہ گائیں، ایسے محبوب پر دن رات درود و سلام کیوں نہ پڑھیں کیونکہ

جو سجائیں درود کی محفل!
وہ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں
سبز گنبد کو دیکھتے ہیں وہی
جن کے اچھے نصیب ہوتے ہیں
جو نبی کے قریب ہوتے ہیں
وہ خدا کے حبیب ہوتے ہیں
جو مصطفٰے کا ذکر کرتے ہیں
کتنے اچھے وہ خطیب ہوتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جب میرا دل چیرا گیا تو میرے دل پر اس آدمی نے مہر لگا دی۔

"فَخَتَمَ بِهٖ فِیْ قَلْبِیْ" جب مُہر لگی تو میرا دِل نُور سے بھر گیا اُس مُہر پر لکھا ہُوا کیا تھا۔ عُلما فرماتے ہیں کہ اُس پر لکھا ہُوا تھا۔

"تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ"

اے میرے حبیب علیہ الصَّلوٰۃ والسَّلام آپ جدھر چہرۂ انور پھیریں گے۔ کامیابی آپ کے قدم چُومے گی نُصرت اور فتح آپ کا اِستقبال کرے گی۔ سرکارِ مدینہ نے فرمایا: امّی جان جب سے وُہ مُہر میرے دِل پر لگی ہے میں اُس وقت سے خُوشی و فرحت اور مسرّت کو محسوس کر رہا ہُوں۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں۔

"ثُمَّ اَعَادَ مَكَانَهٗ" پھر میرے دِل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ سیّدہ حلیمہؓ نے فرمایا: بیٹا پھر کیا ہُوا۔ فرمایا: امّی جان اس کے بعد تیسرا آدمی میرے قریب آیا۔

"فَاَمَرَّ يَدَهٗ" اُس نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا۔

"فَالْتَامَ ذٰلِكَ الشَّقُّ"

پھر وُہ سارا کُھلا ہُوا حِصّہ وُہ شگاف فوراً جُڑ گیا۔ ٹھیک ہو گیا۔ ایسے لگا جیسے کُچھ ہُوا ہی نہیں۔

سیّدہ حلیمہؓ سُن رہی ہے حیران ہو رہی ہیں، عرض کی بیٹا پھر کیا ہُوا۔ امّی جان پھر ایک ترازو لایا گیا۔ ایک پلڑے میں مُجھے بٹھایا گیا ایک پلڑے میں دس آدمی کو بٹھایا گیا۔ جب تولا گیا تو وزن میرا زیادہ تھا۔ پلڑا میرا بھاری تھا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ!

پھر مُجھے سو آدمی کے ساتھ تولا گیا۔ میرا وزن پھر بھی بھاری نِکلا پھر

ایک ہزار آدمی کو ایک پلڑے میں دوسرے پلڑے میں مجھے بٹھایا گیا پھر وزن کیا گیا پھر بھی وزن میرا زیادہ تھا۔ پھر وہ تینوں آدمی آپس میں کہنے لگے دَعُوۡہُ اِسے چھوڑ دو کیوں؟ کہ

"فَوَاللّٰہِ لَوۡ وَزَنۡتُمُوۡہُ بِاُمَّتِہٖ"

اللہ تعالیٰ کی عزت وجلالیت کی قسم، اگر محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری اُمت کے ساتھ بھی تولو تو "لَوَزَنَہَا" سب سے زیادہ بھاری سب سے زیادہ وزنی لیں نکلیں گے۔

"طبقات ابن سعد اوّل ص۱۵۷ ص۱۵۸" مواہب لدنیہ اوّل ص۱۶۵"
سیرت ابن ہشام اوّل ص۱۱۱" مدارج النبوت دوم ص۳۴ ص۳۵"
معارج النبوت دوم ص۱۲۶ ص۱۲۱، تفسیر مظہری پ۱۸ ک۳۶ ص۲۶۸"

میرے دوستو غور کرو!

یہ آسمانوں سے آنے والے تین آدمی کون تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے باقی دو معاون فرشتے تھے۔ (الوفا ص۱۴۳، سیرت رسول دوم ص۳۹۸)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کیا کہتے ہیں۔ "دَعُوۡہُ" محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑ دو یہ تو ایک ہزار انسان ہیں۔ اگر کائنات کے سارے انسان ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو پلڑا وہی وزنی ہوگا جس پلڑے میں سرور کائنات اللہ تعالیٰ کا پیارا ماہی ہوگا۔ یہ وزن جسمانی نہیں تھا۔ بلکہ روحانی اور نوری تھا۔ کیونکہ جوانی میں ہجرت کی رات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا ومولا کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیا تھا اگر جسمانی ہوتا تو صدیق اکبر نہ اٹھا سکتے۔ کیونکہ جب بچپن میں ساری دنیا کے انسان میرے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ملتے ہیں تو جوانی میں کیسے کوئی انسان اٹھا سکتا تھا۔ پتہ چلا یہ وزن نبوت کا تھا۔ یہ وزن رسالت کا تھا یہ بھار نورانیت کا تھا۔ سرکار کی عظمت کو سرکار کی رفعت کو سرکار کی شان کو، سرکار کے بھار کو دیکھ کر سیدنا جبرئیل علیہ السلام بھی بول پڑے کر

؎ اک پاسے محبوب خدا تے اک پاسے کل خدائی
ایڈی شان تے ایڈی عظمت کسے ہور انسان نہ پائی
سارے نبیاں نالوں اُچّلے ایڈا اُچّا ہور نہ کائی
اعظم اُسنوں کون گھٹاوے جسدی رب کرے وڈیائی

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تیری عظمت کو سلام۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن طور پہاڑ پر حاضری دی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے خالق کائنات مجھے کوئی ایسا وظیفہ عطا فرما تا کہ میں ہر وقت پڑھوں، دل کو قرار رہے۔ دل کو سکون ملے۔

خالق کائنات نے فرمایا: پیارے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا وظیفہ کیا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مولا کریم بس یہی چھوٹا سا وظیفہ چھوٹا سا ورد۔ رب کائنات کی قدرت مسکرا پڑی۔

خالق کائنات نے فرمایا: موسیٰ بظاہر یہ کلمہ بڑا مختصر ہے۔ بڑا چھوٹا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے اگر اس کلمہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دو۔ دوسرے پلڑے میں پوری کائنات رکھ دو۔ پلڑہ وہی بھاری ہو گا جس پلہ میں "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہو گا۔ سبحان اللہ!

پتہ چلا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سارے جہان سے بھاری ہے اور

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سارے انسانوں سے بھاری ہے۔ میاں جب انسان کے نامۂ اعمال میں یہ دو وزنی کلمے ہوں گے۔ قیامت والے دن اس کا نیکیوں والا پلہ کیوں نہ بھاری ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ سنّی حنفی بریلوی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔ نماز کے بعد ذکر کرتے ہیں۔ عموماً گھروں میں محفل ہو تو ذکر کرتے ہیں۔ ہر جمعرات کو بزرگوں کے آستانوں پر یہی ذکر ہوتا ہے۔ یہ ذکر دکھی دلوں کی دوا ہے۔ اُجڑے ہوئے گھروں کی بہار ہے۔ بے قراروں کے لئے قرار ہے سب بے سکونوں کے لئے سکون ہے۔

؎ ایہہ کلمہ نوری پھل میاں\
رکھ یاد کدی ناں بھل میاں\
ساڈوں دس گئے ختم رسل میاں\
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ایہدا ہر دم ورد کمال میاں\
ایہنوں پڑھیا نبی دی آل میاں\
دے گئے حکم علیؓ دے لال میاں\
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ایہہ سینہ نور و نور کرے!!\
ایہہ سب دکھاں نوں دور کرے\
شالا سوہنا نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منظور کرے\
کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

نبیٔ کریم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرماتے ہیں، جب میرا سینہ جڑ گیا تو شگاف

مل گیا۔ تو اُن میں سے ایک آدمی نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیا میں بیٹھ گیا پھر اُن تینوں آدمیوں نے میرے سر کو چوما۔ میرے چہرے پر پیار کیا۔ پیار بھی کرتے جاتے ہیں اور کہتے بھی جاتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ ڈریں بھی نہیں بالکل خوف نہ کریں ہم آپ کے دشمن نہیں دوست ہیں اگر آپ کو معلوم ہو کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا سعادتیں۔ کیا کیا درجات، کیا کیا رحمتوں کے خزانے رکھے ہیں تو آپ یقیناً بڑی خوشی کا اظہار فرمائیں۔ آپ کی آنکھیں خوشی سے روشن ہوں۔ آپ کی تمام پریشانیاں دور ہو جائیں۔ آپ خوشی سے جھومنے لگ جائیں پھر مجھے یہ کہہ کر ہوا میں پرواز کرتے کرتے آسمانوں کی بلندیوں میں غائب ہو گئے ہیں۔ امی جان جب آپ آئیں تھیں میں انہیں کو دیکھ رہا تھا۔

سبحان اللہ!

"شواہد النبوت ص۶۶، معارج النبوت دوم ص۱۲۸، الوفا ص۱۴۲، نشر الطیب ص۳۱ ص۳۲"

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سنی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پھر سینے سے لگا لیا۔ پیار کیا۔ سیدہ نے سرکار کا کرتہ مبارک اٹھایا تو کیا دیکھا۔ سرکار کے سینے پر نشان موجود ہے۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اٹھا کر گھر لے آئیں۔ محلے کی عورتیں، مرد، بوڑھے، جوان، بچے سارے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خیریت پوچھنے کے لئے آئے کہ مکی بھائی محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال ہے۔ محلے کے تمام لوگوں نے سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔ حلیمہ یہ واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے کہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ چاک کیا گیا۔ دل

گردے نکالے گئے انہیں کچھ بھی نہیں ہوا حلیمہؓ ہمیں تو ڈر لگ رہا ہے پھر کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آجائے کہیں محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس بچے کو واپس ان کے دادا جناب عبدالمطلب اور اُن کی والدہ حضرت آمنہؓ کے حوالے کر آؤ۔

سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں میں محلے والوں کی باتیں سُن کر سوچنے لگی کہ اب کیا کروں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس رکھوں یا مکے شریف چھوڑ کر آؤں۔ دِل تو نہیں چاہتا تھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے دُور ہو جائیں۔ لیکن مجبور ہو کر میں نے فیصلہ کر لیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو والدہ ماجدہ کے حوالے کر دوں۔

جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس مکہ میں

سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں میں خاندان کے لوگوں کے کہنے پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب لے کر واپس مکے چلی تو سارا خاندان، میرا سارا قبیلہ، میرے عربی چاند محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری زیارت کرنے، آخری دیدار کرنے کے لئے آئے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ چومے، کوئی رخسار چومے، کوئی ماتھا چومے کوئی زلفوں کو بوسہ دے، کوئی قدم چومے ہر آنکھ میں آنسو جاری ہو گئے۔ ہر بندہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدائی پر رونے لگا۔

میرے دوستو! خیال کرو ایک عام آدمی دو چار سال ساتھ رہے جب وہ بچھڑنے لگے تو انسان رو پڑتا ہے۔ وہ کوئی عام انسان تو نہیں تھے۔ وہ تو ساری کائنات کے انسانوں کے سردار تھے۔

بنو سعد قبیلے نے چار سال تک میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

کے کمالات و معجزات دیکھے تھے۔ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جدائی پر کیسے نہ روتے یہ جدائی کا درد یہ بچھڑنے کا غم اُن سے پوچھو جن کے سینے محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معمور ہیں۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلے تو بنو سعد قبیلے کا کیا حال ہوا؟

قلندر کھڑی شہزادۂ کشمیر حضرت میاں محمد علیہ الرحمۃ اس کا نقشہ پیش فرماتے ہیں کہ

الوداع ٹرے دل جانی تے مار کلیجے کانی!
حال حقیقت رب نوں معلم تے کی گل کراں زبانی
تیرا میرا اح اللہ عزوجل بیلی تے سونپ دتا اوس تائیں
صحیح سلامت مینوں تینوں تے پھیر ملائے سائیں
ہور بلائیں سر پر سہیاں تے خطرہ نہیں کسے دا!
اک وچھوڑا جھلن اوکھا تے دائم خوف اِسے دا

حضرت سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر جب چلی تو میں نے غائب سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ رحمتوں برکتوں کے خزانے قبیلہ بنو سعد سے جا رہے ہیں۔ مکے والے بڑے خوش نصیب ہیں کہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر مکے شریف تشریف لا رہے ہیں۔ سیدہ فرماتی ہیں، میری آنکھوں میں آنسو آ گئے لیکن مجبور تھی اس لئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ شریف لے جانا پڑا۔

سیدہ فرماتی ہیں، جن جن راستوں سے میری سواری گزرتی مجھے دائیں بائیں سے آوازیں آتی کہ کوئی محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں درود و سلام کی لڑیاں پیش کر رہا ہے۔

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب سرکار صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو لے کر مکّہ شریف آ رہی تھی تو راستے میں، مَیں نے ایک عورت کو دیکھا وہ ایک کنوئیں کے کنارے پر بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے۔ مَیں نے سواری روکی، مَیں نیچے اُتری۔ سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی میرے ساتھ نیچے تشریف لائے، ہم دونوں ماں بیٹا اُس عورت کے پاس گئے۔

مَیں نے پُوچھا بی بی کیوں رو رہی ہو؟ تو اُس عورت نے کہا میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ اِس کنوئیں میں ڈوب کر مر گیا ہے۔ اِس لئے رو رہی ہوں کہ اب میرا کون ہے اس دُنیا میں، مَیں کیسے زندہ رہوں گی۔ مَیں اُجڑ گئی، مَیں لُٹ گئی، ہائے میرے بچّے، میرے لختِ جگر۔

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پر وہ گرا کیسے گیا؟ تو اُس عورت نے کہا۔ حلیمہ مَیں اپنے بچّے کو لے کر جا رہی تھی وہ میرے کاندھے پر بیٹھا تھا جب اِس کنوئیں کے قریب سے گزری تو اُس نے آگے ہو کر دیکھنے کی کوشش کی توازن بگڑ گیا وہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ آگے لڑکا تو سیدھا کنوئیں میں جا گرا۔ پانی میں ڈوب کر مر گیا۔ وہ دیکھو اُس کی لاش تیر رہی ہے۔

پھر اِس بی بی نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، بہن صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اب رونا بیکار ہے، جو ہونا تھا ہو گیا۔ مرے ہوئے زندہ نہیں ہوتے۔ دُنیا سے گئے ہوئے کبھی واپس نہیں آتے۔ لہٰذا صبر کرو۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مُسکرا پڑے۔

سیّدہ نے سرکار کو مُسکراتا دیکھ کر پُوچھا میرے چاند تُم کیوں مُسکرائے ہو۔ فرمایا امّی جان کیا کہہ رہی ہو، گئے ہوئے واپس نہیں آتے۔ فرمایا: ہاں سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: امّی جان اگر تُم کہو تو اِس گئے ہوئے بچّے کو

مَیں اللہ تعالیٰ کی عطا سے واپس نہ لے آؤں۔ فرمایا: بیٹا وہ کیسے۔ فرمایا: دیکھو میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو کر اشارہ کیا کہ اے پانی محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسّلام تمہیں حکم دیتا ہے کہ تو خود بخود اللہ تعالیٰ کے حکم سے کناروں تک آجا۔

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے دیکھا پانی چھلانگیں مارتا ہوا کنوئیں کے کناروں سے بھی باہر آگیا۔ جب پانی اوپر آیا تو اُس مائی کا بچہ جو مُردہ تھا وہ بھی تیرتا ہوا کناروں تک پہنچ گیا۔

میرے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اے بچے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ سیّدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے یہ فرمایا تو بچہ اللہ پاک کے حکم سے کھڑا ہو گیا اور یہ کہنے لگا۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم"

"اے اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسّلام تجھ پر میرا سلام عرض ہو۔"

عورت نے جب اپنے بچے کو زندہ دیکھا تو دوڑ کر بچے کو سینے سے لگا لیا۔ پیار کیا۔ پھر سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قدموں میں گر کر قدم چوم کر شکریہ ادا کرنے لگی۔

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں وہ عورت اپنے بچے کو چومنے لگی میں اپنے چاند کے بوسے لینے لگی۔ سُبحان اللہ!

(جامع معجزات ص۳۵ ص۲۵۱)

قربان جاؤں عمر کتنی ہے صرف چار برس پر مائی کا رونا برداشت نہیں کر سکے۔ اشارہ کیا تو پانی بھی قدموں میں آگیا۔ مُردہ بچہ بھی زندہ ہو گیا وہ مائی

جو پہلے رو رہی تھی اب وُہی مُسکرانے لگی اور گویا کہنے لگی کہ

نہ ہیر دُ گایاں بَن دِی اِے
نہ دَرد سُنایاں بَن دِی اِے
اَللہ عزّوجل دیا سُوہنیا محبُوباں!
گل تیرے بنایاں بَن دِی اِے

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ مَیں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو لے کر مکّہ شریف پہنچ گئی۔ جب مکّہ شریف کے قریب پہنچی تو مجھے قضائے حاجت ہُوئی۔ مَیں نے نبیِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور عرض کی، اَے میرے پیارے آپ یہاں بیٹھو مَیں ابھی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئی۔ سیّدہ حلیمہ رض فرماتی ہیں جب مَیں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس آئی تو کیا دیکھا محمّد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام وہاں موجود نہیں جہاں مَیں بٹھا کر گئی تھی۔ مَیں بڑی پریشان ہُوئی۔ تلاش کیا۔ لیکن سرکار نہیں ملے۔ مَیں نے رونا شروع کر دیا اور زبان سے بُلند آواز سے کہنا شروع کر دیا۔

"وَا مُحَمَّدا وَا مُحَمَّدا"

ہائے محمّد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام آپ کہاں چلے گئے۔ آپ کدھر تشریف لے گئے۔ مَیں نے بڑا تلاش کیا۔ لیکن سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ملے نہیں۔ سیّدہ حلیمہ رض فرماتی ہیں۔ مَیں مایُوس ہوگئی کہ اب کیا ہوگا۔ اب مَیں سرکار کے دادا اور ان کی والدہ کو کیا جواب دُوں گی۔

سیّدہ حلیمہ رض فرماتی ہیں۔ مَیں نے قسم کھالی اگر مجھے محمّد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نہ ملے تو مَیں خودکشی کر لوں۔ لیکن واپس نہیں جاؤں گی۔ سیّدہ حلیمہ رض

نے وہیں بیٹھ کر بلند آواز سے رونا شروع کر دیا اور کہنا شروع کر دیا۔ اے میری آنکھوں کے نور! اے میرے دل کے سرور، اے میری دل کی راحت، اے دکھیوں کے دکھ دور کرنے والے، اے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے، اے میرے گھر کے چراغ۔ اے روتے ہوئے کو ہنسانے والے۔ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم کہاں چلے گئے دیکھو تیری دکھی ماں تجھے دو سال اپنا شیر پلانے والی حلیمہؓ تجھے لوریاں دینے والی دائی تجھے سینے سے لگانے والی سعدیہ تجھے بلا رہی ہے۔ اب آ بھی جا کملی والیا۔ اب آ بھی جا رب کے ماہی، اب آ بھی جا سدرہ کے راہی، اب آ بھی جا اللہ تعالیٰ کے پیارے ماہی اب آ بھی جا۔ سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ میرے رونے کے اثر سے وہاں کے درخت رونے لگے۔ زمین رونے لگی۔ ذرات رونے لگے، جتنے قریب انسان موجود تھے وہ رونے لگے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر!

سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رو کر کملی والے کو بلاتی ہے۔ جب یہ بات خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے پڑھی تو وہ بھی رو پڑے اور رو کر کہا کہ۔

؎ آوے ماہی تینوں اللہ عزوجل دی لے آوے
تے ہُن مدتاں ہوئیاں بڑیاں!
ہجر تیرے وچ مدنی ماہی تے
میری اکھیاں لائیاں نیں جھڑیاں
ایہناں اکھیاں رونا اُس دن سکھیا
تے جدوں واقف تیریاں بنیاں
یار فریدا رونا اودوں وی نہیں مکنا
تے جدوں بجھرن کفن دیاں کڑیاں

سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رو کر کملی والے کو بلا رہی ہے۔
اچانک ایک بوڑھا آدمی ہاتھ میں ڈنڈا پکڑے سیدہ حلیمہؓ کے پاس آیا۔
اور آکر کہنے لگا۔ بیٹی کیوں رو رہی ہو؟

سیدہ نے فرمایا: بابا جی میں نے دو سال تک محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ اب اس کو لے کر اس کے دادا عبدالمطلب کے حوالے کرنے جا رہی تھی۔ میں نے اسے یہاں بٹھایا تھا۔ جب واپس آئی تو وہ یہاں موجود نہیں تھا۔ رو رہی ہوں کہ اب کیا بنے گا۔ اب میں ان کے دادا جان کو کیا جواب دوں گی؟

اس بوڑھے نے کہا بیٹا رو نہیں، آئیں تجھے ایک ایسی ہستی کے پاس لے جاتا ہوں جو تیرے بیٹے کا پتہ بھی جانتی ہے اور تیرا بیٹا تجھے ملا دے گی۔ سیدہ حلیمہؓ نے سنا خوش ہو گئی۔ فرمایا: بابا تیرے قدموں پر میری جان قربان۔ جلدی بتا وہ کون سی ہستی ہے۔ جسے میرے بیٹے کا پتہ ہے۔ اُس بوڑھے نے کہا کہ وہ سامنے دیکھ ہمارا عبادت خانہ ہے۔ اس میں ہمارا سب سے بڑا خدا جس کا نام ہبل ہے تو اس کے پاس چل اسے تیرے بچے کا پتہ ہے۔ وہ تجھے اس کا پتہ بھی بتا دے گا۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ بات سنی تو جلال میں آ گئیں فرمایا: بابا تیرا بیڑہ غرق ہو تیرا ستیاناس ہو۔ تجھے پتہ نہیں کہ یہ وہ محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جس دن یہ پیدا ہوئے تھے تمہارے بت تھرتھرا کر گر گئے تھے اور ٹوٹ گئے تھے۔ تیرا خدا اس محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سامنا بھی نہیں کر سکتا تو کہتا ہے کہ وہ مجھے ان کا پتہ بتائے گا۔ سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں، وہ بوڑھا کہنے لگا۔ مائی تو دیوانی تو نہیں تو

کیسے الفاظ ہمارے معبودوں کے بارے کہہ رہی ہو۔ یہ غلط ہے تو میرے ساتھ چلو تو سہی، تجربہ تو کرو، تم کچھ نہ کہنا۔ سب کچھ میں کہوں گا تم پاس کھڑی رہنا۔
سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں وہ بوڑھا زبردستی مجھے اپنے خداؤں کے پاس لے گیا اور اپنے بڑے خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہنے لگا۔
اے میرے آقا، اے میرے معبود آپ کا لطف و کرم اور فضل ہمیشہ قریش پر رہا ہے اور کوئی حاجت مند آپ کے دروازے سے کبھی خالی نہیں گیا۔ حضور اس مائی حلیمہ سعدیہ کا بیٹا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گم ہو گیا ہے۔ اس بیچاری کا حال بُرا ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں، اسے بتائیں کہ اس کا بیٹا اس وقت کہاں ہے۔
سیدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں جب ہبل اور دوسرے بتوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک سنا تو سارے منہ کے بل گر پڑے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت شان رفعت اور کمالات بیان کرنے لگے کہ سرکار کو اللہ تعالیٰ کیا درجے مرتبے عطا فرمائے گا۔ پھر کہنے لگے۔ اے بوڑھے خبیث ہماری نظروں سے دور ہو جا تم لوگوں نے ہمیں زبردستی خدا بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ ہم خدا کے قابل نہیں۔ عنقریب اسی محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ باقی رہ گیا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، رسول ہیں، نبی ہیں، پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا محافظ ہے۔ ناصر ہے، پالنہار ہے۔ ساری دنیا گم ہو سکتی ہے لیکن محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گم نہیں ہو سکتے۔
سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب اس بوڑھے نے یہ بات سنی۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ڈنڈا ہاتھوں سے گر پڑا پھر مجھے کہنے لگا۔ بیٹی

تیرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ بڑی عظمت والا ہے۔ تیرے بیٹے کو خالقِ کائنات کبھی پریشان نہیں ہونے دے گا۔ تیری امانت جہاں بھی ہے۔ صحیح سالم ہے۔ گھبرا نہیں، پریشان نہ ہو اس کو تلاش کر یہی کہیں مل جائے گا۔

(مُعارج النبوّت دوم ص۱۲۹ تا ۱۳۲، جامع معجزات ص۳۵۱ تا ۳۵۳، شواہد النبوت ص۶۷، مدارج النبوّت دوم ص۲۵)

سیّدہ حلیمہؓ سرکار کو تلاش کر کر کے تھک گئی۔ آخر روتی ہوئی پکارتی ہوئی سیّدنا عبدالمطلب کی خدمت میں پہنچی۔ حضرت عبدالمطلب نے جب حلیمہؓ کو روتے ہوئے، آہ و زاری کرتے دیکھا تو فرمایا:

حلیمہؓ کیا بات ہے۔ رو کیوں رہی ہو۔ میرے پوتے محمّد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تو خیر ہے؟ سیّدہ حلیمہؓ نے روتے ہوئے کہا۔

اے سردارِ مکّہ میں آپ کے پوتے محمّد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو لے کر آرہی تھی تاکہ آپ کے حوالے کروں۔ جب میں فلاں جگہ پہنچی، خود قضائے حاجت کے لئے گئی جب واپس آئی تو محمّد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام وہاں نہیں تھے میں تو تلاش کر کر کے تھک گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ جانے سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کہاں چلے گئے ہیں۔

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضرت عبدالمطلب نے جب یہ بات سنی تو کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے آپ نے اپنے قبیلے کو پکارا۔ اے آلِ طالب جلدی آؤ۔ تمہیں سردارِ مکّہ عبدالمطلب بلا رہا ہے۔ سیّدہ حلیمہؓ فرماتی ہیں۔ حضرت عبدالمطلب کی آواز سنتے ہی تمام قبیلے والے جمع ہو گئے۔ کہنے لگے۔

اے ہمارے سردار خیر تو ہے ہمیں کیوں بلایا ہے؟ حضرت عبدالمطلب

نے فرمایا۔ میرا بیٹا محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گم ہو گیا سارے چلو اُسے تلاش کریں۔ حضرت عبدالمطلب اپنے قبیلے کے ساتھ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلاش کرتے کرتے جنگلوں، پہاڑوں، ریگستانوں میں پہنچے۔ لیکن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں ملے۔ سیدنا عبدالمطلب نے فرمایا۔ اے میرے ساتھیو! تم محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کرو میں ابھی آتا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب تمام ساتھیوں کو چھوڑ کر سیدھا کعبہ شریف تشریف لائے۔ غلافِ کعبہ پکڑ کر رو کر کہا۔

اے ربِ کائنات میرا بیٹا تیرا محبوب محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں مل رہا ہے۔ کرم فرما وہ ہمیں ملا۔ جب دعا کر کے ہاتھ چہرے پر پھیرے تو آسمانوں سے آواز آئی۔ اے عبدالمطلب گھبرا نہیں رونے کی ضرورت نہیں پریشان نہ ہو۔

"اِنَّ لِمُحَمَّدٍ رَبًّا لَنْ یَّخْذُلَهٗ وَلَنْ یُّضِیْعَهٗ"

"بیشک محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رب عزوجل ہرگز اپنے محبوب کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ رسوا نہیں ہونے دے گا۔ وہ خود اس کا محافظ ہے۔ ناصر ہے۔"

حضرت سیدنا عبدالمطلب نے عرض کی، اے ربِ کائنات تیرا محبوب میرا بیٹا اس وقت ہے کہاں۔ خالقِ کائنات کی طرف سے آواز آئی گھبرا نہیں۔

"اِنَّهٗ بِوَادِیْ تِهَامَةَ عِنْدَ الشَّجَرَةِ الْیُمْنٰی"

"دیکھنا ہی چاہتے ہو تو جاؤ۔ میرا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام وادی تہامہ

یمن میں درخت کے نیچے اُس کے پتے چن رہا ہے"۔

حضرت عبدالمطلبؓ نے جب یہ آواز سنی بڑے ہی خوش ہوئے حضرت ورقہ بن نوفل کو ساتھ لیا جب وادی تھامہ میں پہنچے تو کیا دیکھا میرے آقا' ساری کائنات کے لجپال' اُمت کے غمخوار یمنی درخت کے پتے چن رہے ہیں حضرت عبدالمطلبؓ نے سرکار کو دیکھا تو پوچھا:

"مَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ"

"اے بیٹے' اے لڑکے تم کون ہو؟ میرے آقا نے فرمایا:

"اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَبْدُ الْمُطَّلِبْ"

"میرا نام محمد ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) میں عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا ہوں"۔

سیدنا عبدالمطلبؓ نے سنا آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا: اے بیٹے تجھ پر میری جان قربان ہو جائے۔ مجھے پہچانیے میں تمہارا دادا عبدالمطلب ہوں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا پڑے۔ اپنے پیارے دادا ابو کے سینے سے لپٹ گئے۔ سیدنا عبدالمطلبؓ نے سینے سے لگا کر کافی دیر تک پیار کرتے رہے۔ چہرۂ والضحیٰ کے بوسے لیتے رہے۔ ہاتھوں کو چومتے رہے۔ سینے پر پیار کرتے رہے۔

پھر سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آگے اونٹ پر سوار کیا۔ مکہ شریف تشریف لے آئے۔ مکہ شریف پہنچ کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کی خوشی میں بہت سا سونا اور بہت سے اونٹ غریبوں' فقیروں میں تقسیم فرمائے۔

(معارج النبوۃ دوم صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۳' مدارج النبوت دوم صفحہ ۳۶' سیرت نبویہ' سیرت حلبیہ اول صفحہ ۲۹۷ تا ۲۹۸' حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۲۵)

میرے دوستو! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، سیدہ حلیمہؓ سے گم ہو گئے؟ علماء فرماتے ہیں، یہ راز اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملے کس شان سے اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا تھا۔ کہ ساری دنیا میرے یار سے غافل ہو سکتی، ساری کائنات سے میرا نبی غائب ہو سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ یار سے غافل نہیں۔ کملی والا اللہ تعالیٰ کے ہر وقت رو برو رہتا ہے۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بچپن میں دو مرتبہ گم ہوئے۔ ایک مرتبہ سیدہ حلیمہؓ کے پاس سے ایک مرتبہ سیدنا عبدالمطلبؓ کے پاس سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خود فرماتے ہیں۔ میں دادا جان کے پاس تھا میں گم ہو گیا۔ میرے دادا بڑے پریشان ہوئے وہ روتے ہوئے کعبہ شریف کے پاس پہنچے۔ غلافِ کعبہ پکڑ کر دعا کی۔

"اے ربِ کائنات میرے بیٹے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں کہیں بھی ہے۔ میرے پاس پہنچا دے۔"

اللہ اکبر!

اِدھر سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا جان نے دعا مانگی۔ اُدھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنگل میں اکیلے پھر رہے ہیں۔ اتفاق سے اسی جنگل سے ابوجہل اونٹنی پر سوار کہیں سے آ رہا تھا۔ جب اُس کی نگاہ سرکار پر پڑی تو اس نے اونٹنی روکی۔ سرکار کو بلا کر پوچھا کے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ یہاں کیوں پھر رہے ہو۔ فرمایا بس ویسے ہی۔ ابوجہل نے کہا ہو سکتا ہے۔ آپ کے دادا جان آپ کو نہ پا کر کتنے پریشان ہوں گے۔ آیئے میں آپ کو ساتھ لے جاؤں۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ ابوجہل نے ڈاچی کو بٹھایا اور کہا۔ اے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آیئے میرے پیچھے سوار ہو جایئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ابوجہل کے پیچھے سوار ہو گئے۔ اب ابوجہل نے اپنی ناقہ کو ڈاچی کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔ مہار کھینچی لیکن اونٹنی اٹھتی نہیں۔ عصا مارا نہیں اٹھی، چابک مارا نہیں اٹھی علامہ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

"فَاَبَتِ النَّاقَۃُ اَنْ تَقُوْمَ"

ناقہ نے، ڈاچی نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ ابوجہل بڑا حیران ہوا کہ میری ناقہ کو ہوا کیا ہے۔ پہلے بالکل ٹھیک آ رہی تھی اب اسے کیا ہو گیا ہے۔ میرے دوستو!

علماء فرماتے ہیں کہ پتہ ہے ڈاچی کیوں نہیں اٹھی، کیوں نہیں چلتی اس لئے کہ ڈاچی کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ میری پشت پر سلطان کائنات سوار ہو چکے ہیں، پر بدنصیب ابوجہل نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بٹھایا۔ اپنی پشت کے پیچھے ہے۔ میں کیسے چلوں، میں کیسے اٹھوں، میں یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیچھے ہو، نوکر آگے ہو، مالک پیچھے ہو، غلام آگے ہو، نبی پیچھے ہو۔ ابوجہل آگے ہو۔

مجھے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلف کی قسم جب تک ابوجہل میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے آگے نہیں بٹھائے گا میں نہیں اٹھوں گی۔ اللہ اکبر!

ہے ڈاچی ہے۔ اونٹنی ہے، جانور پر ادب نبی دیکھو کتنا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی معمولی سی بے ادبی بھی برداشت نہیں کر سکی۔

افسوس انسان ہو کر، مسلمان کہلا کر، مولوی بن کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی کرے اور یوں کہے۔ "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے بڑے بھائی ہیں، ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں، ان کی اتنی تعظیم کرنی چاہیئے جتنی بڑے بھائی کی۔"

(تقویۃ الایمان، ص ۵۶)

افسوس ہے ایسی مسلمانی پر، اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی انسانوں کے بارے فرمایا: "اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ" یہ تو جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ

جنہاں دلاں وچ ادب نہ کوئی
تے حیوان اونہاں تھیں چنگے
کرن بے ادبی نبی ولی دی
مذہب انساں دے گندے

ابوجہل اونٹنی کو مارتا ہے پر اونٹنی اٹھتی نہیں، جب اس نے زیادہ اونٹنی کو مارنا شروع کیا تو اونٹنی نے چہرہ آسمان کی طرف کیا۔ عرض کی اے خالق کائنات، بدنصیب ابوجہل مجھے مار کر اٹھانا چاہتا ہے پر میں نے اٹھنا نہیں۔ اے رب کائنات مجھے اجازت عطا فرما۔ مجھے بولنے والی زبان عطا فرما تاکہ میں اس بے ایمان، بے ادب کو بتاؤں کہ میں اٹھتی کیوں نہیں ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے یار کے صدقے اونٹنی کو بولنے والی زبان عطا فرمائی۔ اونٹنی زبانِ حال سے بولی کہ "یا احمق" اے احمقوں کے سردار، اے

جاہلوں کے باپ۔

"هُوَ الْإِمَامُ فَكَيْفَ يَقُوْمُ خَلْفَ الْمُقْتَدِیْ بِهٖ"

"میں کیسے اُٹھوں میں کیسے چلوں، اُو بے ادبا تجھے پتہ نہیں تیری پشت کے پیچھے سارے نبیوں کا امام، ساری کائنات کا سردار، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف فرما ہیں۔"

ڈاہڈی کہن ی سُن بے ادبا!!
تے تینوں عقل نہ کوئی!
پچھے تیرے سرکارِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلّم)
جس تے ختم رسالت ہوئی!

اے ابوجہل اگر مجھے اُٹھانا چاہتا ہے۔ اگر مجھے چلانا چاہتا ہے تو پہلے محمد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنے آگے بٹھا پھر میں اُٹھ کے چلوں گی۔ نہیں تو قیامت آسکتی ہے میں اُٹھ نہیں سکتی۔

سُبحان اللہ

جب تک اگے بٹھاویں ناہیں
تے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلّم تائیں
ٹکڑے کر دے بیرے کر دے
تے اُٹھساں ہرگز ناہیں

ابوجہل نے جب اُونٹنی کی بات سُنی تو حیران ہو گیا۔ کہنے لگا۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تیری بڑی شان ہے، جانور بھی تیرا ادب

کرتے ہیں، تعظیم کرتے ہیں، تجھے پہچانتے ہیں۔ ابوجہل خود کہتا ہے۔

"فَلَمَّا اَرْكَبْتُهُ اَمَامِيْ"

کہ جب میں نے محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگے بٹھایا تو

"قَامَتِ النَّاقَةُ"

اونٹنی خود بخود اُٹھ کر بجلی کی طرح بھاگنے لگی۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۸ ص ۴۳۵، تفسیر عزیزی پ ۳۰، سیرت حلبیہ اول ص ۲۹۹
نصرت الواعظین ص ۳۳۲، گستاخ رسول کی سزا ص ۸۶ ص ۸۷)

ے اُگے جاں بٹھایا سرور!
تے وا گ جدوں پکڑائی!
سوہنی چال وکھاوے ڈاچی!
تے بہت خوشی وچ آئی
بے شک سب حیواناں معلم
تے عزت ادب رسولاں
پر اتنا ہوش نہیں انساناں
تے بے دیناں مجہولاں

حضرت عبدالمطلب ابھی کعبہ کے پاس تشریف فرما ہیں، ابوجہل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر مکہ شریف پہنچ گیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دادا کے حوالے کیا اور کہنے لگا اے سردار مکہ پتہ نہیں تیرا بیٹا بڑا ہو کر ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ فرمایا کیوں؟

ابوجہل نے کہا: میں نے تیرے بیٹے کو اونٹنی پر اپنے پشت کے پیچھے بٹھایا تو اونٹنی اس وقت تک نہیں چلی جب تک میں تیرے پوتے کو اپنے

آگے نہیں بٹھایا۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا مسکرا پڑے۔ فرمایا:
ابوجہل واقعی میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ سُبحان اللہ!

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیدنا عبدالمطلب جنگل سے جب تلاش کر کے لائے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ملنے کی خوشی میں حضرت عبدالمطلب نے سونا غریبوں میں تقسیم کیا کئی اونٹ ذبح کر کے مسکینوں میں گوشت بانٹ دیا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنا لختِ جگر دیکھا تو سینے سے چمٹا لیا۔ مسرت اور محبت کے آنسو آنکھوں سے چھلک پڑے۔ چار سال کی جدائی کے بعد میرے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج اپنی سگی ماں سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تشریف فرما ہیں۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا بہن تیری بڑی مہربانی تو نے چار سال تک میرے لختِ جگر کو بڑی محنت سے پالا ہے ہم تیرا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو عرض کی اے سردار زادی شکریہ تو آپ کا کہ اتنے بختوں والا، شان والا، عظمت والا بچہ چار سال میری کچی کلی میں رہا جس کے قدم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بلکہ میرے پورے قبیلے پر اپنا کرم فرمایا ہے۔ ہم کنگھے تھے اللہ تعالیٰ نے تیرے شہزادے کی برکت سے ہم کو لکھ بنا دیا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر خدمت کے بدلے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو بہت سا سونا، چاندی، کپڑے، جوتے، طرح طرح کے تحائف دیئے پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خوب انعام واکرام سے نوازا۔ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے مجھے اتنا انعام دیا۔ میں بیان

نہیں کر سکتی ۔ اللہ اکبر!

حضرت حلیمہؓ نے سیدہ آمنہؓ سے کہا۔ اے میری سردار زادی اب مجھے اجازت ہے۔ میں اپنے وطن جا سکتی ہوں۔ سیدہ آمنہؓ نے فرمایا: بہن بالکل جا سکتی ہو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ جب حضرت حلیمہؓ جانے لگی تو دل میں محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھنے والو ذرا سوچو ایمان سے بتانا اس وقت حضرت حلیمہؓ کے دل کی کیا کیفیت ہو گی اس وقت سیدہ حلیمہؓ کے دل پر کیا گزری ہو گی جب سیدہ حلیمہؓ جانے لگی تو کملی والے کو سینے سے لگا لیا۔ روتی بھی جاتی ہے اور کہتی بھی جاتی ہے۔ اے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نے بڑے بچوں کو دودھ پلایا ہے پر میں نے تجھ جیسا کوئی بچہ نہیں دیکھا۔ کملی والیا تو تو ہمارے گھر کا چراغ تھا۔ ہمارے گھر کی رونق تھی ہمارے گھر کی برکت تھی، ہماری آنکھوں کا نور تھا۔ اب میں جب گھر میں جاؤں گی تو نظر نہیں آئے گا تو میں محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کر کے کسے بلاؤں گی۔ بیٹیا تو مجھے اپنی اولاد سے زیادہ عزیز تھا۔ مجھے اپنی جان سے زیادہ پیارا تھا۔ میں نے چار سال تیری خدمت کی ہے۔ بیٹیا انسان ہوں بشر ہوں اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اپنی دائی حلیمہؓ کو معاف کرنا۔

سیدہ حلیمہؓ باتیں کر رہی ہے۔ کریم رحیم آقا کی پیاری پیاری آنکھوں سے موتیوں جیسے آنسو نکل نکل کر رخساروں پر بہہ رہے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتا دیکھ کر میرا دل کہتا ہے زمین بھی رو پڑی ہو گی۔ آسمان بھی سیدہ حلیمہؓ نے آخری بار سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخساروں پر پیار دیا۔ سیدہ آمنہؓ کو سلام عرض کیا۔ جناب عبدالمطلبؓ کی خدمت میں آداب پیش کیا اور چل پڑی۔

؎ آگیا وقت جُدائیاں والا تے دَردوں ہنجوں جاری
چُپ کر کے جُدوں کول مائی دے تے بیٹھا نبی غفاری

سیّدہ حلیمہؓ میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو مکّہ شریف والدہ ماجدہ کے پاس چھوڑ کر اپنے وطن واپس تشریف لے گئیں۔ میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عمرِ مبارک کی منزلیں طے کرتے ہوئے جب چالیس برس کے ہوئے تو میرے کریم نبی نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اعلانِ نبوّت فرمایا: اپنی نبوّت کا اظہار فرمایا۔ یہ نہیں کہ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو چالیسؑ سال کے بعد نبوّت ملی۔ ناں ناں بلکہ نبوّت کا اظہار فرمایا۔

میرے کریم آقا نبی تو پہلے کے تھے، رسُول تو ہزاروں سال پہلے کے تھے۔ پیغمبر تو لاکھوں سال پہلے کے تھے۔ نبوّت کی سند نبوّت کا تمغہ نبوّت، خزانہ میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اللہ کریم نے اُس وقت عطا فرمایا، جب ابھی حضرت آدم علیہ السّلام بھی نہیں بنے تھے۔

میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود فرمایا:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ"

مَیں اُس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السّلام پانی اور مٹّی کے درمیان تھے یعنی وہ ابھی بنے ہی نہیں تھے، مَیں نبی تھا۔

"كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

(ترمذی شریف، خصائص کبریٰ، مشکوٰۃ شریف ص۵۱۳، جواہر البحار جلد نمبر۱ ص۱۷۴، نُورانی مواعظ اوّل ص۱۳۳)

مَیں اُس وقت بھی نبی تھا۔ جب آدم علیہ السّلام رُوح اور جسم کے درمیان تھے۔ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں، ابھی نسلِ انسانی کا باپ نہیں بنا مَیں

اللہ تعالیٰ کی عطا سے اُس وقت بھی نبی تھا۔ تو سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چالیس سال کے بعد جو لوگوں کو بتایا کہ میں نبی ہوں تو وہ اظہار فرما رہے تھے۔ اعلان فرما رہے تھے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز سُن کر جن کے مقدر میں اسلام لکھا تھا وہ اسلام لے آئے جن کے مقدر میں ایمان نہیں تھا وہ چاند کے دو ٹکڑے ہوتے دیکھ کر سورج کو اُلٹا پھرتا دیکھ کر بھی مسلمان نہ بنے۔

حضرت حلیمہؓ حضرت حارث کا ایمان

میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب اعلانِ نبوت فرمایا؛ تو سرکار کا اعلان پورے مکے میں ہر انسان نے سُنا۔ صرف مکے والوں نے نہیں بلکہ مدینہ والوں نے سُنا یمن والوں نے سُنا شام والوں نے سُنا۔ ایران والوں نے سُنا۔ عرب والوں نے سُنا عجم والوں نے سُنا۔ ناں، ناں پوری زمین کے ذرات نے سُنا۔ فرش نے سُنا، عرش نے سُنا۔ کائنات کے ذرے ذرے نے میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعلان کو سُنا۔ کسی نے سُن کر غلامی کا پٹہ گلے میں ڈال کر اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔

کسی نے سُن کر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان پر عمل نہ کر کے شیطان کو خوش کیا۔ میرے نبی کی آواز سیدہ حلیمہؓ کی بستی العتیق جو وادی بنی سعد کے نام سے مشہور تھی۔ طائف سے ۵۰ کلو میٹر دور وہاں بھی پہنچی۔

سیدہ حلیمہؓ کے خاوند حارث بن عبد العزیٰ نے ایک دن سیدہ حلیمہؓ سے فرمایا؛ حلیمہؓ آج میرا دل کرتا ہے۔ میں مکہ شریف جاؤں اللہ تعالیٰ کا گھر بھی دیکھ آؤں۔ اپنے رضاعی بیٹے محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مل آؤں تیرا کیا خیال ہے؟

سیّدہ حلیمہؓ نے سُنا تو تڑپ گئیں۔ فرمایا: حارث اکیلے جاؤ گے، مجھے نہیں لے جاؤ گے۔ حضرت حارث نے فرمایا تم بھی ضرور چلنا لیکن سفر بڑا ہے پہلے مَیں جاتا ہوں، حالات کا جائزہ لے کر پھر تمہیں بھی ساتھ لے جاؤں گا۔ سیّدہ حلیمہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

حضرت حارث مکّہ شریف پہنچے، کعبہ شریف کا طواف کیا لوگوں سے ملاقاتیں ہوئیں، سارا مکہ حضرت حارث کو جانتا تھا کہ سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو آپ کی بیوی نے چار سال بڑی محنت سے بڑے پیار سے پالا تھا۔ اپنا دُودھ پلایا تھا۔ قریش جب حضرت حارث سے ملے تو انہوں نے حضرت حارث سے کہا۔

"اَلَا تَسْمَعُ یَا حَارِثُ مَا یَقُوْلُ اِبْنُکَ هٰذَا"

اے حارث کیا تُو نے سُنا ہے کیا تجھے پتہ چلا ہے۔ تجھے کچھ خبر ہے۔ تیرا بیٹا محمد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کیا کہتا ہے۔

حضرت حارث نے فرمایا: مجھے کیا خبر کیا کہتا ہے مَیں تو مکّہ شریف سے دُور رہتا ہوں، تم شہر میں رہتے ہو۔ تمہیں زیادہ خبر ہو گی۔ اچھا وہ کیا کہتا ہے؟

کفار مکّہ نے، نبی پاک کے منکروں نے، سرکار کے بے ادبوں نے کہا۔ حارث تیرا بیٹا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وَحدَہٗ لَاشریک ہے۔ محمد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اُس کے رسُول ہیں جو اللہ تعالیٰ کو وَحدَہٗ لَاشریک مانے گا مجھے اللہ تعالیٰ کا رسُول تسلیم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کو قیامت کے دِن خوش ہو کر جنّت کے محلّات عطا فرمائے گا اور جو نہیں مانے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن اِنہیں جہنّم میں ڈالے گا۔ جہاں طرح طرح کے عذاب ہوں گے

لوگوں نے کہا قریشِ مکہ نے کہا ہم نے تو بزرگوں سے سنا تھا بس یہی دنیا کی زندگی ہے پھر سب چیزیں ختم، لیکن تیرا بیٹا کہتا ہے نہیں مرنے کے بعد پھر حشر کو قیامت کو اللہ تعالیٰ ساری کائنات کو دوبارہ زندہ کر کے سند اجرا عطا فرمائے گا۔

اے حارث اس کی یہی باتیں سُن کر ہم اس کے مخالف ہو گئے ہیں۔ کچھ لوگ اس کے ساتھ ہیں اور اکثر لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ حضرت حارث نے فرمایا، بھئی بات یہ ہے کہ یہ باتیں ہیں تو عجیب، بہر حال میں خود اپنے بیٹے سے مل کر یہ باتیں پوچھتا ہوں۔ سُبحانَ اللہ؛

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دربارِ نبوت پر تشریف فرما ہیں اپنے آستانہ عالیہ میں جلوہ فرما ہیں، اپنے غلاموں کو اسلام کی اہمیت سے دین کے ارکان سے آگاہ فرما رہے ہیں۔

ادھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی غلام نے آکر با ادب طریقے سے عرض کی حضور آپ کے رضاعی والد حضرت حارث آپ کی رضاعی والدہ سیدہ حلیمہؓ کے شوہر آپ سے ملنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے خوش ہوئے ادھر غلام نے خبر سنائی ادھر میرے آقا کے رضاعی والد بھی تشریف لے آئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت حارث کو دیکھا تو استقبال کے لئے آپ کی تعظیم کے لئے میرے نبی کھڑے ہو گئے۔ معانقہ فرمایا۔ گلے سے لگایا۔ بڑا پیار بڑی محبت سے اپنی رحمت والی چادر اتار کر سامنے بچھا کر اپنے رضاعی والد کو اس پر بٹھایا۔ خیریت پوچھی، امی حلیمہ کے بارے پوچھا جب گھر کے حال پوچھ کر فارغ ہوئے تو حضرت حارث نے عرض کی، حضور میں جب کعبہ تشریف

کے طواف سے فارغ ہُوا تو لوگوں نے مجھے آپ کے بارے عجیب باتیں بتائی ہیں کیا یہ صحیح ہیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کون سی؟ عرض کی لوگ کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ جب سب لوگ دُنیا سے چلے جائیں گے جب سب انسان فوت ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دِن پھر سب کو زندہ فرمائے گا۔ نیک جنت میں جائیں گے۔ بُرے دوزخ میں جائیں گے۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مُسکرا پڑے فرمایا: ہاں بالکل درست میں نے یہ اعلان کیا ہے۔

پھر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حارث کا ہاتھ بڑے پیار سے پکڑ کر کہا۔ اے ابّا جان آج اگر قیامت کا دِن ہوتا تو میں آپ کو بتاتا کہ کیسے لوگ جنت میں اور جہنم میں جا رہے ہیں۔ ابّا جان اگر آپ بھی جنت میں جانا چاہتے ہو تو میری بات تسلیم کر لو۔ سُبحانَ اللہ!

حضرت حارث نے جب کملی والے کی بات سُنی، یہ گفتگو سُنی تو دل پر اُتر گئی اُسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر مُسکرانے لگے۔ کسی نے کہا حارث مُسکراتے کیوں ہو۔ فرمایا: بیٹا اِس لئے کہ میرے بیٹے محمد کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے میرا ہاتھ پکڑا ہے۔ اب مجھے یقین ہے یہ اس وقت چھوٹے گا جب مجھے جنت میں پہنچائے گا۔ سُبحانَ اللہ!

(سبل الھدیٰ جلد ۱ صـ۴۶۹، سیرت حلبیہ اوّل صـ۲۸۱)

میرے دوستو! یہ حقیقت ہے جس نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دامن پکڑ لیا۔ اِنشاء اللہ اس کا بیڑا پار ہے وہ جنت میں جانے سے کبھی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جنت میرے ربِّ کریم نے بنائی۔ یار کے

غلاموں کے لئے ہے۔

اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ

؎ اللہ اللہ عزوجل کریئے تاں گل بن دی اے
کلمہ نبی دا پڑھیئے تاں گل بن دی اے
بندیا رب دیا رب نوں لبھنا سوکھا نہیں
مرن توں پہلاں مریئے تاں گل بن دی اے
ایدھر اُودھر کھجل ہونا چنگا نہیں !!
راہ اہل سنت دے چلیئے تاں گل بن دی اے
دولت، عزت، شہرت دا کوئی فائدہ نہیں !

اِدھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی والد نے کلمہ پڑھا اُدھر اللہ تعالیٰ اُن پر راضی ہوگیا۔

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رضاعی والد اپنے بیٹے کا کلمہ پڑھنے کے بعد چند دن رہے پھر وطن تشریف لے گئے۔ سیدہ حلیمہؓ نے اپنے سرتاج کو دیکھا بڑی خوشی ہوئی، سب سے پہلے اماں حلیمہؓ نے پوچھا حارث پہلے یہ بتا میرے مکی بیٹے کا کیا حال ہے۔ کیسے گزر رہی ہے۔ میرے لال کی حضرت حارثؓ نے فرمایا :

حلیمہؓ تمہیں مبارک ہو تیرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج پہنا دیا ہے وہ تو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ہے۔ وہ امام الانبیاء ہے سارے نبیوں کا سلطان ہے۔ اس نے اعلان کر دیا ہے۔

لوگو ! اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے میں اس کا رسول ہوں۔ لوگ اس کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ اسلام قبول کر رہے ہیں۔

حضرت حلیمہؓ نے فرمایا: حارث تم نے کلمہ نہیں پڑھا۔ حضرت حارث نے فرمایا: بخت آور میں کلمہ نہ پڑھتا تو کون پڑھتا۔ لوگ ایک ایک کمال دیکھ کر اسے رسول مان رہے ہیں۔ ہم تو وہ ہیں جنہوں نے اس کے ہزاروں کمال بچپن میں دیکھیں ہیں۔ حلیمہؓ اب میں کافر نہیں مسلمان ہوں۔ بے ایمان نہیں باایمان ہوں۔

حضرت حلیمہؓ نے سنا تو کہا: میرے سرتاج اب مجھے بھی اجازت دو میں بھی مکہ شریف جاؤں، بیٹے کی زیارت بھی کر آؤں، کلمہ پڑھ کے جنت کے ٹکٹ بھی لے آؤں۔ فرمایا: اجازت ہے۔ چند دنوں کے بعد سیدہ طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ حضرت سیدہ حلیمہؓ بھی مکہ شریف تشریف لے آئیں۔ سرکار کے درِ دولت پر حاضر ہوئی۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امی جان کو دیکھا۔ والہانہ طریقے سے گلے سے چمٹ گئے۔ فرمایا: لوگو میری امی آگئی یہ دیکھو میری امی حلیمہؓ آگئی۔ سبحان اللہ!

جب سیدہ حلیمہؓ تشریف لائیں تو حافظ ابو محمد المنذری اپنی کتاب مختصر سنن ابو داؤد میں فرماتے ہیں۔

"حلیمۃ امۃ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اسلمت"

سیدہ حلیمہؓ سرکار کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔

علامہ المنذری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ سیدہ حلیمہؓ نے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی احادیث بھی روایت فرمائی ہیں۔

(سبل الھدیٰ جلد نمبر ا ص ۴۶۷)

نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صحابی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی احادیث سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا سے نقل فرمائی ہیں۔

مسند ابو یعلیٰ ۔ طبرانی شریف، ابن حبان، میں حضرت عبداللہ بن جعفر جب روایت بیان فرماتے ہیں تو یوں کہتے ہیں۔

"حَدَّثَتْنِیْ حَلِیْمَۃُ"

مجھے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے احادیث رسول کا درس دیا۔

(الاستیعاب جلد ۴ صفحہ ۲۷، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی رضاعی مائیں ص۴۶ ص۴۷)

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق کتاب الوفا جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۱۴، میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اعلانِ نبوت فرمایا تو اعلانِ نبوت کے بعد سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حارث دونوں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔

"فَاَسْلَمَتْ زَوْجُھَا وَبَایَعَا"

اُنہوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ آپ کے خاوند نے بھی اسلام قبول کیا اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر بیعت بھی کی۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں، ص۴۶)

سیّدہ حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب ہم تمام دائیاں بچپن میں سرکار کو لینے کے لئے مکہ معظمہ پہنچیں تو حضرت عبدالمطلب نے ہمارے قبیلے کی سردائی کو کہا کہ آؤ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت کرو اور اگر آتے تو لے جاؤ۔

امام زرقانی علیہ الرحمۃ یہ روایت لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ دیکھو ابھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے ہیں نبوت کا اعلان کیا نہیں لیکن حضرت

حلیمہؓ نبیؐ پاک کو رسول اللہ بھی کہہ رہی ہیں اور آپ پر درود و سلام بھی پڑھ رہی ہیں۔ امام زرقانی فرماتے ہیں۔

"ھٰذَا صَرِیْحٌ فِیْ اِسْلَامِھَا"

یہی تو سیدہ حلیمہؓ کے اسلام لانے کی واضح اور کھلی دلیل ہے کیونکہ حَیْثُ قَالَتْ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) وہ رسول اللہ بھی کہہ رہی ہیں اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کہہ رہی ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ!

(زرقانی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۴۲، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضاعی مائیں ص ۱۵)

مولوی عبدالمجید سوہدروی، غیر مقلد وہابی، ماہنامہ مسلمان سوہدرہ ۴ ربیع الاول ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ کے حبیب نمبر پر یوں لکھتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبوت کا دعوی فرمایا تو آپ کی رضاعی ماں حلیمہؓ اور اس کا شوہر حارث بن عبدالعزیٰ اور ایک رضاعی بھائی اور رضاعی بہن آپ پر ایمان لائے۔ (ماہ طیبہ سیالکوٹ جولائی ۱۹۹۶ء ص ۳۹)

بی بی شیما کا ایمان۔

فتح مکہ کے بعد ایک غزوہ ہوا جس کا نام غزوہ حنین اس غزوہ میں دو قبیلے بنو ہوازن اور ثقیف عرب کے مشہور قبیلے تھے۔ جرأت اور بہادری ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ دونوں قبیلے کافروں کے قبیلے تھے۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ فرما لیا تو انکو بھی اسلام کی دعوت دی لیکن ان کو اپنی بہادری پر ناز تھا۔ انہوں نے اسلام لانے سے انکار کر دیا۔ اور سرکار کے ساتھ لڑنے کے لئے جمع ہو گئے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو سرکار بھی اپنے بارہ ہزار

سپاہی لے کر ان کے مقابلے میں پہنچ گئے یہ دونوں قبیلے جب لڑنے کے لئے آئے تو اپنے بچے بیوی مال سونا چاندی سارا مال متاع لے کر آئے اس نیت سے تاکہ میدان چھوڑ کر کوئی گھروں کی طرف نہ جائے لڑائی شروع ہوئی ان دو قبیلوں نے اتنے سخت حملے کئے کہ کئی صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔ صحابہؓ کے پیر اکھڑ گئے۔

جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ منظر دیکھا تو میرے کریم نے زمین سے ایک مٹی کی مٹھی اٹھائی اس پر قرآن مجید پڑھا۔ پھونک مار کر جب ان بے ایمانوں کی طرف پھینکی تو فرمایا:

"شَاهَتِ الْوُجُوهُ" ط یہ چہرے کافروں کے چہرے قبیح ہو گئے بس یہ کہنا تھا مٹی پھینکی سارے کافر میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

سُبْحَانَ اللہ!

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتہً منہ پھر گیا

جب بھاگے تو نہ مال دیکھا نہ بچے دیکھے نہ بیویاں یاد رہی، نہ زیورات یاد رہے۔ بس جان بچا کر بھاگ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے یار کے صدقے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ ساری بیبیاں گرفتار ہو گئیں۔ سونا چاندی زیورات سب سرکار کے غلاموں کے قبضے آگیا۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کئی دن تک وہاں رہے تاکہ کوئی ان قبیلوں کا معزز بندہ آئے فدا کے اور ان کو چھڑوا کر لے جائے لیکن کوئی نہ آیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لے آئے سارا

سامان، سارے قیدی آپ نے غلاموں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ ان قیدیوں میں سیدہ حلیمہؓ کی بیٹی شیما بھی تھیں۔ انہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابیؓ سے پوچھا کہ تمہاری فوج کا سپہ سالار کون ہے، جرنل کون ہے۔ نبی پاک کے صحابیؓ نے فرمایا: بی بی تمہیں پتہ نہیں؟ کہا پتہ ہوتا تو پوچھتی؟

فرمایا، ہماری فوج کے جرنل امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ شیما نے کہا کہ مہربانی فرما کر مجھے اپنے نبی کی بارگاہ میں لے چلو۔

صحابیؓ نے فرمایا: بی بی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مصروف ہیں تم ہی کوئی پیغام ہے تو دے دو میں پیغام وقت ملتے ہی پہنچا دوں گا۔ وہ بولی کہ نہیں بھائی میری تمنا ہے۔ تمہارے نبی سے براہ راست ملوں؟

صحابیؓ نے فرمایا: وجہ کیا ہے؟ بی بی شیما رو پڑی فرمایا۔ میں نے تمہارے نبی کی بڑی شان، بڑی عظمت، بڑی شہرت سنی ہے اور تھوڑا بہت میں بھی جانتی ہوں۔ صحابیؓ مسکرا کر فرمانے لگے اچھا جانتی ہو تو بتاؤ ہمارا نبی کیسا ہے۔ سبحان اللہ!

تو بی بی شیما بولی کہ

میں مسلماناں دے نبی نوں جانتی آں
بڑا رحم تے کرم کمان والا!
آپ بہند اکھور دے صف لتے
تے چادر دشمناں تھلے وچھان والا

؎ خالی آئے سوالی نوں موڑ دا نہیں
تے ہتھیں آپ خزانے لٹاؤن والا
گنہگاراں دی لج اے ہتھ اُوہدے
تے روزِ حشر اے اُمت بخشاؤن والا

صحابیؓ نے جب بات سُنی تو وجد میں آ گئے۔ فرمایا، بی بی ہو، کافرہ ہو۔ بے ایمان ہو۔ نبی کی دشمن کی فوجی کی سپاہی، پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جانتی ہے۔ کیسے؟

بی بی شیما نے فرمایا، یہ بات یہاں نہیں بتانی۔ تمہارے نبی کے سامنے بتاؤں گی تم بھی وہاں سُن لینا۔ ایک مرتبہ مجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لے تو چلو کیوں کر تمنا ہے کہ

یہ بندہ ہو، وہ آقا ہو، یہ منگتا ہو، وہ داتا ہو!
ہوں میرے ہاتھ پھیلے جوش میں ہو رحمت باری

سُبحان اللہ!

آج ہر سُنی بھی یہی تمنا کرتا ہے کہ

؎ میرے عربی ماہی در تے بلاؤ
میرا رونے تے آون نوں جی کردا
اللہ کدی تاں اپنا چہرہ وکھا
میرا دُکھڑے سناون نوں جی کردا

جب بی بی نے زیادہ اصرار کیا تو سرکار کے غلام کو ترس آ گیا۔ رحیموں کے غلام بھی رحیم ہوتے ہیں۔ وہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سپاہی بی بی کو ساتھ لے کر سرکار کے حجرے پر آیا۔ سرکار اندر آرام فرما ہیں، غلام باہر

پہرہ دے رہا ہے۔ بی بی اندر داخل ہونے لگی۔ دربانوں، غلاموں نے روکا۔ بی بی خیال کرو کہاں جا رہی ہے؟

رُک جا بی بی شیما، بڑے فخر کے ساتھ فرماتی ہے تم رُک جاؤ تمہیں پتہ نہیں میں کون ہوں؟ میرا تمہارے نبی سے رشتہ کیا ہے؟

غلاموں نے دربانوں سے پوچھا بی بی کیا ہے؟ فرمایا،

"وَاعْلَمُوْا اِنِّیْ اُخْتُ نَبِیِّکُمْ"

یقین کرلو، آگاہ ہو میں تمہارے آقا کی بہن ہوں۔ سبحان اللہ!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے سارے پردے ساری رکاوٹیں دور کر دیئے۔ بی بی اندر چلی گئی یہ حضرت شیما اور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساٹھ سال کے بعد پہلی ملاقات تھی۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ یہ میری شیما بہن ہے۔ پر اُمت کو مسئلہ سمجھانے کے لئے پوچھا، بی بی کون ہو؟ شیما رو پڑی اور کہا کہ

جے اسیں غریب کنگال نمانے!!
تے تسیں سرداز اچیرے
درد دکھاں دیاں گلاں کرنیاں
تے میں کجھ نال نے تیرے

سرکار نے فرمایا، مائی کیا بات کرنی ہے کہ عرض کی میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں تیری پیاری شکل دیکھی تھی، جب آپ تین چار سال کے تھے اس کے بعد آج پھر زیارت ہو رہی ہے۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر بڑی گزری پر تیرے چہرے پر پہلے سے

بھی زیادہ نور کی لاٹیں ہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی تک آپ نے نہیں پہچانا تو سنیں میں آپ کی رضاعی بہن شیماں ہوں۔

؎ تو ساڈے گھر پرورش پائی اے
تے گلاں یاد کرائیاں
میں شیماں میری ماں حلیمہؓ
تے اسیں ہاں تیریاں دائیاں
ماں میری تینوں دودھ پلاندی
تے میں سی تینوں چاوندی
نال محبت تینوں چاھندی
تے سارا دن کھڈاوندی

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ہمارے گھر پرورش پائی۔ میری امی آپ کو دودھ پلاتی تھی میں آپ کو سارا دن کھیلاتی تھی۔ آقا وہ وقت یاد کرو۔

؎ میں حلیمہؓ دی ہاں جائی
تے اوہ ہے تیری دائی
اوہ وی دائی تے میں وی دائی
اُتے نال دعوے تے آئی

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تیری دائی کی بیٹی ہوں، میں بھی تیری دائی ہوں اور تیرے دربار میں بڑے دعوے کے ساتھ آئی ہوں کہ میرا نبی دیر میرے جانے کی لاج رکھ کر مجھے سرخرو کر کے دربار سے بھیجے گا۔ وہ کون سے دعوے کے ساتھ آئی ہوں عرض کی۔

؎ اج میں وی ویرا قیدی بن کے
تے آئی تیرے وچہ دوارے
ایہہ گل سُن کے چھم چھم رُہن
تے پاک رسول سہارے

جب میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُنا کہ میری بہن شیما بھی قیدیوں میں شامل ہے۔ سرکار کے رحمت والے اٹھ دا گئے پھر ہوا کیا کہ

؎ موڈیاں اُتوں کمبل لاہ کے
تے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہٰی
ہیٹھ وچھ آیا شیماں وارن
تے اُتّے ادباں نال بٹھائی

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحمت والی چادر اُتار کر زمین پر بچھا دی۔ اپنی رضائی بہن کو اس پر بٹھایا۔ پھر میرے آقا پر رقت طاری ہوگئی۔ میرے آقا کافی دیر روتے رہے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے دیکھ کر سارے صحابہؓ رو پڑے۔ نہیں مکہ رو پڑا۔ مدینہ رو پڑا۔ زمین رو پڑی، آسمان رو پڑا، فرشتے رو پڑے۔ ناں ناں مجھے کہنے دو۔ میرے آقا کو روتے دیکھ کر کائنات کا ذرہ ذرہ رو پڑا۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز ماری صحابہؓ میرے آقا کی آواز سُن کر سب جمع ہوگئے۔ عرض کی لبیک یا رسول اللہ!
اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حکم ہے فرمایا،

یہ بی بی میری رضاعی بہن ہے۔ اور اس نے بچپن میں میرے ساتھ دُودھ پیا۔ اس نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ زندگی میں ملی ہے۔ اور وُہ بھی قیدی کی صُورت میں۔

میرے صحابہؓ قیدیوں کے مُعاملات میں پہلے تُم سے مشورہ کرتا تھا لیکن آج میری بہن سوالی بن کے آئی ہے آج کسی سے مشورہ نہیں ہوگا۔ میری بہن کو اور اس کے تمام قیدیوں کو اللہ واسطے رہا کر دیا جائے میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا حکم تھا۔ فوراً سارے قیدی بلا مُعاوضہ آزاد کر دیئے گئے۔

میرے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سپاہیوں سے فرمایا کہ میری بہن کو تین غُلام دو نوکرانیاں، باندھیاں، پندرہ اُونٹ اور جتنی بکریاں لے جا سکتی ہے میری طرف سے تحفے کے طور پر ادا کرد۔ سب چیزیں حاضر ہوگئیں۔ بی بی شیماں رونے لگی۔

میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا بہن رو نہیں یہ دربار رونے والا نہیں، یہ مُسکرانے اور لبوں پر مُسکراہٹ دینے والا دربار ہے۔ اگر مال کم ہے اور بتا تجھے ملے گا۔ عرض کی آقا تیری یہ تھوڑی کرم نوازی ہے کہ آپ نے ہمیں قید سے آزاد کر دیا۔ اپنا کلمہ پڑھا کے جہنّم سے بھی آزادی دلا دے۔ سُبحانَ اللہ!

میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تمام قیدیوں کو کلمہ پڑھایا۔ اور جنّت کا وارث بنا دیا۔ بی بی شیما تو قدموں پہ گر پڑی۔

سے گر کے قدموں پہ وُہ تو قُربان ہوگئیں
پڑھ لیا کلمہ اور وُہ مُسلمان ہوگئیں

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قید سے آزاد کر دیا۔ جہنم سے بھی آزادی دلا دی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ میرے نبی نے بی بی شیماں کو دین دنیا کی نعمتیں عطا کر کے فَاَغْنَاهُمْ غنی کر دیا۔ اللہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ پ۱۰۔ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے محبوب نے انہیں غنی کر دیا۔

؎ عزتاں نال نبی نے ٹوریا تے کافی مال دلایا
اونٹ لدوا کے نال سی بھیجیا تے راوی ذکر لیایا

(الوفا ص۳۳، ص۳۵، مدارج النبوت دوم ص۵۲۵، ص۵۲۶، معارج النبوت سوم ص۳۹۲ رسائل نعیمیہ ص۲۴۲ ماہ کنعاں ص۹۲، ۹۴ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضاعی مائیں ص۷، ۸، تاریخ ابن ہشام دوم ص۲۹۸)

میرے دوستو توجہ فرماؤ:

خالق کائنات کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی رضاعی بہن کی کتنی خدمت کی، کتنی عزت کی، کتنا مقام دیا۔ کتنی شان عطا فرمائی۔

کاش ہم مسلمان سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے اسی طرح اپنے عزیز و اقارب، اپنے خاندان، اپنے رشتے داروں سے اپنی بہن بھائیوں سے سلوک کرتے، جیسے میرے کملی والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رضاعی بہن سے فرمایا۔

لیکن افسوس کہ خاندان کے قریبی لوگ ایک دوسرے سے عداوت کرتے ہیں، حسد کرتے ہیں، کوئی عزیز اچھا کھا لے، اچھا پہن لے، اچھے مرتبے پر چلا جائے۔ برداشت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ خاندان کے کسی فرد کا بلند مقام پر چلے جانا۔ یہ پورے خاندان، پورے قبیلے کی عزت ہے

پھر اس آدمی کو بھی اپنے خاندان کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے عزت، شرافت، مقام عطا فرمایا ہے۔ اکثر خاندانوں میں رقابت دیکھی جاتی ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت وعظمت کے صدقے ہمیں اپنے اور اپنے بندوں کے حقوق کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بہن شیماں کی کتنی عزت فرمائی۔

میرے دوستو، خیال کرو۔ جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رضاعی بہن کی اتنی عزت فرماتے تھے تو اپنی رضاعی والدہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کتنی عزت فرماتے ہوں گے۔

اللہ اکبر!

سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعظیم:

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں، صحابہ کرام کا جمِ غفیر موجود ہے۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کے درمیان جلوہ فرما ہیں، آگے بھی غلام پیچھے بھی غلام دائیں طرف بھی صحابہ بائیں طرف بھی صحابہ کے درمیان ایسے لگ رہے ہیں، جیسے چاند ستاروں کی جھرمٹ میں موجود ہو۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں کو اسلام کی اہمیت، دین کے مسائل سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ میرے نبی کے غلام بڑی ہی توجہ سے سن بھی رہے ہیں اور دیدار کی لذت بھی لے رہے ہیں۔ میرے آقا غلاموں کے

سامنے رحمت کے موتی بکھیر رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ وعظ کرتے کرتے اچانک سرکار کھڑے ہوگئے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر تبسم آگیا مسکراہٹ آگئی۔ سبحان اللہ!

دنیا کا ہر انسان ہنستا ہے پر تیرے میرے ہنسنے میں اور نبی کے ہنسنے میں بڑا فرق ہے۔ نبی ہنسے تو جنت کا منظر بن جاتا ہے۔ نبی ناراض ہو تو جہنم کا منظر بن جاتا ہے۔ کیونکہ نبی کی ناراضگی جہنم میں لے جاتی ہے۔

ابوبکر سے نبی راضی ہوا تو بیڑا پار۔ ابوجہل سے ناراض ہوا تو فی النار۔ ابوبکر نے اقرار کیا قیامت تک صدیق بن گیا۔ ابوجہل نے انکار کیا قیامت تک زندیق بن گیا۔

صحابہؓ فرماتے ہیں، خالق کائنات کا یار درس چھوڑ کر واعظ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں ہم بڑے حیران ہوئے کہ وہ کون ہے وہ کس شخصیت کا مالک ہے کہ جس کے استقبال کے لئے رب عزوجل کا ماہی کھڑا ہو گیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دائیں طرف دیکھا۔ بائیں طرف دیکھا آگے پیچھے دیکھا۔ کوئی ایسی شخصیت کوئی نووارد کوئی نیا مہمان ہمیں نظر نہیں آیا۔ صحابہؓ فرماتے ہیں اب ہم تلاش کرنے لگے کہ وہ کون سی ہستی ہے۔ وہ کون معتبر ہے جس کے لئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں؟ صحابہؓ فرماتے ہیں ہم دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے جب ہماری نگاہ باب جبرئیل پر پہنچی تو ہم نے بڑا عجیب منظر دیکھا کہ ایک دیہاتی، ایک پینڈو، ایک بدو کی عورت دروازے کے درمیان کھڑی ہے۔ لمبا قد ہے۔ رنگت

سانولی ہے اور چوڑی اور کشادہ پیشانی ہے۔ صحت مند ہے۔ سفید چادر سے پورا جسم لپٹا ہوا ہے۔ ادھیڑ عمر ہے اور بغل کے نیچے ایک سامان کی گٹھڑی بھی لئے ہوئے ہے۔ اونٹنی پر سوار ہے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے نکلے۔ صحابہؓ بھی نکلنے لگے میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا: تم یہیں رکو۔ صحابہؓ رک گئے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بی بی کی اونٹنی کے قریب پہنچے۔ اونٹنی بیٹھنے لگی۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا کندھا پیش فرمایا؛ جس طرح بوڑھا آدمی ٹیک لگا کر اترتا ہے وہ بی بی بھی اسی طرح سرکار کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اترنے لگی۔

صحابہؓ حیران کہ یہ بی بی ہے کون؟ جس کا استقبال جس کے ناز وہ نبی اٹھا رہا ہے جس کے قدموں کو چومنے کے لئے جبرائیل علیہ السلام ترستے جس کو سلامی دینے کے لئے فرشتے بے قرار ہیں حوریں غلامی کے لئے ترسیں، جب بی بی نیچے اتری تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر مسکرا پڑی۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسکرائے بی بی نے محبت سے پیار سے میرے نبی کی پیشانی چوم لی۔ بی بی نیچے بیٹھنے لگی۔ میرے کملی والے نے اپنی مزمل مدثر والی چادر کملی اتاری اور زمین پر بچھا دی۔ اس مائی کو اپنی چادر پر بٹھایا۔ خود میرے نبی ننگی زمین پر ایسے بیٹھے جیسے باوفا شاگرد استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔ باوفا مرید پیر کے سامنے بیٹھتا ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو زانو ہو کر بی بی کے سامنے بیٹھ گئے۔ صحابہؓ فرماتے ہیں ہم یہ منظر دیکھ رہے ہیں۔ پھر اس مائی نے میرے نبی

سے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سرِ انور جھکایا ہوا ہے۔ بڑی خاموشی سے سن رہے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں اس بی بی کی شان دیکھ کر بڑا رشک آیا۔ کہ کتنی شان والی ہے خود چادر پر بیٹھی رب عزوجل کا اپنی جگ کا سلطان ننگی زمین پر بیٹھا ہے۔ صحابہؓ فرماتے ہیں۔ بی بی باتیں بھی کرتی ہے اور میرے آقا کی زلفوں میں پیار سے ہاتھ بھی پھیرتی ہے پھر کبھی کبھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں کو چوم بھی لیتی ہے۔ اپنا سر سرکار کے کانوں سے لگا کر باتیں کرتی ہے۔

صحابہؓ فرماتے ہیں کئی منٹ تک وہ بی بی خالقِ کائنات کے یار سے راز و نیاز کی باتیں کرتی رہیں پھر وہ مائی اٹھی، سرکار بھی ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مائی پیچھے ہٹی میرے نبی نے کملی جھاڑ کر کے اپنے کندھے پر رکھ لی پھر مائی کو اندر گھر لے گئے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آواز ماری، عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، جویریہ، میمونہ، ام حبیبہ، زینب، سودہ، جی حضور، فرمایا: جلدی آؤ۔ یہ دیکھو یہ کون ہے۔ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام بیویوں سے بی بی کا تعارف کرایا۔ اس بی بی نے میرے آقا کی تمام ازواج کو پیار کیا۔ سر منہ چوما۔ سینے سے لگایا۔

میرے کملی والے نے فرمایا: عائشہ، جی آقا! فرمایا: میرے حصے کا دودھ کہاں ہے۔ آقا پڑا ہے۔ فرمایا: جلدی گرم کر کے لاؤ۔ میرے حصے کا کھانا بھی لاؤ۔ ادھر بی بی کھانا کھا رہی ہے ادھر میرے آقا نے آواز ماری، فاطمہ، رقیہ، زینب، ام کلثوم کہاں ہو بیٹی۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چاروں بیٹیاں

دوڑتی آئیں۔ فرمایا: اماں جی کو سلام کرو، ان کی خدمت میں بڑا ثواب ہے۔ صحابہؓ باہر سن رہے ہیں۔ ادھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ پر یہ منظر ہے۔

صحابہؓ فرماتے ہیں وہ بی بی صاحبہ ایک دو دن مدینہ شریف رہی پھر وہ بی بی اپنے وطن جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ صحابہؓ فرماتے ہیں، بی بی تمام نبی کے گھر والوں کو مل کر جب نکلی ماں۔

وہ بڑھیا، وہ بی بی آگے، پیچھے کائنات کا والی غریبوں کا لجپال نبی حالت کیا ہے۔ میرے نبی نے اس مائی کی سامان کی گٹھڑی اٹھائی ہوئی ہے۔ اس گٹھڑی میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں نے کیا تحفے باندھے۔ کچھ کھجوریں، کچھ ستو، کچھ کپڑے اور چند تحفے تحائف، آگے وہ بی بی، بی بی پیچھے رب عزوجل کا ماہی، ساتھ شہزادے حسن و حسین کھیلتے آتے ہیں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بی بی کی سواری کے قریب تشریف لائے۔ مائی کو بڑی تعظیم کے ساتھ، عزت کے ساتھ، اونٹنی پر بٹھایا۔ پھر اونٹنی کی مہار پکڑ کر میرا نبی ساتھ چل پڑا۔

جب مدینہ شریف سے بی بی کے علاقے کا راستہ شروع ہوا تو میرے نبی نے بی بی کو آخری سلام کیا۔ بی بی چل پڑی، جب تک بی بی کی سواری نظر آتی رہی میرا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑا دیکھتا رہا۔ سرکار دیکھتے بھی رہے، رحمت والی آنکھوں سے آنسو بھی آتے رہے۔ جب بی بی نظر سے غائب ہو گئیں تو سرکار واپس مسجد نبوی میں تشریف لائے۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں نے کہا آقا اگر اجازت ہو تو ایک بات پوچھیں، فرمایا: پوچھو عرض کی سرکار یہ بی بی صاحبہ کون تھیں؟ جس کی آپ نے

اتنی عزت، اتنی تکریم، اتنی تعظیم کی ہے؟

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سُنا تو اٹھ کر آ گئے۔ فرمایا: مدینے والو تم نے مائی کو پہچانا نہیں، یہ پہلی مرتبہ مدینہ شریف آئی ہے۔ اس مائی کے مجھ پر بڑے احسان ہیں، بڑے دِین ہیں، اس نے میری بڑی خدمت کی ہے۔ اس نے مجھے گودی میں چار سال کھلایا۔ اپنا شِیر پلایا۔ میرے ناز اٹھائے تو آقا نام کیا ہے؟ فرمایا یہی تو میری اماں حلیمہ ہے حلیمہ سعدیہ ہے۔ سبحان اللہ!

(خطبات دین پوری جلد نمبر ۲، صفحہ ۲۸۴، صفحہ ۲۸۷، سُنی علماء کی پنجابی تقریریں اوّل صفحہ ۳۸۵، صفحہ ۳۸۹)

میرے دوستو! توجہ کرو۔ یہ حلیمہ میرے نبی کی سگی ماں نہیں بلکہ دائی ہے۔ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نرس ہے۔ میرے نبی کی آیا ہے۔ حلیمہؓ نے میرے نبی کو جب دودھ پلایا تو میرے کملی والے کے دادا جان نے باقاعدہ معاوضہ دیا۔ انعام دیا۔ اُجرت دی۔ اب حلیمہ کا بظاہر اً کوئی حق نہیں تھا۔ پر صدقے جاؤں معلّم کائنات پر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں، میرے صحابہؓ۔ میں نے حلیمہؓ کا دودھ پیا ہے۔ اب قیامت تک حلیمہؓ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ماں بن گئی ہے۔ اب جو عزت میری سگی ماں کی ہو گی وہی دائی حلیمہ کی ہو گی۔ سبحان اللہ!

جناب مقصود مدنی نے کتنی پیاری بات کہی کہ

ماواں جنت والیاں چھاواں
تے کہندا اے جگ سارا
ماں میری نور دِتا ہے سی
تے رب نے شان نیارا

؎ میں ساں ذرہ گود اُوہدی نے
تے کر دِتا اے تارا
کر مقصود دُعاواں اُوہنے
بھار دِتا لاہ سارا

سامعین محترم!
دل کی گہرائیوں سے پڑھیں، محبت کی نگاہوں سے دیکھیں کہ رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دائی کو اپنی رضاعی ماں کو کتنی عزت، کتنی عظمت عطا فرمائی۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اعلانِ نبوت سے پہلے اور اعلانِ نبوت کے بعد مکہ شریف، مدینہ شریف سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے کئی بار تشریف لائیں۔ صحابہ کرامؓ نے اپنی مقدس نگاہوں سے دیکھا کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ماں کی عزت کی تعظیم کی، قدر کر دی۔
جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو میدانِ حنین کے ساتھ ایک مقام تھا جعرانہ میرے نبی یہاں سولہ ۱۶ دن غزوے کے بعد ٹھہرے رہے۔ صحابہ کرامؓ بھی ساتھ ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابیؓ حضرت ابوطفیل عامر ابن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن اپنے غلاموں میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے میں بھی شامل تھا۔

"اِذَا اَقْبَلَتْ اِمْرَاَۃٌ"
کہ اچانک ایک بی بی سرکار کو ملنے کے لئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔

"حَتّٰی دَنَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ"

یہاں تک کہ وُہ سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے قریب تشریف لے آئیں، جب میرے آقا کی نگاہ اس بی بی پر پڑی تو میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے گوشت کو تقسیم کرنا چھوڑ دیا۔ سارے کام وہیں روک دیئے۔ اس بی بی کے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے۔ وُہ بی بی بیٹھنے لگی تو

"فَبَسَطَ لَھَا رِدَآءَہٗ"

میرے آقا کائنات کے والی نے بے سہاروں کے سہارے نبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فوراً اپنی چادر مبارک کندھے مبارک سے اُتار کر زمین پر بچھا دی۔ پھر سرکار نے اس بی بی سے فرمایا۔ امّی جان یہاں تشریف رکھیں۔ حضرت ابوطفیل فرماتے ہیں۔

"فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ"

وُہ پاک بی بی وُہ محترم ماں میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مزمل والی چادر پہ بیٹھ گئی۔ حضرت ابوطفیل نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑے حیران ہوئے دِل میں سوچنے لگے آخر یہ کون بی بی ہے؟ جس کی اتنی عزت میرے نبی نے کی ہے۔ اتنی تعظیم میرے رسول نے کی ہے۔

حضرت ابوطفیل نے ایک سرکار کے بزرگ صحابی سے پوچھا کہ اے میرے آقا کے غلام، اے پیر بھائی۔ اے میرے نبی کے صحابی مَنْ ھِیَ یہ کون ہے؟ یہ بی بی کہاں سے آئی ہے؟ اِس بی بی کی اتنی تعظیم میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے کس وجہ سے فرمائی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ!

میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بزرگ صحابیؓ نے سابقین غلاموں نے جاننے والے غلاموں نے فرمایا۔ ابوطفیل تمہیں نہیں پتہ؟ فرمایا: نہیں تو

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

اُمُّہُ الَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ

(ابو داؤد شریف، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲۰، طبقات ابن سعد اول ص)

کہ یہ ہمارے آقا کی وہ ماں ہیں جنہوں نے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا دودھ پلایا تھا۔ ان کا نام سیدہ حلیمہؓ ہے۔ اللہ اکبر!

دسیا اِک صحابیؓ ایہہ تے شاناں پاؤن والی
سوہنے پاک رسول اللہ نوں تے دودھ پلاون والی
مائی حلیمہؓ سی اِک واری تے کول حضور دے آئی
استقبال اوہدے لئی اُٹھیا تے فوراً مدنی ماہی!
اَھْلًا سَھْلًا مائی تائیں تے سوہنے نے فرمایا
اپنی چادر پاک بچھا کے تے اُتے سی بٹھایا
آمنہ پاک نوں لکھ سلاماں تے لکھ لکھ ہون ودھایاں
جس دے لال دے صدقے ہر اِک تے ماں نے شاناں پایاں
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

میرے دوستو! نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف سیدہ حلیمہؓ کا ہی ادب نہیں کرتے تھے بلکہ سیدہ حلیمہؓ کے تمام گھر والوں کا میرے آقا ادب فرماتے۔ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت عمرو بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے آقا اپنے آستانۂ عالیہ پر تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرامؓ بھی زیارت سے مستفیض ہو رہے ہیں کہ اچانک سیدہ حلیمہؓ کے خاوند حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے تو آپ نے اپنے رضاعی والد کا بڑا احترام فرمایا۔ کوئی چیز ایسی نہیں

جو بچھائی جاتی۔ حضرت حارث اس پر بیٹھتے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا کمبل اپنی چادر مبارک بچھا دی۔ حضرت حارثؓ کو اس پر بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا۔ خدمت فرمائی تھوڑی دیر کے بعد میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی امی حلیمہؓ بھی تشریف لے آئیں۔ سرکار نے ان کا بھی والہانہ شاندار استقبال فرمایا۔ جو چادر بچی ہوئی تھی وہاں اماں حلیمہؓ کو بٹھایا۔ میرے آقا کے والد اور والدہ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کی حضور ہم آپ کی زیارت کے لئے آپ کا چہرۂ والضحیٰ دیکھنے کے لئے آئیں ہیں ہم سے دور نہ بیٹھیں بلکہ ہمارے درمیان جلوہ فرما ہوں تاکہ جی بھر کے آپ کا دیدار کرلیں۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ حلیمہؓ اور حضرت حارثؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔ سارے گھر کے حالات پوچھے، خیریت دریافت کی مزاج پوچھا۔ ابھی سرکار باتیں کر ہی رہے تھے کہ سیدہ حلیمہؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ جو میرے آقا کے ساتھ بچپن میں بکریاں چرانے جاتے تھے وہ بھی تشریف لے آگئے۔ میرے آقا نے ان کو بھی پیار سے گلے لگایا ان کی بھی عزت تکریم فرمائی اور انہیں وہاں بٹھا دیا جہاں آپ خود جلوہ فرما تھے۔ سبحان اللہ!

(سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۲۸۲)

کیا شان ہے سیدہ حلیمہؓ کے گھرانے کی کہ جن کی تعظیم، جن کی عزت اللہ تعالیٰ کا ماہی خود فرماتا تھا۔ جب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی والدہ کا ادب فرماتے صحابہ کرامؓ سب کچھ دیکھ کر سیدہ حلیمہؓ کے گھرانے پر رشک فرماتے۔ سارے صحابہ بھی میرے آقا کی والدہ سیدہ حلیمہؓ کا بڑا احترام فرماتے تھے۔ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا سے پردہ فرما گئے میرے آقا

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ہوگیا تو سیّدہ حلیمہؓ پھر اپنے علاقے سے اپنی بستی سے مدینہ شریف، سرکار کے روضے کی زیارت کے لئے تشریف لاتی تو سیّدنا صدیق اکبرؓ بھی میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی والدہ حلیمہؓ کی بڑی عزت فرماتے اُن کی ہر ضرورت کو پورا فرماتے۔ پھر فاروقِ اعظمؓ امیر بنے تو وہ بھی سیّدہ حلیمہؓ کا بڑا خیال فرماتے ہر طرح کی مدد فرماتے۔ بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔

(طبقات ابن سعد جلد اوّل ص۱۶۱، الشفاء شریف جلد دوم ص)

سیّدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مدینہ پاک میں تشریف لائیں تو یہیں آپ کا وصال مبارک ہوا۔ آپ کو مدینہ شریف کے قبرستان جنّت البقیع میں دفن کیا گیا۔ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے جائیں تو بائیں طرف چند ہاتھ کے گز کے فاصلے پر سیّدہ حلیمہؓ کا مزار شریف ہے۔ نجدیوں، وہابیوں کی حکومت ۱۹۲۵ء سے پہلے جنّت البقیع میں ہر صحابیؓ کے مزار پر ایک چھوٹا سا گنبد بنا ہوا تھا لیکن نجدیوں نے سارے صحابہ کے قبّے گرا دیئے ہیں، ہر صحابی کے مزار پر پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ مزے کی بات ہے یہ پتھریلا علاقہ ہر صحابیؓ کی قبر پر سنگریزے ہیں۔ لیکن فقیر عتیقی نے خود آنکھوں سے سیّدہ حلیمہؓ کے مزار کو دیکھا کہ آپ کی قبر پر ہرا بھرا گھاس سبزہ اُگا ہوا تھا یہ بھی سیّدہ حلیمہؓ کی محبت شفقت کا نتیجہ ہے کیوں کر

بڑی تو نے توقیر پائی حلیمہؓ!
بنی تو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائی حلیمہؓ

میرے دوستو!

فقیر نے اپنے ناقص علم کے مطابق چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ سیّدہ

حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پیش کیئے۔ اللہ تعالیٰ یار کی زلفوں کے صدقے فقیر کی اِس سعی کو قبول فرمائے اور یہ الفاظ سیدہ حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پسند آجائیں تو اِنشاء اللہ فقیر کی نجات کا بہانہ بن جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے یار کی سچی غلامی نصیب فرمائے۔

آمین!

"وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"

دوسرا وعظ مبارک

بے مثل بشر علیہ الصلوٰۃ والسلام

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ ط"

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط"
(پ ۱۶ سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۰۹)

"اے سراپا کمال محبوب آپ فرما دیں۔ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے"

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآنِ مجید، فرقانِ حمید کی ایک آیت کریمہ کا ایک حصہ مقدسہ آپ کی خدمت میں تلاوت کیا ہے۔ اِنشاءَاللہ آج کی اس بابرکت محفل میں امام الانبیاء، حبیب کبریا، باعث کون و مکاں، شافع روز جزاء، والیٔ جنت، ساقیٔ کوثر، بے سہاروں کے سہارے، بے بسوں کی بس، بے کسوں کی کس، یتیموں کے ماویٰ و ملجاء، غریبوں کے حامی، گنہگاروں کے لجپال، شفیع معظم، نورِ مجسم سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے مثل بشریت کے متعلق قرآن و حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال کی روشنی میں چند گزارشات پیش کرنی ہیں۔ دعا فرمائیں، ربُّ العزت اپنے پیارے کے صدقے فقیر کو حق بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں سن کر عمل کی اور استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

نبیوں کا مقام۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنی انسانی مخلوق کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں مبعوث فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا ہر نبی شان والا ہے۔ ہر رسول مقام والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو نبوت عطا فرمائی۔ رسالت عطا فرمائی۔ اس کو عظمت اور رفعت بھی عطا فرمائی۔ ہر پیغمبر رفعتوں کا، عزتوں کا تاج پہن کر دنیا میں تشریف لایا۔ پوری دنیا کے سُنّی حنفی بریلوی علماء اور عوام کا یہ عقیدہ ہے۔ یہ ایمان ہے کہ کسی نبی، کسی رسول کی شان میں رائی برابر بھی کمزور گفتگو کرنا بے ادبی ہے اور کفر ہے کیونکہ ہر نبی عظمت کا مینار رکھتا ہے۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت، کشتۂ عشقِ رسالت مولانا الشاہ احمد رضا خاں، فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ اپنے آستانہ میں تشریف فرما ہیں۔ دوست احباب اور مریدین بھی حاضرِ خدمت ہیں۔

ایک صاحب نے ایک آدمی نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض کی، حضور میں فلاں جگہ سے حاضر ہوا ہوں۔ میں نے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں ایک نعت لکھی ہے وہ سنانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو زہے نصیب۔

اعلیٰ حضرت کبھی عام شعراء کا کلام نہیں سنتے تھے۔ کیونکہ شعراء اپنے کلام میں افراط اور تفریط یعنی شانِ رسالت، شانِ صحابہ کرام میں کمی اور زیادتی کے الفاظ بول جاتے ہیں، جس سے بے ادبی کا خطرہ ہوتا ہے لیکن آپ نے اسے اجازت فرمائی کہ کہیں دل نہ ٹوٹ جائے اور دوست احباب یہ نہ سمجھیں احمد رضا سرکار کی نعت کیوں نہیں سنتے؟

اس شاعر نے اس نعت خوان نے اعلیٰ حضرت کے سامنے نعت پڑھنی شروع کر دی۔ نعت پڑھتے رہے لوگ بھی سنتے رہے۔ نعت پڑھتے پڑھتے اس نے یہ مصرعہ پڑھا کہ "شانِ یوسفؑ جو گھٹی وہ یہاں آ کے گھٹی" یعنی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام اتنا بلند ہے۔ اتنا ارفع اور اعلیٰ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی شان بھی یہاں آ کر گھٹ نظر آتی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے جب یہ مصرعہ سنا جلال میں آ گئے فرمایا، نعت خوان صاحب یہ مصرعہ صحیح نہیں غلط ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی بے ادبی ہے۔ ارے میاں میراثی، میرا رسول کسی کو دبانے نہیں آیا۔ کسی کو کمزور کرنے کے لئے نہیں آیا۔ کسی کی شان گھٹانے کے لئے نہیں آیا بلکہ میرا

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تو مُصَدِّقٌ لِّمَا کا تاج پہن کر آیا ہے۔ وہ تو نبیوں کی عزت عظمت شان بڑھانے آیا ہے۔ اپنی رسالت کی مہر لگا کر ان کی عزت کے چرچے کرنے آیا ہے اگر مصرعہ پڑھنا ہے تو یوں پڑھو کہ "شانِ یوسفؑ جو گھٹی وہ یہاں آکے بڑھی"۔ سبحان اللہ!

کیا ادب ہے، کیا عزت ہے، سینے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی۔ اعلیٰ حضرت کے دور میں ایک مشہور شاعر تھے جناب اطہر ہاپوری وہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کی سرکار ایک نعت لکھی ہے اگر حکم ہو تو پڑھ کر سناؤں تاکہ میری نعت کی تصحیح ہو جائے۔ جناب اطہر صاحب نے جب یہ عرض کی تو فرمایا پڑھو۔ اطہر صاحب نے نعت پڑھنا شروع کی پڑھتے پڑھتے یہ مصرعہ پڑھا کہ

؎ کب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے!
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے!

نجدیوں کی حکومت سے پہلے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضے کے سامنے کھجوروں کے درخت لائن دار بہت سے لگے ہوئے تھے جب ہوا چلتی تو کھجور کی ٹہنیاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضے کے سامنے جھک جاتیں۔ بڑا عجیب منظر لگتا تھا جناب اطہر صاحب نے اپنی نعت میں ان کھجور کے درختوں کا ذکر کیا۔

اطہر صاحب کہتے ہیں کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ درخت ایسے آپ کی بارگاہ میں لگے رہتے ہیں، جیسے مجنوں لیلیٰ کے خیمے کے سامنے کھڑا ہو۔ جب اعلیٰ حضرت نے یہ مصرعہ سنا تو تڑپ کر فرمایا: اطہر صاحب

یہ مصرعہ یہ شعر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شایانِ شان نہیں بلکہ یہ میرے رسُول کی بارگاہ میں بے ادبی اور گستاخی ہے۔ سوچیئے کہاں کملی والے کا گنبدِ خضریٰ، کہاں لیلیٰ کا خیمہ کیا یہ بات میرے نبی کی بارگاہ میں سجتی ہے کہ آپ نے سرکار کے گنبدِ خضریٰ کو خیمۂ لیلیٰ سے تشبیہہ دی ہے۔ ناں ناں یہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بے ادبی ہے اگر درختوں کا نعت میں ذکر کرنا چاہتے ہو تو یوں کرو کہ

سر کب ہیں درخت حضرت والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلّٰی کے سامنے!

سُبحان اللہ!

کیسی پیاری تشبیہہ دی۔

(شرح حدائقِ بخشش جہارم ص۳۳۲ تا ۳۳۳)

تو عرض کیا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ہر رسُول کو عزتوں اور عظمتوں کے گجرے پہنا کے دین میں بھیجا مگر قرآن و حدیث کے دلائل کی روشنی میں یہ بات بھی اٹل ہے، یہ بات بھی پکی اور پختہ ہے کہ سارے نبیوں کو سارے رسُولوں کو اللہ پاک نے جو الگ الگ جو فرداً فرداً شانان عطا فرمائی جو کمالات عطا فرمائے جب آمنہ کے لال کی باری آئی سدرہ کے راہی کی باری آئی اُس کے اپنے ماہی کی باری آئی تو تمام شانوں کی تمام رفعتوں کی گٹھڑیاں باندھ کر یار کی جھولی میں ڈال دیں ہیں۔

ہر نبی عظمت والا ہر نبی شان والا مگر کوئی نبی مرتبے اور مقام کے لحاظ سے ہمارا نبی سب سے بلند و بالا ہے۔ یہی بات مجدد دین و ملّت مولانا الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے فرمائی کہ

؎ سب سے اُولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل
اور رسُولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
مُلکِ کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبیؐ
(صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم)

قُرآنِ مجید کا مُطالعہ کر کے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ہر رسُول کو معجزے عطا فرمائے۔ کمالات عطا فرمائے۔ کسی نبی کے کلام میں معجزہ، کسی کے نام میں معجزہ، کسی کے دَم میں معجزہ، کسی کے قدم معجزہ، کسی کے عصا میں معجزہ، کسی کے یدِ بیضا میں مُعجزہ، کسی کی نگاہ میں مُعجزہ، کسی کی دُعا میں معجزہ۔ غرضیکہ کسی کو ایک معجزہ کسی کو دو معجزے، کسی کو پانچ مُعجزے، کسی کو سات معجزے اور کسی کو نو معجزے، کسی کو بارہ معجزے، کسی کو تیرہ پھر وہ بھی وقت آیا۔ اللہ پاک کا حبیب صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آیا۔ حضرت فاطمہؓ کا بابا آیا۔ علی کا وسیلہ آیا۔ سُنّیوں کا پیر آیا۔ میں نے عالمِ تصورات میں عالمِ تخیلات میں عرض کی مولا کریم کسی نبی کو ایک معجزہ دیا کسی کو دو کسی کو پانچ کسی کو گیارہ یار کو کتنے معجزے دیتے ہیں ؟

قُدرت نے آواز دی۔ مولوی یہ کیا کہہ رہا ہے ساتھ یار بھی کہتا ہے ساتھ گنتی بھی کراتا ہے۔ جہاں دِل لگ جائے وہاں لیکھے نہیں ہوتے۔ یاروں کے ساتھ کبھی کسی نے حساب نہیں کیا۔ سب کو مُعجزے دے کر بھیجا۔ یار کو مجسمہ معجزہ بنا کر بھیجا۔ مجسمہ کمال بنا کر بھیجا۔

؎ حُسنِ یُوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خُوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہی وجہ ہے کہ میرے نبی کا حُسن وجمال معجزہ، جو دولوال معجزہ خدوخال معجزہ، بال بال معجزہ، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتار معجزہ، رفتار معجزہ، کردار معجزہ، رُخسار معجزہ، رُخِ وَالضُّحیٰ معجزہ، زلف دوتا معجزہ، آنکھوں کی حیاء معجزہ، چہرے کی ضیاء معجزہ، پیارے پیارے لبوں پر دُعا معجزہ کملی والے کی ہر اک ادا معجزہ،

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا بدن معجزہ۔

؎ دیئے معجزے انبیاء کو خُدا نے
ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معجزہ بن گیا

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بے شمار کمالات عطا فرمائے اُن میں ایک کمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا میں بے مثل اور بے مثال بنا کر بھیجا۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ لَمْ یَاتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ
مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے
تجھ کو شہِ دوسرا جانا

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، اے سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ جیسا پوری کائنات میں کسی نے نہیں دیکھا۔ دیکھے بھی کوئی کیوں جب آپ جیسا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔ میرے آقا اللہ تعالیٰ نے کائنات کی حکومت کا

تاج آپ کے سر پر رکھا ہے کیونکہ آپ ہی شاہی تاج کے قابل ہیں یہی وجہ ہے میں نے آپ کو دونوں جہانوں کا بادشاہ تسلیم کرلیا ہے۔ سبحان اللہ

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات میں اٹھارہ ہزار مخلوقات کو پیدا فرمایا ہے۔ ایک سے ایک حسین ایک سے ایک خوبصورت ایک سے ایک سوہنا۔ پر رب عزوجل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسم کوئی ایسا حسین نہیں، کوئی ایسا پیارا نہیں، کوئی ایسا بے مثل بے مثال نہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا ہے۔

اہلسنّت کا عقیدہ۔

یاد رکھئے پوری دنیا کے اہلسنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ سرکارِ مدینہ سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہ خدا ہیں نہ خدا کا جز ہیں نہ آپ فرشتے ہیں بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسان بنا کر انسانوں میں بشری لباس میں، بشری صورت میں مبعوث فرمایا میرے آقا بشر ضرور ہیں مگر آپ کی بشریت بے مثل بے مثال ہے اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی امتی کو کسی انسان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی مثل بشر کہے یا اپنا بھائی کہے یا بادا کہے یا عام انسان یا عام آدمی کہے جو آدمی سرکار کی مثل بنے یا سرکار کی کسی خاص صفت کی مثل کسی کو کہے وہ آدمی گمراہ ہے اور کافر ہے۔

(بہارِ شریعت جلد اوّل ص۱۵، شانِ حبیب الرحمٰن ص۲۱، تفسیر نعیمی پ۱۶ ص۱۰۲)

خالقِ کائنات قرآنِ مجید میں اسی بات کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ"

میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ نازنین میں ایسے چلّا کر بات نہ کرو۔ جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ نہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں چلّا کر بولو نہ میرے یار کو عام القاب سے پکارو جن سے تم ایک دوسرے کو بلاتے اور پکارتے ہو۔ مثلاً چچا۔ ابا۔ بھائی۔ بشر۔ یہ نہ کہو۔

یا اللہ عزّوجلّ اگر کوئی باز نہ آئے۔ ضد کرے۔ ہٹ دھرمی کرے۔ کہے نہیں میں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہوں گا۔ اس کے بارے تیرا کیا حکم ہے؟ خالق کائنات نے فرمایا: اگر کوئی میرے یار کو عام الفاظ سے پکارے گا تو فکر نہ کرو میری طرف سے اس کو بتا دو کہ

"اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ"

اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال برباد کر دے گا۔ اس کے اعمال ضبط کر لئے جائیں گے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ نماز پڑھے گا پر ثواب نہیں ملے گا۔ روزے رکھے گا مگر جزا نہیں ملے گی۔ حج کرے گا مگر بدلہ نہیں ملے گا۔ زکوٰۃ دے گا پر اجر نہیں ملے گا۔ تبلیغ کرے گا مگر فائدہ نہیں ہو گا۔ اللہ اللہ کرے گا۔ ہُو ہُو کی ضربیں لگائے گا۔ پر نیکیاں نہیں ملیں گی۔

یا اللہ عزّوجلّ ایسے لوگ تو اپنے عمل پر بڑے ناز کرتے ہیں، کہتے ہیں ہم بڑے پارسا ہیں بڑے موحد ہیں۔ فرمایا کہتے رہیں جب ان کے پاس ہے ہی کچھ نہیں۔

"وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ"

(پ ۲۶ سورۃ حجرات، تفسیر نور العرفان ص ۸۲۲)

نیکیاں کرتے رہیں۔ اللہ اللہ عزّوجلّ کرتے رہیں، جب ان کے پاس ہے

ہی نہیں بَیں نے سب کچھ اُن کا برباد کر دیا ہے۔ انہیں اپنی بے اَدبی کے بدلے اَپنے اعمال ضبط ہونے کی خبر ہی نہیں۔ اللہ اکبر!

اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اپنی طرح بشر نہیں کہہ سکتے۔ اپنی طرح عام انسان نہیں کہہ سکتے تو خالق کائنات نے کیوں قرآن مجید میں فرمایا۔ "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" میرا یار، میرا محبوب، میرا کملی والا تم جیسا ہے۔ تمہاری مثل ہے؟

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کیوں کہا؟

میرے دوستو! آپئے اس سلسلے میں مَیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یار کو کیوں فرمایا کہ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سجناں ان کو کہہ دے میں تمہاری مثل ہوں!

سامعین کرام! ہم دل وجان سے مانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے یار کو یہ الفاظ کہنے کا حکم دیا۔ لیکن آپ تمام آسمانی کتابیں پڑھ کر دیکھیں تمام آسمانی صحائف کا مطالعہ کر کے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے اسی طرح کی آیت نہ توریت میں نازل فرمائی نہ زبور میں اتاری نہ انجیل میں اُتاری نہ آدم علیہ السّلام کے صحائف میں بیان فرمائی نہ ابراہیم علیہ السّلام کے صحائف میں ارشاد فرمائی نہ موسیٰ علیہ السّلام کے صحائف میں، پھر مزے کی بات ہے یہ جملہ "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" نہ آدم علیہ السّلام کی زبان سے کہلوایا نہ نوح علیہ السّلام سے کہلوایا نہ ابراہیم علیہ السّلام سے کہلوایا۔ نہ یعقوب علیہ السّلام سے کہلوایا۔ نہ یوسف علیہ السّلام سے کہلوایا۔ نہ داؤد علیہ السّلام سے کہلوایا۔ نہ سلیمان علیہ السّلام سے کہلوایا۔ نہ زکریا علیہ السّلام سے کہلوایا۔ نہ عیسیٰ علیہ السّلام سے کہلوایا۔ بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام

علیہم السلام یا کم و بیش نبی علیہ السلام جتنے بھی دُنیا میں تشریف لائے۔ خالقِ کائنات نے کسی کی زبان سے یہ جملہ نہیں کہلوایا۔ اگر کہلوایا تو اپنے پیارے حبیب سے اگر کہلوایا تو اپنے محبوب سے اگر کہلوایا تو جانِ کائنات سے، سدرہ کے راہی سے اپنے پیارے ماہی سے فاطمہؓ کے بابے سے حسنین کریمین کے نانے سے سارے نبیوں کے امام سے؛ یہ نبی ہے کون؟ یہ رسول ہے کس شان کا مالک؟ یہ وہ نبی ہے جس کی شان کی گواہیاں فرش والے بھی دے رہے ہیں عرش والے بھی کائنات کا ذرّہ ذرّہ دے رہا ہے۔ یہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے جس کی بے مثلیت قرآن مجید کی ہر ہر سورت سے ہر ہر جملے سے ہر ہر لفظ سے ہر ہر حرف سے ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ وہ پیغمبر ہے جس کا مثل انسانوں میں تو کیا زمین والوں میں کیا پورے انبیاء کرام علیہم السلام کی جماعت میں کوئی نہیں جس کے پاس

"عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ"

کا تمغہ علومِ الٰہیہ موجود ہے۔ جس کے پاس اللہ تعالیٰ کے غیب کے خزانے موجود ہیں جو سر سے لے کر پیروں تک اللہ تعالیٰ کی برہان معجزہ بن کے آیا جو بے پناہ عظمتوں کا مالک ہے جس کی رفتار کو جبرائیل علیہ السلام نہ پہنچ سکے جو کردار کے لحاظ سے پوری کائنات میں لاثانی جس کے، در کے فرشتے چوکی داری، جس کی غلامی سورج اور چاند کریں۔ جس کے حکم پر بادل برسیں، جس کے دیدار کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام ترسیں، جس کی ہیبت، سے شیاطین لرزیں، حیرانگی ہے۔ تعجب ہے۔ کمال ہے۔ ایسے بے مثل، بے و مثال، کی زبان سے کہلوایا جارہا ہے۔

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ؕ"

محبوب پیارے سبحان، حبیبا تو کہہ دے میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ بعض لوگوں نے یہ آیت پڑھی نہ اُن کے دماغ چکرا گئے۔ ان کی عقلیں جواب دے گئیں ان کے ہوش وحواس ختم ہو گئے۔

کہنا شروع کر دیا کہ نبی ہماری طرح ہے یہ رسول ہماری طرح انسان ہے۔ مگر جب سرکار کے غلاموں نے پڑھی۔ عاشقانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے، جب شمع رسالت کے پروانوں نے یہ آیت پڑھی، یہ فرمایا:

او میرے رسول کی ہم مثل بننے والو۔ او میرے نبی کو اپنے جیسا سمجھنے والو یہ آیت یہ قرآن کے الفاظ تو میرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کو بلند کر رہے ہیں۔ شانِ رسالت کے پرچم لہرا رہے ہیں۔ میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت، عظمت و رفعت، شان کے نعرے لگا رہے ہیں کیوں؟ اسلئے کہ وہ قرآن وہ کلام وہ پیاری کتاب وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان جو اپنے ہر ہر حرف میں ہر ہر لفظ میں ہر ہر جملے میں ہر ہر رکوع میں ہر ہر آیت میں، ہر ہر سیپارے میں کملی والے کی شان بیان کرے جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرئیل میکائیل علیہ السلام سے بھی بلند اعلیٰ بیان فرمائے پھر وہی کتاب وہی قرآن آ گا فانا سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عام آدمی کے برابر کر دے ایک عام انسان کی صف میں لا کر کھڑا کر دے۔ یہ عقل نہیں مانتی، ایمان نہیں مانتا، عشق تسلیم نہیں کرتا۔ دِل گواہی نہیں دیتا۔

پتہ چلا اِس آیت کی تفسیر کرنے والوں نے اِس کا مفہوم بیان کرنے والوں نے اس کی صحیح تفسیر نہیں سمجھیں، صحیح مفہوم نہیں سمجھا۔ صحیح مطلب نہیں سمجھا۔ اگر صحیح مطلب سمجھ جاتے۔ صحیح تفسیر بیان کر دیتے تو کبھی اختلاف نہ ہوتا۔ کبھی کوئی بدنصیب میرے نبی کو میرے رسول کو میرے کملی والے

کو اپنی طرح نہ کہتا۔

آیئے صحیح تفسیر بیان کرتے ہیں۔ صحیح مفہوم بیان کرتے ہیں۔ صحیح مطلب بیان کرتے ہیں تاکہ سارے شکوک ختم ہو جائیں، سارے الہام دور ہو جائیں۔ سارے اعتراضات رفع ہو جائیں، سارے اشکال ختم ہو جائیں!

صحیح تفسیر:-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اے میرے حبیب، اے میرے پیغمبر اے جانِ کائنات، ساری انسانیت میں ساری آدمیت میں ساری کائنات میں اعلان کر دو۔ بلا جھجک اعلان فرما دو کیوں؟ اس لئے کہ یہ اعلان کوئی دنیا کا انسان تجھ سے نہیں کرا رہا۔ کوئی نمبر دار نہیں کر رہا۔ کوئی کونسلر نہیں کرا رہا۔ کوئی ایم پی، ایم این اے نہیں کرا رہا۔ کوئی وزیر سفیر نہیں کرا رہا۔ کوئی گورنر، وزیرِ اعلیٰ نہیں کرا رہا۔ کوئی وزیرِ اعظم اور کسی ملک کا صدر نہیں کرا رہا۔ بلکہ اس بات کا اعلان تجھ سے وہ اللہ تعالیٰ کرا رہا ہے۔ جو خالق بھی ہے۔ مالک بھی، رازق بھی ہے۔ رافع بھی، جبار بھی ہے۔ ستار بھی ہے۔ قہار بھی ہے۔ غفار بھی ہے۔ قادر بھی ہے۔ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قدیر بھی، کس بات کا اعلان کر "اِنَّمَا اَنَا"

اللہ تعالیٰ کی پوری مخلوق میں فقط میں ہی وہ بشر ہوں جو تم سب کی مثل ہوں کیسے؟ وہ اس طرح کہ جو کمالات جو عزتیں جو عظمتیں جو شانیں جو قوتیں جو طاقتیں جو لیاقتیں جو فضیلتیں، جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائیں ہیں، یا قیامت تک تمہیں عطا فرمائے گا۔ خواہ وہ وہبی ہوں یا کسبی فطرتی ہوں یا جبلی یا تم نے اپنی محنت سے حاصل کی ہوں یہ تمام نعمتیں یہ

تمام کمالات اللہ تعالیٰ نے مَیں محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اَزل سے ہی عطا کر کے دُنیا میں بھیجا ہے اِس لئے یہ دعویٰ مثلیت کا مَیں ہی کر سکتا ہوں کہ مَیں تمہاری مثل ہوں، یہ دعویٰ یہ چیلنج نہ کوئی مجھ سے پہلے کر سکا نہ میرے بعد قیامت تک کوئی کر سکے گا۔

دیکھو ناں دُنیا میں بڑے بڑے عقل مند اِنسان، بڑے بڑے ذہین لوگ موجود ہیں وہ اپنی عقل سے اپنی ذہانت سے اپنی محنت سے اپنی فہم سے اپنی کوشش سے زیادہ سے زیادہ دس یا بارہ ڈگریاں حاصل کر کے دس بارہ زبانوں پر عبور حاصل کر سکتے ہیں۔ اب کوئی محفل ہو کوئی جلسہ ہو تو وہ بارہ زبانیں جاننے والا یہ دعویٰ نہیں کر سکتا تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو۔ ہو سکتا ہے کوئی اس سے بھی بڑا عقل مند ہو زیادہ زبانیں جاننے والا ہو۔ وہ کھڑا ہو جائے کہ مَیں بھی تمہاری طرح ہوں۔ مَیں تم سے زیادہ زبانیں جانتا ہوں۔ میرے پاس تم سے زیادہ ڈگریاں ہیں وہ دعویٰ کرنے والا وہ اعلان کرنے والا وہ اپنی شان کے قصیدے پڑھنے والا جب اپنے مدِ مقابل کی بات سُنے گا۔ تو خاموش ہو جائے گا۔

لیکن صدقے جاؤں آمنہؓ کے لال پر، صدیقؓ کے یار پر، عمرؓ کے آقا پر، عثمانؓ کے مولا پر، علیؓ کے ویر پر، حسنینؓ کے پیر پر، میرے کملی والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان فرمایا تھا کہ

اے لوگو! مَیں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ذات ہوں، جو اس پوری دُنیا میں اکیلا تم سب کی مثل ہوں وہ کون سی نعمت کون سا کمال وہ کون سی ڈگری ایسی ہے جو تمہارے پاس ہو۔ لیکن مَیں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس نہ ہو، ہے کوئی میرے مقابلے میں آنے والا۔ ہے کوئی میرے

دعویٰ کو رد کرنے والا ہے کوئی چیلنج کا جواب دینے والا؟
اگر کوئی دنیا میں ایسا ہے تو آئے میرا جواب دے! مگر خدا عزّوجل گواہ ہے اِن چودہ صدیوں میں کوئی ایسا نہیں اُٹھا جو میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دعویٰ کا جواب دیتا۔ زمین تو ایک طرف، آسمان والوں کی بھی مجال نہیں، نہ کوئی مشرق سے بولا، نہ مغرب سے، نہ شمال سے نہ کوئی جنوب سے نہ فرش سے کوئی بولا نہ عرش سے نہ خاکیوں میں سے کوئی بولا نہ نوریوں میں سے۔

سُبحَانَ اللّٰہ!

پتہ چلا یہ آیت یہ قرآنی کلمات اگر ایمان کی نظر سے محبت کی نگاہ سے پیار کی نظر سے پڑھیں جائیں تو عظمتِ رسُول کا پتہ بتاتے ہیں۔ شانِ نبی کو ظاہر فرما رہے ہیں (تفسیر نعیمی پ ۱۶ ص ۹۹ ص ۱۰۱)

مگر افسوس عقل کے اندھوں نے عقل کے بیچاریوں نے ظاہری نظر والوں نے یہ آیت دیکھ کر سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا کہنا شروع کر دیا۔ اپنی مثل بتانا شروع کر دیا۔

دوستو! لفظ بشریہ میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بہت بڑی نعمت ہے۔ بہت بڑی صفت ہے۔ کیوں کہ بشر کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بنایا ہوا۔

دیکھو ناں ساری کائنات بنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے پر بنائی فرشتوں نے مگر سیدنا آدم علیہ السّلام وہ عظیم ہستی ہے جن کو میرے ربّ کریم نے اپنے خاص یدِ قدرت سے بنایا۔ اسی لئے بشریتِ انسان کی سب سے بڑی صفت ہے۔ جانِ کائنات چونکہ ساری کائنات کے انسانوں سے افضل ترین انسان ہیں۔ اس لئے بشریتِ میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سب سے بڑی صفت

ہوئی۔

اب اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب بشریت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی صفت ہے تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشر کر کے بلانا کیوں جائز نہیں؟

میرے دوستو! بات یہ ہے کہ لفظ بشر ہے تو بڑا اعلیٰ، مگر ہم نے اپنی بشریت کو گناہوں سے گندہ کر لیا ہے۔ اس لئے یہ لفظ گویا بدنام ہو چکا ہے۔ اس لئے ہمیں انبیاء کرام علیہم السلام کو اس لفظ سے یاد کرنے سے روک دیا گیا۔ (شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۱۲۶)

بشریت اور نبوت

نقشبندیوں کے روحانی پیشوا سیدنا پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ تشریف فرما ہیں۔ مریدین آپ کی زیارت بھی کر رہے ہیں۔ آپ کے مقدس ملفوظات سے بھی مستفیض ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے اپنی گفتگو ختم فرمائی تو ایک آدمی نے کہا حضور ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ ایک بات دریافت کرنی ہے۔ اگر اجازت فرمائیں تو پوچھ لوں۔

سیدنا پیر جماعت علی شاہ صاحب نے فرمایا: ہاں میاں پوچھو، سوالی نے مسئلہ پوچھنے والے نے عرض کی حضور یہ بتائیں کہ بشریت میں اور نبوتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کیا فرق ہے اور کتنا فرق ہے۔ سبحان اللہ!

سوال بھی بڑا پیارا تھا لیکن جس ہستی سے پوچھا جا رہا تھا وہ بھی صرف برائے نام پیر نہیں تھے۔ بس نذرانے ..... لئے سال کے بعد عرس کرا دیا۔ بات ختم۔ ناں ناں وہ پیر بھی تھے۔ عالم بھی وہ مرشد بھی تھے۔ علامہ

بھی، وہ سید بھی تھے۔ محدث بھی جب سوالی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: میاں سوالی بشریت میں اور کملی والے کی نبوت میں ستائیس ۲۷ درجے کا فرق ہے۔ میرے نبی کے بعد بس درجہ صرف الوہیت کا رہ جاتا ہے۔ فرمایا پہلے درجہ ہے بشر کا پھر مومن پھر صالح پھر شہید پھر متقی پھر مجتہد پھر اوتاد پھر ابدال پھر قطب پھر قطب الاقطاب پھر غوث پھر غوث الاعظم، پھر غوث الثقلین پھر تبع تابعی پھر تابعی پھر صحابی پھر انصاری پھر مہاجر پھر صدیق، پھر نبی پھر رسول پھر اولوالعزم رسول پھر خلیل پھر خاتم النبیین پھر رحمت اللعالمین، پھر حبیب پھر مصطفٰے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(جاء الحق اول ص ۱۹۶، شان حبیب الرحمٰن ص ۱۲۴، ص ۱۲۵)

سبحان اللہ! کتنی پیاری بات فرمائی کہ کہاں عام بشر اور کہاں اللہ تعالیٰ کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بس اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اب اگر کسی کا مرتبہ یا شان بلند و بالا ہے تو وہ صرف خالق کائنات کی ذات ہے۔ باقی ساری کائنات میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیچے ہے۔

میرے دوستو! یاد رکھو جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک ہے اسی طرح خالق کائنات کی عطا سے اس کا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی ذات میں اپنی صفات میں بے مثل بے مثال ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک بنانا یہ شرک فی التوحید ہے۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اور صفات میں کسی کو آپ کی مثل بنانا یہ شرک فی النبوۃ ہے جو توحید میں کسی کو شریک بناتے

وُہ بھی ظالم ہے۔ جو نبوت میں کسی کو مثل بنائے وُہ بھی ظالم ہے۔ ہر مُسلمان کے لئے ہر مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وُہ دونوں شرکوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے آج لوگ شرک فی التوحید کی تو بات کرتے ہیں پر شرک فی النبوۃ کا خیال نہیں رکھتے۔ پر سُنی تمہیں مُبارک ہو تو شرک فی التوحید بھی نہیں کرتا شرک فی النبوۃ سے بھی بچا ہُوا ہے۔ وُہ لوگ جن کے سینے میں عداوت رسُول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے جن کے دِل میں بُغض نبی ہے وُہ جب یہ آیت کریمہ "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" پڑھتے ہیں تو اپنے گلے پھاڑ پھاڑ کر چلا چلا کر کہتے ہیں۔

لوگو دیکھو قرآن کہ رہا ہے نبی ہماری طرح ہے۔ نبی ہم جیسا ہے پھر ہم کیُوں نہ کہیں؟

میرے دوستو! بندہ اِن نادانوں سے یہ پُوچھے کہ کبھی اِس بات پر بھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے اپنے ماہی سے یہ الفاظ کہلائے کیُوں؟ یہ بات کہلوائی کیُوں؟

بشر کہلانے کی وجہ

تو سُنیئے ربّ کائنات نے اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی آمد سے پہلے ہر نبی کو ہر رسُول کو معجزات عطا فرمائے۔ کسی کو ایک کسی کو دو کسی کو تین کسی کو پانچ کسی کو بارہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں چند نبیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ساتھ ساتھ ان کے کمالات اور معجزات کا بھی ذکر فرمایا۔

مثلاً حضرت آدم علیہ السّلام کا یہ کمال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعظیم کے لئے آپ کے سامنے فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام

کا یہ کمال تھا کہ آپ نمرود کی آگ میں تشریف لے گئے لیکن آگ آپ کے لئے گل و گلزار بن گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا یہ کمال تھا کہ آپ نے اپنا ڈنڈا اپنا عصا دریا میں مارا بارہ رستے بن گئے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کا یہ کمال تھا کہ لوہا آپ کے ہاتھ میں آتا تو موم کی طرح ہو جاتا۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کا یہ کمال تھا کہ جن، انسان، پرندے، ہوا آپ کے تابع کر کے آپ کے لئے غلام بنا دیئے گئے۔ حضرت عزیر علیہ السّلام کا یہ کمال ہے کہ آپ سو سال سوئے رہے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہوئے تو آپ کا کھانا جو ساتھ لے کر چلے تھے وہ بالکل تازہ تھا جیسے ابھی تیار کیا گیا ہو، جب آپ اپنے گھر اپنی قوم میں تشریف لے گئے۔ لوگ آپ کو بھول چکے تھے۔ آپ نے یاد کرایا اپنا تعارف کرایا تو لوگ بڑے حیران ہوئے۔

یہ نبوت کا کمال سمجھتے، اپنے نبی کی شان سمجھتے مگر ان نادانوں نے اپنے نبی کا کمال دیکھ کر حضرت عزیر علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ نعوذ باللہ!

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جب نبوت کا رسالت کا تاج پہنا کر بھیجا تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ جب تیس سال کی عمر مبارک ہوئی تو آپ نے اپنی قوم سے فرمایا:

اے میری قوم میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ آپ کی قوم نے کہا اگر آپ نبی ہیں تو آپ کے پاس نبوت کی دلیل کیا ہے؟

"سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس کچھ دلیلیں، کچھ کمالات، کچھ معجزات لے کر آیا ہوں۔"

لوگوں نے کہا وہ کون کون سے کمالات ہیں؟ آپ نے فرمایا، کہ میرا پہلا کمال، پہلا معجزہ، پہلی دلیل یہ ہے کہ

"اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ"

مَیں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی مثل صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں، پھر ہوتا کیا ہے؟ فرمایا:

"فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ"

"وہ مٹی کا پرندہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصلی پرندہ بن جاتا ہے۔"

سُبْحَانَ اللّٰهِ!

میرے دوستو! عظمت نبی کے منکر کہتے ہیں، نبی ولی سارے مل جائیں تو مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ دلیل بھی قوم کو دھوکہ دینے کے لئے قرآن کی دیتے ہیں کہ دیکھو جی اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

"لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ"

(پ ۱۷ آیت نمبر ۷۳، سورۃ حج)

حالانکہ آپ قرآن پاک کی تفاسیر کا مطالعہ کر کے دیکھیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بتوں اور کافروں کے بارے نازل فرمائی کہ یہ بت اتنے مجبور اور لاغر ہیں کہ یہ سارے مل جائیں تو مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔

بدنصیبو! شرم کرو، آؤ ان کو چھوڑ کر اس خالق کائنات کی عبادت کرو جو کائنات کے ذرّے ذرّے کا خالق بھی ہے، مالک بھی، پر افسوس یہ

نبیوں ولیوں پر فٹ کرتے ہیں۔ کتنے ظالم ہیں یہ لوگ، کتنے بدنصیب ہیں یہ گستاخ کتنے فتنے پرور ہیں یہ نجدی کہ اللہ تعالیٰ نے کن کو خطاب فرمایا، کن کو مجبور معذور فرمایا۔ یہ کن پر چسپاں کر رہے ہیں۔

اسی لئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ دنیا میں سب سے بڑا شرارتی وہ انسان ہے جو بتوں والی آیات، ایمان والوں پر چسپاں کرتا ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲۴)

یہ کہتے ہیں نبی ولی مل کر مکھی نہیں بنا سکتے عیسیٰ علیہ السلام نے آواز دی او نبیوں ولیوں پر ہٹ کرنے والو کہ یہ مکھی نہیں بنا سکتے۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں نبوت کی اللہ تعالیٰ کی عطا سے کتنی طاقت ہے۔ کتنا زور ہے۔ کتنی قوت ہے تم مکھیوں کا رونا روتے ہو۔ میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے پرندے بنا رہا ہوں کبوتر بنا رہا ہوں، باز بنا رہا ہوں، چڑیاں بنا رہا ہوں، طوطے بنا رہا ہوں۔

پتہ چلا بت کچھ نہیں بنا سکتے۔ نبی ولی اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھونک مار کر پرندے بھی بنا سکتے ہیں، پر بے ادب نہیں مانتے۔

میاں صاحب فرماتے ہیں، نہیں مانتے تو نہ مانیں، اصل بات یہ ہے کہ ان کے سینے عشق نبی سے محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خالی ہیں، کیونکہ

جنہاں دلاں دے ٹٹ گئے پُرزے
تے ٹٹ گیاں سب تاراں!
اندر عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناہیں
تے دل گئے سنگ مُرداراں!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میری نبوت کی دوسری دلیل یہ ہے کہ "وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ" میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھوں کو جو ماں کے بطن سے

نابینا پیدا ہوں، دُنیا میں آکر کسی کی آنکھیں چلی جائیں تو اس کا علاج موجود ہے۔ فرمایا: مَیں اُن کو آنکھیں دیتا ہُوں جن کا علاج دُنیا میں ہے کوئی نہیں۔ سُبحان اللہ!

فرمایا: میری رسالت کی تیسری دلیل یہ ہے کہ "وَالْاَبْرَصَ" میں شفاء دیتا ہُوں کوڑھ اور جذام کے مریضوں کو۔ فرمایا: میری چوتھی دلیل یہ ہے کہ

"وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ"

"مَیں مُردے زندہ کرتا ہُوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے"۔

میرے دوستو! ایمان داری سے بتانا مادرزاد اندھوں کو شفا دینا، کوڑھ کے مریضوں کو ٹھیک کر دینا۔ مُردوں کو زندہ کر دینا یہ بندوں کی مشکل کشائی ہے کہ نہیں، حاجت روائی ہے کہ نہیں؟ بالکل ہے۔

پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اپنی قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاجت روا، مشکل کشا بن کر آئے۔

میاں جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے اپنی اُمّت کے حاجت روا مشکل کشا ہو سکتے ہیں تو کیا امام الانبیاء، حبیبِ کبریا، سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنی اُمّت کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے حاجت روا، مشکل کشا نہیں ہو سکتے؟ انصاف شرط ہے یہ مسئلہ قرآن نے بتایا ہے کسی مولوی، پیر، فقیر کا نہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہیں کون؟

میاں محمّد علیہ الرّحمۃ "قلندر کھڑی شریف" بتاتے ہیں کہ

؎ عیسیٰ خاک در تھیں تیری تے کُھن تیمم کردا
تائیوں دستِ مبارک اُس دا تے نافع ہر ہر ضرر دا

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے فرمایا کہ میری نبوّت کی پانچویں دلیل یہ ہے کہ "وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ" میں تمہیں اُس چیز کی خبر دیتا ہُوں جو تم

گھروں سے کھا کر آئے۔ سُبحان اللہ!

گھر سے کیا کھا کر آئے ہو۔ بریانی کھا کے آئے ہو یا گوشت دال کھا کے آئے ہو یا چاول سبزی کھا کے آئے ہو یا فروٹ انڈے کھا کے آئے ہو۔ یا پھر انڈے سب کچھ میں اپنے آستانے پر بیٹھے بیٹھے تمہیں بتاتا ہوں۔

فرمایا: میری چھٹی دلیل یہ ہے کہ

"وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ط"

اور میں خبر دیتا ہوں اُن چیزوں کی جو گھروں میں چھوڑ آتے ہو۔

"اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ ط"

بیشک اِن کمالات میں میری حقانیت کی نشانی ہے۔

"اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ط" (پ۳ رکوع نمبر ۱۳)

"اگر تمہارے سینے میں ایمان موجود ہے۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان پر اللہ پاک کے قرآن پر غور کرو۔ کیا فرمایا جو کھا کے آتے ہو وہ بھی پوچھ لو بتاؤں گا جو گھروں میں رکھ کر آتے ہو وہ بھی بتاؤں گا۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا اعلان کر کے یہ بتا رہے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا ہے وہ بھی جانتا ہوں جو ہونے والا ہے وہ بھی جانتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے "مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ ط" کا علم عطا کر کے بھیجا ہے۔

یہ عیسیٰ علیہ السلام کون ہیں جو معراج شریف کی رات میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقتدی بن کر پیچھے کھڑے تھے جن کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ مریم میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر سرکار کی دائی بن کر آئی تھی جو خود قیامت کے قریب میرے نبی کے اُمتی بن کر آئیں گے۔

میاں جب مقتدی کے علم کا یہ حال ہے۔ جب اُمتی کے علم کا یہ مقا
ہے تو سوچ کر ایمان داری سے بتانا امام اور نبی کے علم کا کیا حال اور کیا
مقام ہوگا۔ پر

؎ آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے جب یہ کمالات یہ معجزات اپنی قوم کو دکھائے
تو آپ کی قوم نے آپ کو ابن اللہ، خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ نعوذ باللہ
یہودی ایک کمال دیکھ کر نبی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا بیٹھے۔ عیسائی چھ
کمال دیکھ کر اپنے نبی کو خدا کا فرزند سمجھ بیٹھے۔ خالق کائنات نے یہودیوں کی
اور عیسائیوں کی اسی بات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا:

"وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ن ابْنُ اللّٰهِ"

اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔

"وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ"

اور عیسائیوں نے نصرانیوں نے کہا۔ مسیح عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے

"ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ان پر الزام نہیں لگا رہے بلکہ یہ باتیں وہ اپنے
منہ سے بکتے رہتے ہیں۔ (پ۱۰ سورۃ توبہ آیت نمبر ۲۹)

میرے دوستو! غور فرماؤ! یہودی ایک معجزہ دیکھ کر اور عیسائی
چھ کمالات دیکھ کر اپنے اپنے نبی کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہہ بیٹھے۔
جب باری آئی آمنہ کے لال کی، غریبوں کی لجپال کی، بے سہاروں کے
سہارے کی، خالق کائنات نے فرمایا۔ سجناں عرض کی، جی مولا کریم، فرمایا، یہودی

میرے نبی عُزیر کا ایک کمال دیکھ کر اُسے میرا بیٹا کہنے لگے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ کمالات دیکھ کر خُدا کا فرزند کہنے لگے۔

حالانکہ میں نے اُن کو معجزات دے کر بھیجا پر سجناں تُو میرا معجزہ بن کر آیا ہے۔ وُہ کمالات لے کر آئے تو سَراپا کمال بن کے آیا وُہ گنتی کے معجزات لے کر آئے۔ لیکن تیری تو ہر ادا سے معجزہ ظاہر ہوگا۔ کیونکہ تیری تدبیر ہوگی میری تقدیر ہوگی۔ تیری حرکت ہوگی میری برکت ہوگی۔ تیری زبان ہوگی میرا قرآن ہوگا۔ تُو چلے گا تو پتھر تیری سلامی کریں گے تُو بیٹھے گا تو درخت خُود بخُود آکر تجھ پر سایہ کریں گے تُو چلے گا تو پہاڑ جھک کر تجھ پہ درود وسلام پڑھیں گے۔ تیری اُنگلی اُٹھے گی تو ڈوبا ہُوا سورج واپس آجائے گا۔ تُو اشارہ کرے گا تو چودھویں کا چاند دو ٹکڑے ہو کر تیری سلامی کرے گا۔ تُو زبان ہلائے گا تو درخت تیرے حکم پہ دوڑتے تیری بارگاہ میں آئیں گے۔ تیرے فراق میں لکڑیاں روئیں گی۔ تیری اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوں گے۔ تُو حکم کرے گا۔ مُردے زندہ ہوں گے۔ تیری تھوک میں رحمت ہی رحمت ہوگی۔ جن گلیوں سے گزرے گا وُہ کئی کئی دن تک معطر رہیں گی۔ محبوب تُو تو میری مخلوق کو بے شمار معجزات دکھلائے گا۔

علامہ ابوبکر قریشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی مبارکہ میں اعلانِ نبوت کے بعد اسی ہزار معجزات دکھائے۔

(انیس الواعظین صـ۲۲)

سُبحان اللہ! خالقِ کائنات نے فرمایا۔ تُو تو اپنے غلاموں کو لاتعداد کمالات دکھلائے گا۔ عرض کی مولا کریم یہ تیری مہربانی ہوگی۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟

خالق کائنات نے فرمایا: سبحان دیکھ لو، سوچ لو کہیں تیرے کمال
تیرے معجزات دیکھ کر تجھے بھی خدا یا خدا کا کوئی بیٹا نہ کہنا شروع کر دے
عرض کی مولا کریم اس کا حل کیا ہے۔ فرمایا: اس کا حل یہ ہے۔
اعلان کر دے۔

"اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

"اے لوگو! میں تمہاری طرح بشر ہوں"

عرض کی مولا کریم میں کہوں تو آپ کیوں نہیں میرے بارے کہتا؟ فرمایا جب
میں تمہیں بشر نہیں کہوں گا۔

یا اللہ عزوجل تو مجھے کیسے پکارے گا۔ فرمایا: سبحان ہم تو جب بھی تجھے
پکاریں گے۔ پیارے القاب دے کر پکاریں گے۔ خوبصورت صفتوں سے بلائیں
گے۔ کملی والیا میں جب بھی تجھے بلاؤں گا۔ تجھے اعزاز کے ساتھ بلاؤں گا۔

یا اللہ عزوجل کیسے؟ فرمایا: کبھی ہم آپ کو یوں بلائیں گے "یَاَیُّهَا النَّبِیُّ"
اے غیب کی خبریں دینے والے میرے محبوب کبھی ہم آپ کو یوں بلائیں گے
"یٰسٓ" اے ساری کائنات کے سردار۔ کبھی ہم آپ کو یوں پیار سے بلائیں
گے "طٰهٰ" اے چودھویں چاند کے چہرے والے جب تو سردی میں کمبل اوڑھے
گا۔ تو ہم تیرے کمبل کو دیکھ کر کہیں "یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ" اے کمبل اوڑھنے والے
محبوب، جب گرمی میں تو اپنے اوپر چادر اوڑھے گا تو ہم یوں کر کے تجھے بلائیں
گے۔ "یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ" اے چادر اوڑھنے والے حبیب، محبوب تیری
ادائیں بدلتی جائیں گی۔ ہماری صدائیں بدلتی جائیں گی۔ سُبْحَانَ اللّٰه!

عرض کی مولا کریم تو تو نہیں بشر کر کے بلاتا۔ پر تیری مخلوق تیرے بندے
جو بشر کر کے بلائیں گے۔ فرمایا، محبوب فکر نہ کر ہم خود تجھے بشر کر کے بلائیں گے

نہ اپنے بندوں کو بشر کر کے بلانے دیں گے بلکہ اعلان کر دیں گے۔
"لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" (پ ۱۸ سورۃ نور آیت نمبر ۶۲)

اے لوگو! اے میرے بندو، اے میرے محبوب کے غلامو، میرے رسول کو میرے محبوب کو ایسے نہ پکارو، ایسے نہ بلاؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

خبردار! یہ کوئی معمولی انسان نہیں، معمولی بندہ نہیں۔ میرا حبیب ہے۔ میرا محبوب ہے۔ میرا پیارا رسول ہے۔

یا اللہ عزوجل کیسے پکاریں؟ فرمایا: ایسے پکارو جیسے پکارنے کا حق ہے۔ ایسے بلاؤ جیسے بلانے کا حق ہے۔

اے ربّ کائنات کیسے بلائیں، فرمایا: ایسے بلاؤ کہ پتہ چل جائے کہ امتی نبی کو بلا رہا ہے۔ غلام آقا کو بلا رہا ہے۔ نوکر مالک کو بلا رہا ہے۔ کلمہ پڑھنے والا اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا رہا ہے۔

اے ربّ کائنات پھر تو ہی سلیقہ بتا دے، تو ہی طریقہ بتا دے۔ تو ہی بلانے کا انداز بتا دے۔ فرمایا: بلانا ہے تو یا رسول اللہ کر کے بلاؤ۔ یا نبی اللہ کر کے پکارو۔ یا حبیب اللہ کر کے صدا لگاؤ۔ یا شفیع المذنبین کر کے آواز دو یا رحمۃ اللعالمین کہہ کر مخاطب کرو۔

میں نے عالمِ تصورات میں، عالمِ تخیلات میں عرض کی، مولا کریم تیرے محبوب کو اے بشر کر کے نہ بلائیں، اے انسان کر کے نہ پکاریں؟ فرمایا، نہ مولوی نہ عرض کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: جب میں خالق ہو کر، مالک ہو کر، قادر ہو کر، جبار ہو کر

ستار ہو کر، غفار ہو کر، "عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ہو کر اپنے نبی کو اپنے رسول کو بشر کر کے، اے انسان کر کے نہیں بلاتا ہے، پکارتا تو تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ اے بشر، اے انسان کر کے بلاؤ۔ کیونکہ تم امتی ہو، تم اس کا کلمہ پڑھنے والے ہو، تم غلام ہو، تم خادم ہو۔ اگر حلال حرام کی تمیز تمہیں ملی تو اسی کے صدقے قرآن ملا تو اسی کے در سے رمضان ملا تو اسی کے در سے ایمان ملا تو اسی کے در سے بلکہ رب رحمان کا پتہ چلا تو اسی کے در سے تمہیں کیا حق حاصل ہے کہ میرے یار کو اے بشر اور انسان کر کے بلاؤ۔ اللہ اکبر!

میرے دوستو! آپ کتابوں کا مطالعہ کر کے دیکھیں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابا جان کر کے نہیں بلاتی تھیں۔ سیدہ عائشہ اور تمام ازواج سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا میاں، اپنا شوہر کر کے نہیں بلاتی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور کو اے بھتیجا کر کے نہیں بلاتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اے بھائی کہہ کر نہیں بلاتے تھے۔ بلکہ یہ تمام بزرگ ہستیاں جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلاتی تو یا رسول اللہ کہہ کر بلاتیں یا حبیب اللہ کر کے پکارتیں، جب رشتے دار، جب بیٹیاں، جب بیویاں، جب چچا، جب بھائی، اے ابا، اے ہمارے میاں، اے بھتیجے، اے بھائی کہہ کر نہیں بلاتے تو ہم غلاموں کو، ہم کمینوں کو، ہم خطا کاروں کو کیا حق ہے کہ نبی کو اپنا بھائی کہیں یا اپنے جیسا بشر یا انسان کہیں۔

تو عرض یہ کر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، حبیب تم کہہ دو میں تمہاری طرح بشر ہوں، تمہاری مثل ہوں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی، قرآن مجید کے پہلے مفسر ترجمان القرآن، حضرت عبداللہ ابن عباس کون عبداللہ؟

جس کے لئے میرے نبی نے اپنی زبان پاک سے یوں دعا فرمائی کہ

"اَللّٰھُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ"

"اے ربِ کائنات میرے بھائی ابنِ عباس کو دین کا فقیہہ بنا۔"

"اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"

"اے خالقِ کائنات! ابنِ عباس کو کتاب اور حکمت کا عالم بنا۔"

(بخاری شریف اول ص۱۴، بخاری شریف دوم ص۱۸۸)

سُبحان اللہ! کیا شان ہے حضرت ابن عباس کی، سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد حضرت ابنِ عباس مسجد نبوی شریف میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما ہیں۔

عظمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وعظ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کو یہ عظمت عطا فرمائی یہ شان عطا فرمائی یہ مرتبہ عطا فرمایا۔ یہ مقام مرحمت فرمایا۔ جب وعظ ختم ہو گیا۔ تقریر ختم ہو گئی تو ایک آدمی نے کہا حضور آپ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پر بڑا پیارا خطاب فرمایا ہے بڑی پیاری تقریر فرمائی ہے۔

واقعی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جیسا اس پوری کائنات میں کوئی نہیں، لیکن ایک ذہن میں اشکال پیدا ہوا۔ ایک سوال ایک اعتراض دل میں آیا ہے اگر ناراض نہ ہوں، اجازت دیں تو وہ سوال ظاہر نہ کر دوں؟

حضرت ابن عباس مسکرا پڑے۔ فرمایا، بھائی کوئی ناراضگی والی بات نہیں، سوال کرو اچھا ہے۔ آپ کے سوال کا جواب سن کر کئی لوگ مطمئن ہو جائیں گے۔

سوالی نے معترض نے اعتراض کیا۔ سرکار آپ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑی بیان فرمائی ہے۔ جس سے مسئلہ واضح ہو گیا۔

آمنہؓ کے لال جیسا۔ رب عزوجل کے ماہی جیسا اِس پوری کائنات میں کوئی نہیں لیکن خالق کائنات نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

"اے حبیب آپ فرمادیں میں تمہاری طرح بشر ہوں۔"

آپ کا بیان رب عزوجل کا قرآن ٹکرا رہا ہے۔ بات مل نہیں رہی۔ دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ بس اسی بات کا جواب لینا ہے؟

میرے کملی والے کے صحابی مسکرا پڑے، تبسم فرمایا اور معترض سے فرمایا۔ بھائی آپ کا سوال بڑا وزنی ہے۔ بڑا معقول ہے۔ بڑا جامع ہے۔ مگر جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے یار کو کیوں فرمایا کہ اے حبیب تو کہہ دے تو لوگوں سے فرمادے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں؟ عرض کی حضور نہیں، فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے یہ کلمے یہ جملے۔

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

اس لئے کہلا دے کہ

"عَلَّمَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ رَسُوْلَهٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَلتَّوَاضُعَ"

(تفسیر خازن سوم ص ۳۲۸، تفسیر مظہری پ ۱۶ سورۃ کہف)

اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تواضع عاجزی، انکساری کے واسطے یہ بات فرمائی، یہ کلمے سکھائے۔ یہی بات جنتی جوانوں کے سردار، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لخت جگر امام الاولیاء کے جگر گوشے۔ امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نواسے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی کہ

"قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِتَوَاضُعِهٖ"

(تفسیر خازن جلد نمبر۴ صـ۸۱)

سیدنا امام حسن فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کلمات اس لئے سکھلائے تاکہ آپ میں تواضع عاجزی کا جذبہ پیدا ہو۔ اسی بات کو امام المفسرین حضرت علامہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا کہ

"بِاَنْ يَسْلُكَ طَرِيْقَةَ التَّوَاضُعِ"

(تفسیر کبیر جلد نمبر۷ صـ۶۱) یہی آیت، یہ کلمات، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس لئے کہلوائے تاکہ آپ عاجزی اور انکساری کے راستے پر چلیں۔

میرے دوستو! پتہ چلا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی عطا سے اللہ تعالیٰ کے حکم پر تواضع کے لئے انکساری کے لئے، عاجزی کے لئے فرمائے کیوں؟

تاکہ میری امت میرے غلام، میرا کلمہ پڑھنے والے میری سنت پر چلتے ہوئے میرے راستے پر عمل کرتے ہوئے وہ بھی کہا کریں۔ میری امت میں بھی عاجزی کا انکساری کا جذبہ پیدا ہو کہ جب سدرہ کا راہی عرش معلی کا سیاح اللہ تعالیٰ کا ماہی، اتنے کمالات، اتنے معجزات، اتنی عظمتوں پر فائز ہونے کے باوجود اپنے آپ کو بشر کہہ رہا ہے۔ تو ہم تو آپ کے امتی ہیں، ہم تو آپ کے غلام ہیں۔ ہمیں اس سے بھی زیادہ عاجزی اور انکساری کرنی چاہیئے۔

لیکن افسوس بجائے عاجزی کرنے کے انکساری کرنے کے ہم نبی کی مثل بننے بیٹھے۔ نبی کو اپنے جیسا کہنا شروع کر دیا۔ تف ہے ایسی عقل پر۔ افسوس ہے ایسی زندگی پر۔ حیرانگی ہے ایسی سمجھ پر۔

سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ الفاظ یہ جملے فرمائے ناکہ میں تمہاری طرح بشر ہوں تو پہچاننے والوں نے پہچان لیا۔ جاننے والوں نے جان لیا۔

دیکھنے والوں نے دیکھ لیا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات تواضع کے لئے انکساری کے لئے فرما رہے ہیں تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

"بابی انت و امی یا رسول اللہ"

اے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قدموں پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے تو عاجزی کی انکساری کی حد کر دی ہے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ عرش کے باسی ہو کر فرش پر جلوہ فرما ہیں۔ ہماری خاطر آپ نے دنیا میں شادیاں فرمائیں۔

ہمارے لئے آپ نے کھایا پیا یہ دنیا کا لباس زیب تن فرمایا۔ ہماری خاطر آپ نے گھوڑے پر سواری فرمائی اور ہم جیسوں کو اپنے ساتھ سوار فرمایا۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان تمام چیزوں کے محتاج نہیں تھے لیکن ہماری تعلیم و تربیت کی وجہ سے یہ سب کرم فرمایا ہے۔ سبحان اللہ!

(الرسول ص۲۲، شہکار ربوبیت ص۱۲۶)

کیا پیارا عقیدہ ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ ہر صحابی کا یہی عقیدہ تھا۔ مگر وہابی کا عقیدہ، نجدی کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ہماری طرح ہے۔ ہماری طرح نہ ہوتا تو کھاتا کیوں، پیتا کیوں، شادیاں کیوں کیں؟

دوستو! ان نجدیوں سے پوچھو یہ باتیں تمہیں چودہ سو سال بعد یاد آ گئیں، نظر آ گئیں، صحابہ کرام کو نظر نہ آئیں۔ فاروق اعظم کو نہ آئیں؟ ان کو نظر آئیں پر وہ

حقیقت کو سمجھ گئے یہ نہیں سمجھے تو پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ

؎ اُمتی اُدہوں سداون دا حق نا ہیں!
تے جیہڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دی پھرے تو ہین کردا
کدی عشق تے شرک دا الافتویٰ!!
تے بشر وانگ ابلیس لعین کردا
کدی نور نوں بشر مناون خاطر!
تے گج گج کے وعظ بے دین کردا
ابوبکر عمر آن صدیق بن دا!
تے سن نبی صلی اللہ علیہ وسلم دی گل آمین کردا

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو بشر اس لئے کہا کہ عاجزی کا اظہار ہو ویسے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرح نہیں تھے ہم تو کیا کائنات کا کوئی انسان کوئی خاکی، نوری۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہیں۔ یہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرم نوازی ہے کہ آپ نے آپ کو ہم جیسے نکموں کی طرح کہہ رہے ہیں۔

دیکھو ناں بادشاہ بادشاہ ہی ہوتا ہے اگر بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ میں تمہارا خادم ہوں تو یہ بادشاہ کا کمال ہے۔ اگر رعایا کہے گی تو سزا پائے گی۔

اسی طرح میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو ہم جیسا کہا تو یہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال ہے۔ اگر امتی کہے گا تو سزا پائے گا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو بشر کہیں، کہتے رہیں ہم نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ آپ کی عاجزی انکساری ہے۔ اگر نبی علیہ السلام عاجزی کے طور پر ایسے کلمے کہیں تو اس کو تو اجازت ہے اگر امتی کہے گا۔ تو

بے ادبی کا خطرہ ہے۔

بعض دفعہ کافر ہونے کا بھی خطرہ ہے۔ دیکھو ناں جب سیّدنا آدم علیہ السّلام اور سیّدہ حوّا علیہا السّلام جنّت سے گندم کا یا انگور کا دانہ کھانے کے بعد جنّت سے نکال کر زمین کی طرف بھیج دیئے گئے تو سیّدہ حوّا جدّہ میں اُتاری گئیں۔ سیّدنا آدم علیہ السّلام ہری لنکا میں اُتارے گئے تو سیّدنا آدم علیہ السّلام تین سو سال تک روتے رہے۔ تین سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ میاں بیوی کی مُلاقات کرائی، توبہ قبول فرمائی، جب دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرنے لگے تو یہ کلمات اُن کی زبان پر تھے۔

"رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ٭"

"اے ہمارے پالنے والے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔"

"وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا ٭"

اور اگر تُو نے ہمیں نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا۔

"لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٭"

(پ ۸ سُورۃ اعراف آیت نمبر ۲۳)

"تو ہم ضرور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

اسی طرح قرآن مجید پڑھ کر دیکھیں، جب حضرت سیّدنا یُونس علیہ السّلام اپنی قوم سے ناراض ہو کر اُن کو عذاب کی خبر سُنا کے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر اپنی بستی نینوا سے نکال کر دریا رُوم کے پاس تشریف لے گئے تو کشتی پر سوار ہُوئے کشتی درمیان دریا میں جا کر خود بخود ٹھہر گئی۔ آگے چلتی نہیں لوگوں نے کہا ملّاح صاحب کیا بات ہے۔ کشتی روک کیوں دی ہے۔ آگے کیوں نہیں چلاتے۔ ملّاح نے کہا دوستو میں تو بڑی کوشش

کر رہا ہوں، مگر کشتی آگے چلتی نہیں۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔

ملاح نے کہا کہ لگتا ہے اس پوری کشتی میں کوئی ایسا بندہ سوار ہے جو اپنے مولا سے بغیر اجازت کے کشتی میں سوار ہے۔ اب ہر آدمی ایک دوسرے کو تعجب سے دیکھنے لگا کہ ہم میں سے کون ہے؟

لیکن کوئی بتاتا نہیں آخر کار تمام مسافروں کا نام لکھ کر قرعہ اندازی کی گئی، سیدنا یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ، ہر مرتبہ سیدنا یونس علیہ السلام کا نام ہی نکلا۔ جب سیدنا یونس علیہ السلام نے تینوں مرتبہ اپنا نام دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

رو کر فرمایا: دوستو! واقعی میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس کشتی پر سوار ہوا ہوں، یہ فرما کر آپ نے دریا روم میں چھلانگ لگا دی۔

خالق کائنات نے ایک بہت بڑی مچھلی جو کئی فٹ لمبی، اور کئی فٹ چوڑی تھی اس کو حکم دیا کہ اے مچھلی میرا روٹھا ہوا پیغمبر تشریف لا رہا ہے۔ بغیر کسی تکلیف کے اس کو اپنے پیٹ میں چند دنوں تک مہمان بنا لے لیکن خبردار میرے یار کو میرے نبی کو میرے پیارے کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔

سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا۔ جب آپ مچھلی کے پیٹ میں تشریف لے گئے تو ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا، ظلمت ہی ظلمت، رات کا اندھیرا، دریا کے پانی کا اندھیرا، مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا تو خالق کائنات کا نبی اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے پکارا، مچھلی کے پیٹ میں بولا مچھلی کے پیٹ میں صدا لگائی کون سی

"فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ"

جب حضرت یونس علیہ السلام اندھیروں میں سے پکارے کیا؟ کہ

"اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﷺ

"کوئی معبود نہیں تیرے سوا، تیری ذات پاک ہے"۔

"اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﷺ (پ۱۷ سورۃ انبیاء آیت نمبر ۸۷)

"بے شک میں ہی قصور داروں میں سے ہوں"۔

میرے دوستو! توجہ فرماؤ: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ اپنے آپ کو ظالم کہہ رہے ہیں۔

یا اللہ! ہم ظالم ہیں۔ بتایئے کیا کوئی مسلمان حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کو ظالم کہہ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! اگر کوئی مسلمان کوئی مومن حضرت آدم علیہ السلام کو یا حضرت یونس کو ظالم کہہ دے تو آپ شریعت کے مطابق اس کو کیا کہیں گے کہ یہ کافر ہے۔

(تفسیر نور العرفان ص۵۲۵)

اگر وہ آدمی جس کو آپ کافر کہہ رہے ہیں وہ کہے کہ مجھے کافر کیوں کہہ رہے ہو۔ میں تو وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام نے خود اپنی زبان سے فرمائی۔ قرآن گواہ ہے۔ پھر آپ اس کو کیا جواب دیں گے؟ یہی جواب دیں گے تاکہ او بدنصیب منہ سنبھال کے بات کر حضرت آدم علیہ السلام نے اور حضرت یونس علیہ السلام نے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ الفاظ کہے تو نہایت ہی عاجزی کا اظہار کیا۔ انکساری کا مظاہرہ کیا یہ الفاظ ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے سجتے ہیں۔ لیکن میں اور آپ اور کوئی مسلمان یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے گا تو دائرہ ایمان سے خارج ہوگا وہ اسلام سے نکل جائے گا۔

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا: "اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ﷺ

میں تمہاری طرح ہوں یہ بھی میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عاجزی تھی انکساری تھی ورنہ کہاں ہماری ناپاک بشریت کہاں نورِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بے مثال جیسے حضرت آدم علیہ السلام نے اور حضرت یونس علیہ السلام نے عاجزی کا مظاہرہ کیا۔

ایسے ہی میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عاجزی فرمائی۔ جیسے ان کو ظالم کہنے والا بے ادب اور کافر ہے۔ ایسے ہی سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والا بے ادب اور کافر ہے۔

جیسے سنی حضرات، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کی عزت وعظمت کے قائل ہیں، اسی طرح سنی حضرات سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں سے لگنے والی مٹی کو بھی سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

واہ لجپال مدینے والا!
تے اودہے ورگا ہور نہ کوئی
شان نبی صلی اللہ علیہ وسلم وچ فرق جو پاوے
تے اودہے ورگا چور نہ کوئی!
من ماہی وچ میں کیویں بھاواں
تے میری چنگی ٹور نہ کوئی!
اودہے کرم دی بات نیازی
تے میرا اپنا زور نہ کوئی

پتہ چلا سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو بشر اس لئے کہا تاکہ عاجزی اور انکساری کا اظہار ہو۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں۔ ہمیں یہ حق نہیں ہے اگر کوئی کہے گا تو وہ بے ادب اور گستاخ

کہلائے گا۔

لیکن جو لوگ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں وہ ان باتوں کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ عاجزی کیا یہ سب بہانے ہیں، جب سرکار مدینہ نے بشر اپنے آپ کو کہہ دیا تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں۔

میرے دوستو اگر ان کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہہ دیا تو ہمیں بھی اجازت ہے یہ تو زیادتی والی بات ہے اچھا صاحب ہم آپ کو ایک مثال دیتے ہیں۔ دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم جن کو دیوبندی حجۃ الخلف راس الفقہا والمحدثین تاج العلماء الکاملین مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کہتے ہیں۔ یہ مولوی صاحب براہین قاطعہ ص۱ پر لکھتے ہوئے کہتے ہیں۔ بندہ احقر الناس خلیل احمد انبیٹھوی اب احقر کا معنی ذلیل کمینہ، اور احقر الناس کا معنی ہے سارے لوگوں میں ذلیل کمینہ فیروز اللغات ص۵۱

اب کوئی دیوبندی وہابی یہ کہہ سکتا ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب بڑے ذلیل تھے کمینہ تھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اور اگر کوئی مولوی صاحب کو کہہ دے کہ مولوی خلیل سارے لوگوں میں سے ذلیل تھے کمینہ تھے تو دیوبندی یہ کلمہ برداشت کریں گے؟

مولوی صاحب کے ماننے والے یہ بات گوارا کریں گے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ کہنے والے سے کہیں گے او میاں منہ سنبھال کر بات کرو کیا کہہ رہے ہو تمہیں پتہ نہیں خلیل احمد صاحب بہت بڑے علامہ تھے محدث تھے، فقیہہ تھے۔ استاذ العلماء تھے تم ان کو ذلیل کہہ رہے ہو۔ حیاء کرو، شرم کرو۔

اب مولوی صاحب کو ذلیل کہنے والا کمینہ کہنے والا آگے سے جواب یہ دے رہا ہے کہ یار تم مجھ سے کیوں ناراض ہو رہے ہو خود مولوی صاحب نے اپنے آپ کو

"اَحْقَرُ النَّاس" لوگوں میں سے ذلیل کمینہ لکھا ہے کہا ہے۔ میں تو نہیں کہہ رہا بلکہ ان کے اپنے الفاظ دہرا رہا ہوں۔ ایمان سے بتانا۔ انصاف سے کہنا۔
اُو نبی پاک کو اپنی مثل کہنے والو تم اس کو جواب دو گے کہ نہیں؟ یا یہ کہو گے کہ تم ٹھیک کہتے ہو کیوں کہ مولوی صاحب نے خود کہا ہے۔ کیا کہو گے؟ انسان شرط ہے۔ یہی جواب دو گے ناں کہ مولوی صاحب نے یہ الفاظ بطور عاجزی کے کہے ہیں۔ انکساری کے کہے ہیں۔
لہٰذا مولوی خلیل صاحب اپنے آپ کو احقر النّاس کہہ سکتے ہیں۔ کوئی دوسرا انسان ان کو نہیں کہہ سکتا۔ مولوی صاحب احقر النّاس کہیں تو عاجزی عام آدمی یا دوسرا آدمی کہے تو گستاخی اور بے ادبی۔ اسی طرح سُنّی حنفی بریلوی کہتے ہیں اُو دیوبندیوں اُو وہابیوں اور جماعت اسلامی والو، اُو غیر مقلدو میرا نبی بشر اپنے آپ کو کہے تو جائز ہے دوسرا انسان کہے تو بے ادبی ہے سرکار مدینہ اپنے آپ کو بشر کہیں تو عاجزی ہے۔ اُمتی کہے تو بے حیائی اور بے غیرتی ہے کیوں کہ

؎ کتھے ہے ذرّہ تے آفتاب کتھے!
تینوں ڈیکھن دی مُورکھا تاب کتھے!
جہڑے جان دے جان دے جہان دسے کے
اسیں بشر کتھے میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتھے

میرے دوستو! سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل کہنا تو درکنار آپ قرآن و حدیث کا مطالعہ کر کے دیکھیں جن چیزوں کی نسبت، جن چیزوں کا تعلق جن چیزوں کا واسطہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کی طرف ہو گیا۔ وہ چیزیں بھی بے مثل، بے مثال ہو گئیں۔

نسبتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

دیکھو ناں زمین ساری خالق کائنات نے بنائی ہے مگر جس زمین
پر میرے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم لگے وہ زمین دوسری زمینوں سے
بے مثال ہوگئی یار کے قدم کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمیں قرآن
پاک میں اٹھائی۔

"لَا اُقۡسِمُ بِھٰذَا الۡبَلَدِ"

خالق کائنات نے فرمایا: سجناں مجھے اس مکہ شہر کی قسم ہے میں
نے عرض کی مولا کریم کیوں مکہ کی قسم اٹھائی ہے کیا دوسری زمین تیری نہیں؟
فرمایا، مولوی زمین تو ساری میری ہے۔ خالق تو ساری دھرتی کا میں آپ ہوں
پر قسم اس لئے اٹھا رہا ہوں کہ

"وَ اَنۡتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الۡبَلَدِ"

(سورۃ بلد آیت نمبر ۱-۲)

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام تم اس شہر میں جو تشریف فرما
ہو۔ گویا سجناں مجھے مکہ کی گلیاں اس لئے حسین اور بے مثال لگی ہیں کہ
ان گلیوں میں سجناں تلیاں جو تیری لگی ہیں۔

پتہ چلا جس زمین پر سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم لگے۔ وہ
زمین بے مثال، جس جانور پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سواری فرمائی وہ
جانور دوسرے جانوروں میں بے مثال، جس چیز کو میرے نبی نے چھو دیا وہ
وہ چیز دوسری چیزوں سے بے مثال، جس پتھر کو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے چوم لیا وہ پتھر دوسرے پتھروں سے بے مثال، دیکھو ناں سارے حاجی حجرِ اسود کو چومتے ہیں کیوں؟ کیونکہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو چوما ہے۔

عورتیں ساری قابلِ احترام ہیں۔

مگر حضرت عائشہ، حضرت خدیجہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب، حضرت ماریہ، دیگر سرکار کی ازواجِ پاک، ان کی شان ہی نرالی ہے۔ ان کا مقام بھی بلند ہے۔ جب تک یہ عورتیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں نہیں آئیں تھیں، خدیجہ خدیجہ تھی، عائشہ عائشہ تھی، حفصہ حفصہ تھی، زینب زینب تھی، ماریہ ماریہ تھی، ان میں اور دوسری عورتوں میں کوئی فرق نہ تھا۔ کوئی امتیاز نہ تھا مگر جب یہ بیبیاں میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آ گئیں، سرکار کے حق میں آ گئیں، کملی والے سے منسوب ہو گئیں تو پھر سارے جہان کی عورتوں سے بے مثال ہو کر بے مثل ہو کر سارے مسلمانوں کی مائیں بن گئیں

خالقِ کائنات نے عرشوں سے آواز ماری کہ

"یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ"

اے میرے محبوب کی بیویو!

"لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ"

"تم دوسری عورتوں کی مثل نہیں ہو"

(پ ۲۲ سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۲)

کیوں نہیں ہو، دوسری عورتوں کی طرح اس بات کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر بیان فرمایا کہ

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"

"نبی کریم ایمان والوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں"

"وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمْؕ"

"اور اُس کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔"

(پ۲۱ سُورۃ الاحزاب آیت نمبر ۶)

پتہ چلا جو عورت میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آگئی وہ سرکار کی نسبت کی وجہ سے دوسری عورتوں سے بے مثل کپڑے دُنیا میں ہزاروں قسم کے موجود ہیں، ریشمی، سُوتی گرم، ٹھنڈے قیمتی کم قیمت کے ہر قسم کا کپڑا موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں کسی کپڑے کی کوئی حیثیت نہیں، کوئی وُقعت نہیں، کوئی قیمت نہیں، کوئی قدر نہیں، مگر قرآنِ پاک پڑھ کر دیکھو، جن کپڑوں کی نسبت میرے آقا سے ہوگئی، میرے رسُول سے ہوگئی وہ کپڑے دُوسرے کپڑوں سے مُمتاز ہوگئے۔ وہ کپڑے بے مثل ہوگئے، بے مثال ہوگئے۔

خالقِ کائنات نے اُن کپڑوں کا ذکر بڑے پیار سے، بڑی محبت سے قرآن میں کیا۔ سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سردی محسوس کی تو آپ نے اپنے جسمِ انور کو ایک کمبل میں چھپالیا تاکہ سردی نہ لگے۔ اللہ تعالیٰ کو یار کی یہ ادا بڑی پسند آئی فرمایا:

"یٰۤاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُۙ"

"اے کمبل میں لپٹنے والے میرے حبیب۔" سُبحان اللہ!

جب صبح ہوئی، دھوپ نکلی، سردی کم ہوئی۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کمبل شریف اُتار کر اپنی کملی شریف، چادر شریف اپنے اُوپر لے لی خالقِ کائنات نے پھر آواز ماری۔

"یٰۤاَیُّہَا الْمُزَّمِّلُۙ" "اے چادر اوڑھنے والے محبوب۔"

جیسے جیسے کملی والے کی ادا بدلتی گئی۔ خالقِ کائنات کی صدا بدلتی گئی۔

میرے دوستو! پتہ چلا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جس کی نسبت ہو گئی وہ بے مثال ہو گئی۔ اب ایمان داری سے بتاؤ کوئی مومن، کوئی مسلمان، کوئی سرکار کا غلام یہ کہہ سکتا ہے کہ میری عورت نبی کی عورت کی مثل ہے۔ میری بیوی حضرت عائشہ جیسی ہے۔ حضرت خدیجہ جیسی ہے؟ مومن تو نہیں کہہ سکتا مسلمان تو یہ بات نہیں کر سکتا عاشق تو ایسی بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ہاں جو بے ادب ہو، گستاخ ہو، عشقِ نبی سے خالی ہو وہ کر سکتا ہے۔ کر سکتا نہیں بلکہ بے ادب کر گئے ہیں۔

سنیئے تمام دیوبندیوں کے متفقہ حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بڑھاپے میں آخری عمر میں اپنی ایک کم سن چھوٹی عمر کی شاگردنی سے نکاح کیا۔ اس نکاح سے پہلے ان کے کسی مرید نے خواب دیکھا کہ مولوی اشرف علی کے گھر حضرت عائشہ صدیقہ آنے والی ہے۔ جب یہ خواب اس مرید نے مولوی اشرف علی کو بتایا تو سنیئے وہ تعبیر کیا دیتے ہیں؟

مولوی اشرف علی نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ میرے ہاتھ کوئی کم سن چھوٹی عمر کی عورت آئے گی۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح جب حضور علیہ السلام سے ہوا تو آپ کی عمر سات سال تھی وہ ہی نسبت یہاں ہے کہ میں بڈھا ہوں اور بیوی لڑکی۔

(رسالہ الامداد ص۱۳۱۵ ہجرہ ص۸۵، بحوالہ جاء الحق اول ص۴۲، ص۴۲۱، مقیاس حنفیت ص۲۷)

میرے دوستو! کتنی گستاخی ہے، بے ادبی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جس کو خالقِ کائنات مومنوں کی ماں فرما رہا ہے۔ مولوی اشرف علی اس پاک بی بی کو اپنی عورت سے اپنی کمسن بیوی سے ملا رہا ہے۔ افسوس ایسی سوچ پر ایسے ذہن پر ایسی عقل پر، مگر جنہوں نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہیں کیا۔ انہوں نے نبی کی بیوی کا کہاں ادب کرنا ہے تو بات ہو رہی تھی مسلمان کی کہ کوئی مسلمان تصور نہیں کر سکتا۔ میری عورت نبی کی عورت کی مثل ہے کوئی ایمان دار یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا کمبل نبی کے کمبل جیسا ہے۔ میری چادر اللہ تعالیٰ کے یار کی چادر کی طرح ہے۔

سوچو غور کرو، خیال کرو۔ دھیان دو۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم سے لگنے والا کپڑا دوسرے کپڑوں سے بے مثال ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آنے والی عورتیں دوسری عورتوں سے بے مثل ہیں تو پھر وہ نبی خود ہماری مثل کیسے ہو سکتا ہے؟

پھر وہ لوگ کتنے بدنصیب ہیں جو نبی کی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ نبی کی برابری کا دعویٰ کافر نہیں کرتے، مشرک نہیں کرتے، عیسائی نہیں کرتے، یہودی نہیں کرتے، ہندو نہیں کرتے کیونکہ ان لوگوں کو تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا پتہ ہی نہیں وہ ہمارے رسول کو جانتے نہیں پہچانتے نہیں نبی کی برابری کا دعویٰ وہ کرتے ہیں جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جو اپنے آپ کو موحد کہلاتے ہیں جو اپنے آپ کو توحیدی کہلاتے ہیں۔ اللہ اکبر!

جناب صائم چشتی علیہ الرحمتہ نے ایسے ہی نام نہاد موحدوں کی بڑی خبر لی، بڑی اچھی بات فرمائی، صائم چشتی فرماتے ہیں کہ

لہندے نے توحیدی آں۔ توحید ساڈی جان اے
نبی ساڈے جہیا اے۔ ایہہ اساں دا اعلان اے

سو ربّ جھوٹھ بول سکے۔ ساڈا ایہہ ایمان اے
نبی ہکیٹے بھلا تے۔ کاھدا نقصان اے
عقیدہ اے کہ کوہڑا اے۔ ایہہ کوہڑ دیہہ گم بیماریو
بلّے اُڈ توحید دیو۔ وڈیو پچھاریو!

ویسے خیال کرو۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا۔ میرے حبیب تم کہہ دو ہمیں نہیں فرمایا کہ اے میرے حبیب کے غلاموں تم کہو۔ اگر ہمیں حکم ہوتا تو نبی کو اپنے جیسا کہنا جائز تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان تو کہہ یہ صرف نبی کے لئے جائز ہے۔ اُمتی کے لئے نہیں۔

جب واضح نے لفظ ہی یار کے لئے کہا ہے تو غلاموں کو کیا جرأت ہے کہ وہ اس کے یار کو ان الفاظ سے پکاریں جو صرف نبی کے لئے خاص ہے بعض دفعہ مخصوص الفاظ دوسرے پر بولے جائیں تو بے ادبی کا خطرہ بھی ہو جاتا ہے۔

مثلاً ایک آدمی باہر سے گھر میں آتا ہے تو اس کی ماں اُسے دیکھ کر کہتی ہے میرا بیٹا آگیا۔ بیوی دیکھ کر کہتی ہے میرا خاوند آگیا۔ بیٹا دیکھ کر کہتا ہے میرا ابا آگیا۔ بہن دیکھ کر کہتی ہے میرا بھائی آگیا۔

اب دیکھئے بیٹا کہتی ہے ماں، ابا کہتے ہیں بچے۔ بھائی کہتی ہے بہن خاوند کہتی ہے بیوی۔ یہ تمام افراد اپنے اپنے مقام پر سچے ہیں۔ آنے والا ہے ایک لیکن اس کے القاب، خطاب، الفاظ ہر فرد نے جدا جدا ادا کئے۔ حق بھی یہی بنتا ہے۔ لیکن اگر ماں کہے میرا خاوند آگیا۔ بیوی کہے میرا بیٹا آگیا تو یہ ایک غیر شریفانہ، غیر فطری بات ہو گی۔ کیونکہ بیٹے کا لفظ اللہ پاک نے ماں کے لئے بنایا ہے۔ خاوند کا لفظ بیوی کے لئے۔ بیوی بیٹا نہیں کہہ سکتی، ماں خاوند نہیں کہہ سکتی۔ اسی طرح بلا تشبیہ، بلا مثال بشر کا لفظ اللہ تعالیٰ نے یار کے

لئے بنایا ہے کہ اُسے کملی والے محبوب تو اپنے آپ کو بشر کہہ سکتا ہے لیکن کسی اور کے لئے جائز نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں نہیں جی سب انسان برابر ہیں نبی بھی انسان ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ بھی ہمارے برابر کوئی فرق نہیں۔

میرے دوستو! ایسی سوچ غلط ہے دیکھئے ناں بہن بیوی ماں ہر تینوں عورتیں ہونے میں برابر ہیں ہم مثل ہیں کوئی فرق نہیں لیکن ہم تینوں کو ایک ہی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ ایک ہی لفظ سے نہیں بلا سکتے۔ ایک ہی لقب سے مخاطب نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر کوئی سرپھرا اپنی بیوی کو کہے کہ تو میری ماں یا میری بیٹی کی مثل ہے تو اس پر اس کی عورت حرام ہوگئی۔ اب اگر عورت کو اپنے لئے حلال کرنا چاہتا ہے تو سزا کے طور پر ساٹھ مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(قرآن مجید پ ۲۸ سورۂ مجادلہ آیت ۳-۴)

اگر کوئی بدنصیب اپنی ماں کو یا بہن کو کہے کہ اماں تو تو میری بیوی جیسی ہے۔ باجی تو تو میری اہلیہ جیسی ہے تو سننے والا کہے گا او بے ایمان توبہ کر نہیں تو ایمان سے نکل جائے گا اب وہ کہنا شروع کر دے۔ کیوں کروں توبہ جیسے ماں کے دو ہاتھ ویسے بیوی کے دو ہاتھ جیسے ماں کھاتی ہے۔ بیوی کھاتی ہے۔ جیسے ماں سوتی ہے۔ بیوی سوتی ہے جیسے ماں چلتی ہے۔ بیوی چلتی ہے۔ برابری نہیں تو کیا ہے؟ دونوں برابر تو سننے والا کہے گا اور بدعقل ٹھیک ہے وہ بھی عورت، یہ بھی عورت، پر وہ ماں ہے یہ بیوی ہے اس کے قدموں میں تیری جنت، تیری رضا میں تیری بیوی کی جنت برابری کیسی؟ کر توبہ نہیں تو بے ایمان ہو جائے گا۔

دوستو! اگر گھر میں ماں بیوی میں برابری کرو۔ بندہ بے ایمان ہو جاتا ہے۔ کوئی سرکارِ مدینہ سے برابری کرے تو کیسے مسلمان رہ سکتا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَر!

پر یہ بات وہ جانے جو پہچان رکھتا ہو جو معرفت رکھتا ہو کیوں کہ

نہ کچ وچے منکا تے لعل وی منکا
تے اکو رنگ دوہاں دا
پر جدوں کول صرافاں جاوے
تے فرق سیاں کوہاں دا

متشابہ آیت:

میرے دوستو! قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن پاک میں بتیس لاکھ چھبیس ہزار ستر حروف موجود ہیں چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیتیں ہیں، ان آیتوں میں سے کچھ آیتیں محکم ہیں کچھ آیتیں متشابہات ہیں۔ خالق کائنات نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

"هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ"

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب۔

"مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ"

اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں۔

"وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ"

اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔

(پ ۳ سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۶)

مُحکم وُہ آیاتِ کریمہ ہیں، جن کے معنٰی بالکل ظاہر ہیں کسی قسم کی تاویل تفسیر کی ضرورت نہیں۔ متشابہات وُہ آئتیں ہیں جس کی مُراد عقل میں نہ آسکے۔ بس ظاہری الفاظ کو پڑھ کر مان لیا جائے۔

پھر متشابہات کی دو قسمیں ہیں، ایک وُہ جن کے معنٰی بالکل سمجھ میں نہ آسکے۔ جیسے الٓمّٓ۔ طٰسٓ۔ یٰسٓ۔ ان کو حُروفِ مُقطعات بھی کہتے ہیں۔ دوسری وُہ آیات جن کے لغوی معنی تو سمجھ میں آجائیں مگر یہ پتہ نہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کیا مُراد لیا ہے۔ مثلاً:۔

یَدُ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔

وَجْہُ اللّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ کا چہرہ۔

حالانکہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے چہرے سے پاک ہے۔ اب اس کا مقصد کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پتہ چلا قرآنِ مجید میں چند آئتیں ایسی بھی ہیں جو متشابہات کہلاتی ہیں اور قرآنِ مجید فرماتا ہے۔

"وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ ؑ"

اور نہیں جانتا اس کے صحیح معنی مگر اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا معنی کوئی نہیں جانتا۔ اسی لئے محدثین فرماتے ہیں، مفسرین فرماتے ہیں کہ متشابہات کو مان لو اس کی تاویلیں تلاش نہ کرو کہ اس کا معنی کیا ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے اس کا مفہوم کیا ہے۔ بس کوئی پُوچھے تو صرف اتنا کہہ دو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمیں سمجھانا ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیوں کی؟ یہ آیات اُتاری کیوں؟ تو یاد رکھو یہ آیاتِ کریمہ اُتار کر اللہ تعالیٰ نے ہمارا امتحان لیا کہ آیا مجھے ماننے والے مجھے وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ کہنے والے

میری بارگاہ میں اپنی جبینِ جھکانے والے میرے کلام کو مانتے ہیں کہ نہیں ؟ ایمان لاتے ہیں کہ نہیں، میرے فرمان کو چاہے سمجھ آئے نہ آئے دِل و جان سے اقرار کرتے ہیں کہ نہیں۔ سُبحان اللہ !

جن کو اپنی عقل پر ناز تھا شعور پر غرور تھا وہ سوچتے رہ گئے۔ گمان کرتے رہ گئے پر جن پر خالقِ کائنات کا کرم ہوا۔ کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم ہو گئی۔ انہوں نے کہا :

"اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَاہُ"

یا اللہ ہم تیرے کلام پر دِل و جان سے ایمان بھی لائے اور دِل سے یقین بھی کرلیا۔ تو عرض کر رہا تھا کہ خالقِ کائنات نے دو قسم کی آیتیں قرآن پاک میں نازل فرمائی ہیں محکم اور متشابہات محکم وہ جن کا معنیٰ بالکل صاف ہیں تاویل کی تفسیر کی ضرورت نہیں اور متشابہات کی دو قسمیں ایک وہ جن کا بالکل معنیٰ بھی نہیں سمجھ آتا وہ ہیں مقطّعات، دوسری وہ آیات جن کا معنیٰ تو پتہ چلتا ہے پر اس سے مُراد کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اگر وہی معنیٰ مُراد لیا جائے تو گندہ ہے جیسے یَدُ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ۔ اب خالقِ کائنات، دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ "لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ"۔ خالقِ کائنات کسی کی مثل نہیں نہ کوئی مخلوق اس کی مثل ہے۔

پتہ چلا جو ظاہری معنیٰ ہے وہ مُراد نہیں لے سکتے اب توجہ کریں خالقِ کائنات نے فرمایا : قُلْ اے محبوب تو کہہ دے۔ کہ "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" میں تمہاری طرح بشر ہوں۔

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یہ آیۃ کریمہ محکم نہیں بلکہ متشابہات ہے۔

(مدارج النبوت اوّل صـ ۱۶۱ صـ ۱۶۳، تفسیر نعیمی پ ۳ صـ ۳۰۸، صـ ۳۰۹)

جب یہ آیتِ کریمہ متشابہات ہے تو ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ ظاہری معنی دیکھے۔ بس حقیقت میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کیا تھے یہ اللہ تعالیٰ جانے یا اُس کا محبوب، یہی بات خالقِ کائنات نے ہمیں فرمائی کہ

"فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ"

بس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ زنگ ہے وہ کرتے کیا ہیں؟ خالقِ کائنات فرماتا ہے۔

"فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ"

بس وہ پیروی کرتے ہیں صرف اِن آیتوں کی جو متشابہ ہیں کیوں؟

فرمایا: اس لئے کہ ان کا مقصد فتنہ انگیزی ہے۔

"وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ" اور غلط معنی تلاش کرنا ہے۔

(پ ۳ سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۷)

خالقِ کائنات فرماتا ہے کہ متشابہ آیات کے پیچھے نہ پڑھو اس کی تفصیل اور تاویل تلاش نہ کرو کیوں؟ اس لئے کہ یہ تمہارے بس کی بات نہیں متشابہات کا معنی اور مطلب صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

میرے دوستو! غور فرماؤ! جب متشابہ آیات کا معنی و مطلب اللہ تعالیٰ کے سوا جانتا کوئی نہیں تو پھر بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ بھی متشابہ آیت ہے۔ اس کا مطلب، اس کی حقیقت، اس کا مفہوم اُن لوگوں کو کیسے پتہ چل گیا۔ جو کہتے ہیں سرکار ہماری مثل ہیں، ہماری طرح ہیں۔

پتہ چلا جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مثل کہتے ہیں وہ جھوٹے ہیں، کیوں کہ آیت متشابہ ہے اور متشابہ کی حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو لوگ پھر بھی باز نہ آئیں سمجھ لو ان کے دل میں کجی ہے زنگ ہے۔ ان کے دل ٹیڑھے ہیں جو ٹیڑھے دل والے ہیں، جو زنگ آلودہ دل والے ہیں وہ تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی طرح کہتے ہیں لیکن جن کا سینہ مدینہ ہے وہ تو کہتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی ذات تو ہے ہی بے مثل، بے مثال ہم تو ان کتوں کی طرح بھی نہیں جو تیرے شہر مدینے میں پھرتے ہیں۔ سبحان اللہ! امام اہلسنّت کشتۂ عشق رسالت تاجدار بریلی مولانا الشاہ احمد رضا علیہ الرحمۃ تو یوں عرض کرتے ہیں کہ

؎ تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

ایک مرید نے ایک غلام نے جب یہ سنا تو کہا حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا پٹہ گلے میں کیوں ڈالا ہے۔ فرمایا کہ

؎ اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا!

مخاطب کون؟

میرے دوستو! ذرا غور فرمائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ“

اُسے میرے حبیب آپ فرما دیں، مَیں تمہاری مثل ہُوں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کن سے فرمایا، کہہ دو میں تمہاری مثل ہوں؟ مخاطب کون تھے؟ اپنے تھے یا پرائے؟ ایمان دار تھے یا بے ایمان؟ مسلمان تھے یا کافر؟ ماننے والے تھے یا منکر؟ غلام تھے یا مخالف؟ دوست تھے یا دشمن۔ سجن تھے یا ویری؟ کون تھے؟

لازمی بات ہے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی تو سرکار مدینہ نے پوچھا ہو گا کہ اے رب کائنات کن سے کہوں۔ صدیق اکبر سے کہوں فرمایا ناں۔ عرض کی فاروق اعظم سے کہوں فرمایا ناں، عثمان غنی سے کہوں فرمایا ناں، عرض کی علی المرتضیٰ سے کہوں فرمایا ناں، صہیب رومی سے کہوں، فرمایا ناں۔ عرض کی سلمان فارسی سے کہوں، فرمایا ناں۔ بلال حبشی سے کہوں فرمایا ناں۔ عرض کی جابر سے کہوں فرمایا ناں، عرض کی کملی میں چھپنے والوں کو کہوں فرمایا ناں؟ عرض کی مولا کریم پھر کن سے کہوں؟

خالق کائنات نے فرمایا: سجناں اُن سے نہ کہو جو تمہارے قدموں پر اپنی گردنیں کٹوا رہے ہیں بلکہ اُن کو کہو جو تیرے راستے پر کانٹے بچھا رہے ہیں اے محبوب اُن سے کہو جو تیرے مخالف ہیں، محبوب ابوجہل سے کہو ابولہب سے کہو۔ عتبہ کو کہو عتیبہ کو کہو۔ شیبہ کو کہو۔ عقبہ کو کہو۔ ولید کو کہو۔ عاص بن وائل کو کہو۔ اُمیہ کو کہو، جتنے کافر مشرکین، بے ایمان ان سے کہو۔ اب میرے کملی والے نے فرمایا:

"اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

"اے سُننے والو، سُن لو میں تمہاری طرح بشر ہُوں۔"

میرے دوستو! آپ بتائیے حکم کے مخاطب کون ہیں؟ مسلمان یا

کافر؟ کہہ دیجئے کہ کافر۔ (جاء الحق اول ص۱۷۶)

تم کے مخاطب ہیں مشرکین تم کے مخاطبین ہیں بے ایمان، تم کے مخاطب ہیں کفار۔

میرے دوستو! ایمان داری سے بتانا کیا کسی مسلمان کی یہ جرأت ہے کہ کملی والے کو ابوجہل کی طرح کہے؟ کیا کوئی ایسا مومن ہے جو یہ آیت پڑھ کر سرکار کو مشرکینِ مکہ کی طرح کہے؟

توبہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کسی مومن کی، کسی مسلمان کی جرأت نہیں یہ کلمات کہے، جرأت تو ایک طرف سوچنا بھی گناہ ہے۔

اب دوسری طرف آجایئے آج کوئی ہندو کوئی کافر، کوئی بے ایمان، کوئی ابوجہل یا ابوجہل کی اولاد میں سے کوئی ابوجہل آجائے اور کہے کہ مسلمانو، تمہارا رسول ہماری طرح ہے۔

اے ایمان والو! اے مسلمانو، اے رسول کا کلمہ پڑھنے والو، تمہارا رسول تو ہماری طرح ہے تم برداشت کر جاؤ گے؟ یہ بات سن لوگے؟ نہیں ہرگز نہیں، ہم اس بے ایمان کی زبان نہ کھینچ لیں، اگر وہ آگے سے کہے کہ یار لڑتے کیوں ہو۔ تمہارا قرآن یہ مسئلہ بتا رہا ہے۔ سولہ پارہ بول رہا ہے کہ تمہارے رسول نے خود ہمیں کہا تھا۔

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

کہ اے کافرو! میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ دیکھو کتنی وزنی دلیل ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ اس کو نبی کی طرح کہنے نہیں دو گے۔ نبی کی مثل بننے نہیں دو گے۔ میاں توجہ جن کو نبی نے کہا تھا کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ جب تم ان کو نبی کی مثل نہیں کہنے دیتے تو جن کو نبی نے اپنی طرح کہا بھی نہیں

ان کو کیسے حق ہے کہ وہ کہے نبی ہماری طرح ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان ہو کر مومن ہو کر کہے کہ تم کے مخاطب ہم لوگ ہیں تو سمجھ لینا یہ بھی اُن ہی لوگوں سے ہے جن کو نبی نے خطاب کرکے فرمایا: "مِثْلُکُمْ" ایمان والے نہ پہلے مخاطب تھے نہ آج مخاطب ہیں"۔

میں حیران ہوں۔

میرے دوستو! میں حیران ہوں یہ لوگ نبی کی مثل بن کیسے گئے۔ حالانکہ قرآن پڑھو، حدیث کا مطالعہ کرو، سیرت دیکھو، عقل سے سوچو۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو شرعاً ہماری مثل ہیں اور نہ عقلاً ہماری طرح ہیں۔ شرعاً تو اس لئے نہیں کہ ایمان میں اعمال میں احکام پر معاملات میں کسی چیز میں بھی ہم سرکار کی مثل نہیں۔ دیکھیں ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

اور اللہ تعالیٰ کے حبیب کا کلمہ تھا۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ"

"اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں"۔

اگر ہم یہ کلمہ پڑھیں تو کافر ہو جائیں۔ دن رات میں ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں مگر سلطانِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چھ نماز فرض تھیں۔ تہجد بھی میرے آقا پر فرض تھی۔ خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ"

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے بعض حصے میں

اُٹھیئے اور نمازِ تہجد ادا کیجئے۔

خالقِ کائینات کے حبیب نے عرض کی مولا کریم میں ہی اُٹھوں یا میرے سارے غلام اُٹھیں، ربِ کائینات نے فرمایا:

"نَافِلَةً لَّكَ ۖ"

سبحاں یہ نماز زائد ہے۔ آپ کے لئے یعنی محبوب تجھ پر فرض ہے۔ تیرے غلاموں پر تیری سُنت ہو گی۔

(تفسیر نورالعرفان صـ۴۶۲، تفسیر القرآن دوم صـ۶۷۷)

ہمارے لئے اسلام کے پانچ ارکان فرض ہیں۔ ایمان۔ نماز۔ روزے حج، زکوٰۃ، لیکن سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چار فرض ہیں۔ زکوٰۃ فرض نہیں شامی شریف کتابُ الزکاۃ۔ ہم صرف یک وقت چار عورتیں نکاح میں رکھ سکتے ہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جتنی چاہیں عورتیں یک وقت نکاح میں رکھیں کوئی ممانعت نہیں۔

خالقِ کائینات نے ارشاد فرمایا:

"تُرْجِي مَن تَشَاءُ مِنْهُنَّ ۖ"

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو اختیار ہے دُور کر دیں جس کو چاہیں۔ "وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَن تَشَاءُ ۖ" اور اپنے پاس رکھیں جس کو چاہیں۔

(تفسیر نورالعرفان صـ۶۷۷ حاشیہ نمبر ۲ مواعظِ نعیمیہ صـ۱۱۸)

ہماری موت کے بعد ہماری بیویاں جہاں چاہیں نکاح کریں کوئی روک نہیں مگر سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

وفات شریف کے بعد کسی سے نکاح نہیں کر سکتی۔ کیوں کہ وہ ہماری مائیں ہیں۔
خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ"
میرا محبوب ایمان والوں کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔
"وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ"
"اور آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں"

(پ ۲۱ سورۃ احزاب آیت نمبر ۵)

ہماری وفات کے بعد ہمارا مال وارثوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ مگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کے بعد سرکار کا مال تقسیم نہیں ہوا۔
(بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵)

ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں مگر قربان جاؤں شانِ نبوت پر اللہ تعالیٰ یار کے بولنے کا منتظر محبوب جو کہتا جائے گا ہم اپنا قانون بناتے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مالکِ کل بنا کے بھیجا۔ محبوب جو چاہے حکم جاری کرے ہم اس کی توثیق کرتے جائیں گے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دوسری شادی سے منع کر دیا۔
(ترمذی شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۸)

حضرت سلمہ انصاری روزہ توڑ بیٹھے ان کا کفارہ اُن ہی کو کھلا دیا۔
(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۶)

حضرت عقبہ کو قربانی کے دن چھ مہینے کا بکرا ذبح کرنے کی اجازت دے دی۔ (بخاری شریف جلد ۲ ص ۸۳۲، مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۵)

عقلاً بھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جیسے نہیں کیوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت دیکھی، دوزخ دیکھی، ساتوں آسمان دیکھے۔ سدرہ دیکھی، اللہ تعالیٰ کا عرش دیکھا۔ لوح دیکھی قلم دیکھی نہیں نہیں بلکہ ساری کائنات کا خالق مالک بھی دیکھا۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

؎ وہی ہے اوّل وہی ہے آخر
وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے
اُسی سے اُس کی طرف گئے ہیں

خدا کی قدرت کہ چاند حق کے
کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی
کہ نور کے تڑکے آ لئے تھے

میاں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثل کیسے ہو سکتے ہیں، ہم کھائیں تو پیشاب پاخانہ اور نجس چیزیں بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کھاتے ہیں تو اُس سے نورِ الٰہی ہوتا ہے۔

عارف باللہ مولانا روم علیہ الرحمتہ یہی بات فرماتے ہیں کہ

؎ ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا
آں خورد گردد ہمہ نورِ خدا!

سُبحان اللہ! مولانا فرماتے ہیں اُمّ نبی کی مثل بننے والے تو کھائے تو نجاست نکلتا ہے۔ رب کا ماہی کھائے تو نور نکلتا ہے۔ برابری کیسے

فرماتے ہیں کہ دیکھو جس خوراک شہد کی مکھی بھی کھاتی ہے۔ خوراک زنبور بھی کھاتی ہے۔ پر شہد کی مکھی کھائے تو شہد نکلتا ہے۔ زنبور کھائے تو زہر بنتا ہے۔

سرکار رحمۃ اللعالمین ہیں، ہم نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سراپا ایمان ہیں۔ ہم کلمہ پڑھ کر مومن بنتے ہیں۔ سرکار کے جسم کا سایہ نہ تھا۔ ہمارا سایہ ہے۔ سرکار چلتے تھے۔ بادل سایہ کرتا تھا۔ دھوپ سے بچاؤ کے لئے۔

ہمیں یہ مقام حاصل نہیں، اتنے فرق ہونے کے باوجود بھی کوئی بدعقل، کوئی بے وقوف، کوئی بدنصیب، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی مثل کہے تو پھر اللہ عزوجل ہی حافظ ہے۔

ہم سُنّی تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یوں عرض کرتے ہیں کہ

اُدھر اِک تجلی جدوں پیندی\
تے سڑ جاندے پہاڑ تے طور ورگے\
کھولن لگے حقیقتاں اُدھر یار دیاں\
سولی جاندے نے چڑھ منصور ورگے\
نبیاں نال مقابلہ کرن لگیاں\
ردّے جاندے نے بلعم باعور ورگے\
صدف کوئی نہیں اُودھے بلال ورگا\
تسی بن دسے اُو میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ورگے

اعلان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عمران حضرت ابوہریرہ، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ تینوں بزرگ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں یہ تینوں صحابہ

کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ وصال کا معنیٰ ہے کہ اسی طرح روزہ رکھنا کہ بندہ نہ سحری کرے نہ افطاری کرے مسلسل یہ طریقہ رکھے۔ اس کو کہتے ہیں وصال کا روزہ۔ اب میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی طریقہ شروع کر دیا نہ صبح کھاتے نہ شام بس روزے پہ روزہ۔

علامہ ابن قیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب وصال کے روزے رکھتے تو اکیس اکیس دن بلکہ بعض دفعہ چالیس چالیس دن نہ کھاتے نہ پیتے بلکہ مسلسل روزے رکھتے۔ سبحان اللہ؟

یہ میرے آقا کی شان ہے۔ کمال ہے یہ تو کائنات کے آقا ہیں، آقا پھر آقا ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کئی غلاموں کو بھی یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ بھی کئی کئی دن تک نہ کھائیں نہ پئیں تو زندگی گزار سکتے ہیں۔

ایک بہت بڑے بزرگ تھے حضرت سید شرف الدین المعروف بابا بلبل شاہ علیہ الرحمۃ آپ ایک دن سحری کھا رہے تھے۔ مرید بھی ساتھ ہیں، مسکرانے لگے۔ تو غلاموں نے مریدوں نے پوچھا سرکار مسکراتے کیوں ہو فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت کاملہ سے اتنی نورانی قوت عطا فرما دی ہے اگر میں ساری زندگی بھی نہ کھاؤں نہ پیوں تو زندگی گزار سکتا ہوں۔

مریدوں نے کہا سرکار پھر آپ کیوں کھا رہے ہیں۔ فرمایا: یہ رمضان شریف کا مہینہ ہے اور رمضان شریف میں سحری کھا کر روزہ رکھنا میرے کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت ہے تو یہ سحری میں اپنے نفس کو راضی کرنے کے لئے کھا رہا بلکہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سمجھ کر کھا رہا ہوں اور میرے

نزدیک سُنّت پر عمل کرنا یہ ایک ہزار سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔
(فیضانِ سُنّت ص۱۰۶۷ ص۱۰۶۸)

تو خیر عرض یہ کر رہا تھا کہ سُلطانِ کائنات نے وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ صحابۂ کرام نے جب اپنے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اس طرح روزے رکھتے دیکھا تو اُدائے محبوب بڑی پسند آئی۔ اُنہوں نے بھی سرکار صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سُنّت سمجھ کر وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ جس کی وجہ سے صحابۂ کرام بڑے کمزور ہو گئے۔

میرے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: صحابہؓ عرض کی جی آقا۔ فرمایا تم کمزور بڑے ہو گئے ہو۔ کیا بات ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی، سرکار ہم نے بھی آپ کی طرح، آپ کی سُنّت سمجھ کر وصال کے روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ میرے آقا نے سُنا تو

"نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ"

فرمایا: آج کے بعد تم وصال کے روزے نہ رکھا کرو بلکہ اگر شوق ہو تو سحری بھی کھایا کرو اور افطاری بھی یہ وصال کے روزے رکھنے سے تم کمزور ہو رہے ہو۔ لہٰذا اِن روزوں سے پرہیز کرو۔

"قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

صحابہؓ نے میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے غلاموں نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ ہمیں تو منع فرما رہے ہیں لیکن آپ رکھتے ہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی۔ میرے آقا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم یہ بات سُن کر جلال میں آ گئے فرمایا:

"اَيُّكُمْ مِثْلِيْ" "تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو" اگر

کوئی ہے تو کھڑا ہو جائے۔

بخشیاں شاناں رب نے لولاک لما
اَیُّکُمْ مِثْلِی سوہنے نے خود آکھیا
کیہڑے منہ نال آکھاں میں اپنے جہیا
انگلیاں چوں جو چشمے چلاؤندا گیا

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ"

میں تم میں سے کسی کی طرح نہیں ہوں۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ہے تو کھڑا ہو جائے۔ اب اس محفل میں صدیق اکبرؓ موجود، فاروقِ اعظمؓ موجود، حضرت عثمانؓ بیٹھے ہیں، حضرت علیؓ بیٹھے ہیں، حضرت سعدؓ تشریف فرمائیں۔ حضرت جابرؓ سن رہے ہیں۔ حضرت انسؓ تشریف فرما ہیں۔ کم از کم بیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، مدینہ شریف میں موجود ہیں سب سن رہے ہیں۔

کملی والا فرما رہا ہے کہ تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو۔ آپ بخاری پڑھیں، مسلم پڑھیں، ترمذی کھولیں، نسائی کا مطالعہ کریں۔ ابنِ ماجہ کو اٹھائیں۔ ابوداؤد پڑھیں۔ حدیث شریف کی ساڑھے چار سو کتب موجود ہیں سب کو اٹھائیں، میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان سن کر سب صحابہؓ خاموش کوئی نہیں بولا۔ چاہیئے تھا صدیق اکبرؓ کھڑے ہو جاتے۔ عرض کرتے آقا میں بچپن کا ساتھی، لڑکپن کا ساتھی، جوانی کا ساتھی، سفر کا ساتھی، حضر کا ساتھی میں آپ کی مثل ہوں۔ چلو حضرت عمرؓ بڑے بہادر تھے۔ بڑے نڈر تھے۔ بڑے قوی تھے۔ بڑے دلیر تھے۔ جن کے سائے سے شیطان بھی کانپتا ہے۔ وہی کھڑے ہو جاتے

سرکار میں آپ کی مثل ہوں، چلو حضرت عثمان غنیؓ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد تھے وُہی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آقا میں تیری طرح ہوں کیوں کہ میں آپ کا داماد ہوں، دو بیٹیاں باری باری آپ کی میرے نکاح میں آئی ہیں، چلو جی حضرت علیؓ ہی کھڑے ہوجاتے۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ میرے چچا کے بیٹے ہیں، جو دادا آپ کا تھا وُہی میرا ہے۔ جو دادی آپ کی تھی میری ہے جو قبیلہ آپ کا ہے۔ وُہی میرا ہے جو خاندان آپ کا ہے وُہی میرا ہے آپ میرے چچا زاد ہیں، میں آپ کا بھائی ہوں۔ میں آپ کی مثل ہوں۔

لیکن خدا گواہ ہے۔ اِس پوری زمین پر سے اِس پورے آسمان کے نیچے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان سُن کر کسی نے نہیں کہا۔ میں آپ کی مثل ہوں۔ کوئی صحابیؓ نہیں بولا۔ پر وہابی بول پڑا کہ میں نبی کی مثل ہوں میں نبی کی طرح ہوں۔

بابا بلھے شاہ قصوری علیہ الرحمۃ نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

پڑھ پڑھ شیخ مشائخ کہاویں
اُلٹے مسئلے گھروں بناویں
بے علماں نوں لُٹ لُٹ کھاویں
جھوٹھے سچے کریں اقرار
علموں بس کریں او یار!
پڑھ پڑھ مسئلے پیا سُناویں
کھانا شک شُبھے دا کھاویں
دسّیں ہور تے ہور کماویں
اندر کھوٹ تے باہر سچیار
علموں بس کریں او یار

تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا کہ

"اِنِّیْ لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ"

(بخاری شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۳، صفحہ ۲۶۵، ترمذی شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۹۷،

مسلم شریف جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۵۱، مشکوٰۃ شریف جلد صفحہ ۱۷۵)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ نبی کیا کہتا ہے کہ میں تمہاری نہیں ہوں۔ نجدی کیا کہتے ہیں نہیں جی وہ تو ہماری طرح کھاتے تھے۔ پیتے تھے، چلتے تھے، پھرتے تھے۔

سنیو تم ان کو کہا کرو تمہارا ماما ابوجہل بھی تو تمہاری طرح کھاتا تھا۔ پیتا تھا۔ چلتا تھا۔ پھرتا تھا اس کی مثل کیوں نہیں بنتے؟ نبی کی طرح کیوں بنتے ہو۔ وہ کہیں گے کہ نہیں جی وہ مسلمان تو نہیں تھا۔ ہم مسلمان ہیں۔ ان کو کہو کہ ہمارے آقا تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں تم نبی تو نہیں ہو وہ رسول ہیں تم رسول تو نہیں ہو۔ وہ آخری نبی ہیں تم آخری نبی تو نہیں ہو۔ وہ رؤف ورحیم تھے تم رؤف ورحیم تو نہیں ہو۔ وہ رب کے محبوب ہیں تم محبوب خدا تو نہیں ہو۔

شرم کرو، جب صحابی نہیں مثل بن سکا تم کیسے بن سکتے ہو۔ نبی کی عزت کرو۔ نبی کی تعظیم کرو۔ نبی کی شان کے چرچے کرو۔ گھٹاؤ نہیں پر ان کے گھٹانے سے میرے نبی کی شان گھٹ نہیں سکتی۔ انشاء اللہ یہ مٹ جائیں گے۔ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کے جھنڈے بلند رہیں گے۔ میاں صاحب نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

؎ قدر گھٹاون تے نہ شرماون شرماں دور ہٹایاں
محشر دے دن بے قدراں نوں بھل جاون وڈیایاں

؎ قدر یوسف دا معلم ہو یا تے بھائیاں مصر گیا نوں
قدر نبی دا معلم ہوسی تے قبراں دِچ گیاں نوں

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا،

"اَیُّکُمْ مِثْلِیْ" تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو۔

صحابہ نے عرض کی آقا کیوں؟ فرمایا:

"اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ"

جب رات ہوتی ہے تم گھروں میں چلے جاتے ہو۔ میں رات کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں چلا جاتا ہوں۔ وہاں رات گزارتا ہوں۔ سبحان اللہ! فرمایا تم گھروں میں ہوتے ہو میں ہر روز رب کا مہمان ہوتا ہوں پروہنا ہوتا ہوں، میری تو ہر روز لامکانوں میں دعوتیں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ مجھے کھلا بھی دیتا ہے پلا بھی دیتا ہے۔ اب جو نبی کی مثل بنتے پھرتے ہیں ان سے پوچھو۔

مولوی صاحب تم جو نبی کی مثل ہو، سرکار تو ہر روز لامکانوں میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مہمان بنتے تھے۔ دعوتیں کھاتے تھے کبھی تمہاری بھی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر بلا کر دعوت کی ہے اگر کی ہے تو پھر تو بڑی شان ہے۔ نہیں کی یقیناً نہیں کی تو پھر کس منہ سے نبی کی مثل بنتے ہو۔ یار حیا کرو۔ شرم کرو۔ بندے کے بتر بنو۔ باوفا امتی بنو۔ غلام بنو۔ خادم بنو۔

؎ جیہدا ناں کوئی ثانی جگ وِچ تے جیہدا کلمہ پڑھے خدائی
اوس نوں نجد یاتوں گھٹاویں تے جیہڑی عاشق ذات الٰہی
دو جگ تے ہے سایہ اسدا تے جھنڈا دیس عرب دا ماہی
یا رب ہور نواز نہیں منگدا بس مل جائے مدنی ماہی

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا فرمایا کہ میں رات کو اللہ تعالیٰ کے ہاں گزارتا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے کھلا بھی دیتا ہے پلا بھی دیتا ہے۔

میرے دوستو! اس حدیثِ پاک سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام دُنیا میں کھانے پینے کے محتاج نہیں پر کھایا کیوں؟ اس کا جواب علامہ امام حجر عسقلانی اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے دیتے ہیں کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا پینا یہ تعلیمِ اُمت کے لئے تھا۔ یعنی یہ بتانے کے لئے تھا کہ کھانے کا طریقہ کیا ہے۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، بیٹھ کر کھاؤ، بسم اللہ شریف پڑھ کر کھاؤ اپنے آگے سے کھاؤ، اچھی طرح چبا کر کھاؤ۔

علامہ عسقلانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ صرف کھانا پینا ہی نہیں بلکہ ہر معاملے میں چلنے پھرنے تجارت کرنے، لینے دینے میں یہ سب تعلیمِ اُمت کے لئے تھا۔ ورنہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی، سُبحان اللہ!

(فتح الباری شرح بخاری ص۔۔۔)

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار نے فرمایا کہ اے صحابہ تم میں سے میری مثل کون ہے۔ میاں میں تو رات کے وقت اللہ تعالیٰ کے پاس مہمان ہوتا ہوں وہ مجھے دیدار کی لذت دے کر مجھے سیراب کر دیتا ہے پھر کھانے کی پینے کی ضرورت نہیں وہی میرا کھانا ہے وہی میرا پینا ہے۔

میرے دوستو! جب صحابہ کرام نے کملی والے کا اپنے آقا کا اپنے نبی کا یہ پیغام سنا تو سب صحابہ بولے سب غلام بولے سارے پروانے بولے سب مستانے بولے کہ

"قَالُوْا اَیُّنَا مِثْلُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط"

(بخاری شریف جلد نمبر ا ص۔۔۔)

واقعی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ کی مثل نہیں ہیں میرے

دوستو! اب ذرا عشق کی بات سُن لو۔ پیار کی بات سُن لو محبت کی بات سُن لو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ

اُدھر لوگو! سُن لو میری مثل کوئی نہیں، اِدھر مصطفےٰ کریم زمین پر بولے۔

"اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ"

اے دنیا والو! میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ وہ کہتا ہے میں بھی بے مثل ہوں یہ کہتا ہے میں بھی بے مثل ہوں، بھیجنے والا کہتا ہے میں بے مثل ہوں بھیجے جانے والا کہتا ہے میں بے مثل ہوں۔ خدا کہتا ہے میرا ثانی کوئی نہیں، مصطفےٰ بھی کہتا ہے میرا ثانی کوئی۔ غلاموں نے کہا۔ عاشقوں نے سُن کر کہا کہ وہ بھی سچا یہ بھی سچا وہ اپنی خدائی میں بے مثل ہے یہ اپنی مصطفائی میں بے مثل ہے۔

؎ محبوبِ خدا کا کوئی ہم پایہ ہی نہیں ہے
اس شان کا مُرسل کوئی آیا ہی نہیں ہے
بے مثل نے محبوب بھی بے مثل بنایا
واں جسم نہیں ہے تو یہاں سایہ ہی نہیں ہے

سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشر کس نے کہا؟

میرے دوستو! پتہ چلا خالقِ کائنات کے حبیب جیسا کوئی نہیں لیکن لوگوں نے شور مچا رکھا ہے کہ سرکار ہم جیسے تھے اِن کی مانیں یا کملی والے کی؟ ان کی مانیں یا اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی؟

دوستو! جانتے ہو مخلوق میں سے نبی کو سب سے پہلے بشر کس نے کہا؟ یہ بیماری کب سے شروع ہوئی ہے نبی کو بشر کہنے کی؟ میں تلاش کرتا رہا

کہ یہ کام کب سے شروع ہوا ہے جب قرآن پڑھا تو پتہ چلا کہ نبی کو بشر سب سے پہلے کس نے کہا۔ آپ بھی سنیں، خالق کائنات نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم فرمایا کہ میرے نبی کو میرے نائب کو، میرے رسول کو سجدہ کرو۔ اس زمانے میں شیطان تمام فرشتوں کا استاد تھا۔ تمام ملائکہ کو تعلیم دیتا تھا یہ بھی اس حکم میں شامل تھا۔ خالق کائنات کا قرآن کہتا ہے۔

"فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۙ"

پس جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدے میں گر پڑے سارے فرشتے جھک گئے لیکن "اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ" شیطان اکڑ گیا۔ فرشتوں کا ہیڈ ماسٹر اکڑ گیا۔ خالق لم یزل نے جب ابلیس کو اکڑتے دیکھا۔ سجدہ نہ کرتے دیکھا تو خالق کائنات نے شیطان سے پوچھا۔

"قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ ۭ"

"کہ اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا۔"

"اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ"

"کہ تو اس کو سجدہ کرے جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔"

میرے دوستو! توجہ کرو۔ اللہ تعالیٰ علیم بذات الصدور ہے۔ دل کے بھید جاننے والا ہے۔ ساری کائنات کا علیم و خبیر ہے لیکن [illegible] سے پوچھتا ہے کہ تو نے میرے نبی کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟

ہوتا آجکل کا کوئی سر پھرا کہتا دیکھو جی، اللہ جی کو بھی پتہ نہیں کہ شیطان نے سجدہ کیوں نہیں کیا۔ شیطان نے بتایا تو تب پتہ چلا۔ جیسے دیوبندیوں کے شیخ القرآن، شیخ الحدیث والتفسیر، راس المفسرین پتہ نہیں کیا کیا۔ مولوی حسین علی

وہاں بھیراں نے "بلغتہ الحیران ص۱۵۷" پر لکھا کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے پتہ نہیں ہوتا۔ بندہ کر لیتا ہے تو پتہ چلتا ہے۔ معاذاللہ؛

اسی طرح غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے متفقہ شہید مولوی اسماعیل دہلوی "تقویۃ الایمان ص۲۹" پر لکھتے ہیں کہ غیب کا دریافت کرنا اس کے اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی شان ہے۔ معاذاللہ؛

یہ تو نجدیوں کا عقیدہ ہے۔

اب سنیئے اہلسنت کا عقیدہ ملا علی قاری علیہ الرحمتہ شرح فقہ اکبر میں اہلسنت کا عقیدہ درج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"من اعتقد ان اللہ لا یعلم الاشیاء قبل وقوعها فهو کافر" (شرح فقہ اکبر ص۱۰)

جو بندہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے واقع ہونے سے پہلے کا پتہ نہیں ہوتا وہ کافر ہے۔

تو خیر عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا۔ کیوں پوچھا؟ تاکہ پتہ چل جائے کہ سوال ہمیشہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ کبھی سوال میں حکمت بھی ہوتی ہے۔

جیسے بعض بے وقوف اعتراض کرتے ہیں کہ دیکھو جی نبی کو علم ہوتا تو حضرت عائشہ پر زنا کا الزام لگا تو صحابہؓ سے پوچھا کیوں؟ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج پر گئے ہر آسمانی چیز کو دیکھتے تو جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے پتہ ہوتا تو پوچھتے کیوں؟

میرے دوستو؛ یاد رکھو یہ کیوں کرنے والے کبھی مطمئن نہیں ہوتے لیکن جو سرکار کے غلام ہیں وہ کہتے ہیں کہ سرکار کے پوچھنے میں بھی حکمت تھی کونسی

حکمت ہے؟ سُنیئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیوی پر الزام لگا۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ بتاؤ عمرؓ، عثمان، علی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تمہارا میری بیوی کے بارے کیا خیال ہے؟ تو سرکار کا پُوچھنا، صحابہ کا بتانا اِسمیں اُمّت کے لئے سبق تھا کہ جب بھی کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے تو دوستوں سے قریبی احباب سے مشورہ کرنا یہ کریم آقا کی سُنّت ہے۔ اِسی طرح میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معراج کی شب جبرئیل علیہ السّلام سے ہر چیز کے بارے پُوچھا۔ اگر سرکار نہ پُوچھتے۔ جبرائیل نہ بتلاتے تو ہم غلاموں کو کیسے پتہ چلتا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پُوچھنا اپنے لئے نہیں تھا۔ اُمّت کے لئے تھا۔ اِسی طرح خالقِ کائنات شیطان سے نہ پُوچھتا وُہ نہ بتاتا تو ہمیں اس کی خباثت کا بے ایمانی کا بے حیائی کا بے اَدبی کا کیسے پتہ چلتا کریم خالق پُوچھتا گیا۔ شیطان بتاتا گیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمّت کو پتہ چلتا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے پُوچھا اُو ابلیس بتا اُو نے میرے نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو سجدہ کیوں نہیں کیا تو سُنیئے شیطان نے کیا جواب دیا۔

"قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ"

(پ ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۳۳)

"اے ربِّ کائنات مجھے یہ بات زیب نہیں دیتی سجتی نہیں، جچتی نہیں کہ میں بشر کو سجدہ کروں"

میرے دوستو! غور کرو! ربّ کا قرآن کہہ رہا ہے۔ شیطان نے سجدے سے انکار کیوں کیا کہ یا اللہ یہ بشر ہے۔ اب قرآن پڑھیں، حدیث کا مطالعہ

کریں۔ سیرتِ طیبّہ پڑھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو سب سے پہلے بشر، شیطان نے کہا۔ سب سے پہلے بشر ابلیس نے کہا۔ سب سے پہلے بشر عزازیل نے کہا۔

خالقِ کائنات نے فرمایا: عزازیل میرے نبیٔ کریم کو سجدہ کر۔ عزازیل شیطان نے کہا: یا اللہ اِس بشر کو، اِس خاکی کو، اس مٹی کے پُتلے کو میں سجدہ نہیں کروں گا۔ میں نے ساری زندگی تجھے سجدے کئے ہیں اب بھی کرنے کے لئے تیار ہُوں۔

تیرے بندے تو صرف زمین پر سجدہ کریں گے۔ لیکن مولا کریم میں زمین کی پستیوں میں، پہاڑوں کی بلندیوں میں، دریاؤں کی لہروں میں، آگ کے شعلوں میں آسمان کی بلندیوں میں اب بھی سجدہ کے لئے تیار ہُوں پر اِس بشر کو سجدہ نہیں کروں گا۔ اَللّٰہُ اکبر۔

اللہ تعالیٰ یہ سُن کر جلال میں آگیا۔ غُصّے میں آگیا۔ صفتِ قہاری کا اظہار ہونے لگا۔ خالقِ کائنات نے فرمایا، اُے ابلیس تُو نے میرے نبی کو بشر کہا۔ تُو نے میرے نبی کو خاکی کہا ہے۔ تُو نے میرے نبی کو مٹی کا پُتلہ کہا ہے۔

"فَاخْرُجْ مِنْهَا"

میری جنّت سے نِکل جا۔ میری جنّت سے بھاگ جا۔ میری بہشت سے دفعہ ہو جا۔ میرے دوستو غور کرو! اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنّت سے کیُوں نکالا؟ کیُوں دفعہ کیا؟

کیا توحید کا جھگڑا تھا؟ کیا نماز میں اختلاف تھا؟ کیا روزوں کا منکر تھا؟ کیا حج زکوٰۃ سے انکار کیا تھا؟ نہیں نہیں، ان تمام چیزوں میں سے کسی کا جھگڑا نہیں تھا بلکہ جھگڑا تھا تو عظمتِ نبوّت کا تھا۔ شانِ رسالت کا مقام

رسُول کا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میری جنّت سے نِکل جا۔ شیطان نے عرض کی مولا کریم نِکل جاتا ہُوں۔ لیکن میری محنت تو دیکھ، میری عبادت تو دیکھ، میری خُدائی خِدمت گاری تو دیکھ۔ مَیں نے تیری زمین کے چپّے چپّے پر سجدے کئے بیت المعمُور کا مَیں خطیب رہا۔ تیرے ملائکہ کا مَیں ماسٹر رہا۔

یا اللہ! اگر مجھے نکالنا ہی چاہتا ہے۔ مجھے ریٹائرڈ بھی کرنا چاہتا ہے۔ کچھ تو بدلہ دے، کچھ تو انعام دے۔ کچھ تو صلہ دے۔ فرمایا: اچھا اس کا صلہ لینا ہے تو سُن

"فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ۙ" (پ ۱۴ آیت نمبر ۳۴ سُورۃ الحجر)

"بیشک تُو میری بارگاہ سے مَردُود ہے۔"

"وَّ اِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَۃَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۙ"

"اور قیامت تک تجھ پر میری طرف سے لعنت ہے۔" اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

میرے دوستو! شیطان کتنا بڑا عالم تھا۔ صُوفی تھا، زاہد تھا، عبادت گزار تھا۔ نیک تھا، مُعلّم الملکوت تھا۔ پر جب نبی کی عظمت کا اِنکار کیا تو سب کچھ تباہ و برباد ہو گیا۔ میاں محمد علیہ الرّحمتہ نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

> پڑھ پڑھ کے تُو عالم ہویوں
> تے مان نہ کر یں پڑھیا!
> جبّار قہار سداون والا
> تے روڑھ دیوے دُودھ کڑھیا

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو جنّت سے کیوں نکالا کہ اُس نے جنّت

میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے نبی کو صرف ایک مرتبہ بشر کہا۔ خیال کرو جس نے جنت میں کھڑے ہو کر نبی کو بشر کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت سے نکال دیا تو جو بندہ پانچ ٹائم وضو کر کے درسِ قرآن کے بہانے لوگوں کو کہے نبی بشر تھے۔ نبی ہماری طرح انسان تھے۔ نبی ہماری طرح تھے۔ کیا وہ جنت میں چلا جائے گا؟ ایمان داری سے بتانا؟ انصاف شرط ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس میری جنت سے میری بہشت سے نکل جا۔ شیطان نے اکڑ کر کہا۔ مولا کریم مجھے تو نے جنت سے نکال دیا ہے۔ لہٰذا اب میرا تیرا مقابلہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو میرے ساتھ مقابلہ کرے گا؟ عرض کی ضرور، فرمایا: کیسے عرض کی:

"قَالَ فَبِعِزَّتِكَ ۙ"

مولا مجھے تیری عزت، تیری عظمت، تیری شان کی قسم۔

"لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ" (پ ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر ۸۱)

"میں ضرور بر ضرور آدم کی ساری اولاد کو گمراہ کروں گا۔"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیسے گمراہ کرے گا؟ عرض کی بس یہی مسئلہ بتاؤں گا۔ یہی بات سمجھاؤں گا۔ کہ نبی بشر ہے۔ نبی خاکی ہے۔ نبی ہماری طرح ہے۔ یہ بات لوگوں کو اچھی طرح یاد کراؤں گا۔ بازاروں میں دوکانوں میں، محلوں میں گلیوں میں، شہروں میں، دیہاتوں میں ہر گھر میں ہر بندے کو یہی مسئلہ پکواؤں گا کیوں؟ تاکہ سارے لوگ، سارے انسان، ساری نسل، انسانیت سارے، بندے میرے، ساتھی بن جائیں۔

میرے دوستو! بتلیئے شیطان نے یہ سبق اپنے ماننے والوں کو

یاد کرایا ہے کہ نہیں؟ کرایا ہے۔ ایسا کرایا ہے کہ گلی گلی، کوچے کوچے، نگر نگر، ڈگر ڈگر یہی کہتے پھرتے ہیں۔
لوگو! نبی ہماری طرح تھا۔ اگر نہیں تھا تو کھاتا کیوں تھا؟ پیتا کیوں تھا۔ سوتا کیوں تھا چلتا کیوں تھا۔ پھرتا کیوں تھا۔ شادیاں کیوں کیں۔ وغیرہ وغیرہ۔
خالقِ کائنات نے فرمایا: اے ابلیس جا اور دفعہ ہو جا۔ لگا لے پورا زور۔ لگا پوری قوت اور طاقت، میں بھی تیرا چیلنج قبول کرتا ہوں اور تجھے ابھی بتا دیتا ہوں، کہا کر

"اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ"

"میرے بندوں پر تیرا داؤ نہیں چلے گا۔" (پ۱۴ آیت نمبر۴۲)

سُبحان اللہ! پتہ چلا کہ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں وہ شیطان کے قابو میں نہیں آسکتے وہ کبھی بھی اس کے پیاروں کی بے ادبی نہیں کر سکتے۔ وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے پاک نبیوں کو اپنے جیسا بشر نہیں کہہ سکتے۔
شیطان نے کہا: مولا کریم چلو جو تیرے مخلص بندے ہوں گے، جو تیرے پیارے ہوں گے۔ جن پر تیرا کرم ہوگا وہ تو بچ جائیں گے۔ لیکن دوسروں کو تو میں نہیں چھوڑوں گا۔ ان کو ضرور یہ سبق یاد کراؤں گا۔
فرمایا: فکر نہ کر گھبرا نہیں، میں نے تیرا بھی اور تیرے یاروں کا ابھی سے بندوبست کر دیا ہے۔ شیطان نے کہا وہ کونسا؟ فرمایا:

"لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ"

"میں ضرور بھروں گا جہنم کو تجھ سے۔"

"وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ"

"اور تیرے سارے یاروں، فرمانبرداروں سے۔"

(پ ۲۳ سورۃ ص آیت نمبر ۸۴)

میرے دوستو! قرآن مجید کی ان آیات سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو سب سے پہلے بشر شیطان نے کہا ہے۔ اب جو شیطان کی بولی بولے گا وہ قیامت کے دن شیطان کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔

شیطان کے ساتھی:

شیطان کو جنت سے نکلے ہوئے ہزاروں سال ہو گئے ہیں۔ اس بے ایمان نے ہر نبی کا زمانہ دیکھا پھر ہر نبی کی اُمت کے لوگوں کو اس نے یہی سبق یہی درس دیا کہ تم کہہ کر اے اللہ تعالیٰ کے نبی ہم آپ کو کیسے نبی مان لیں۔ آپ تو ہماری طرح بشر ہیں ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں، ہماری طرح چلتے پھرتے ہیں۔ لہٰذا ہم آپ کو نبی نہیں مانتے۔ تقریباً ہر رسول کی قوم کو اس پلید نے یہی بات بتائی۔

قرآن مجید نے چند نبیوں کا اور اُن کی قوموں کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ پڑھیں آپ کو پتہ چلے گا کہ شیطان نے ان کو کیسے بہکایا اور لوگوں نے کس طرح اپنے نبیوں کی نبوت کا انکار کیا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی وفات شریف کے بعد نسل انسانی میں کفر پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ پوری دنیا میں کفر ہی کفر ہو گیا۔ لوگ خالق کائنات کو بھول گئے۔ پیدا کرنے والے سے منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے پیارے نبی حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے پورے ساڑھے نو سو سال تک دن رات لوگوں کے سامنے خالق کائنات کی وحدانیت کا پرچم بلند کیا لوگوں کو

سمجھایا کہ پوجا کے قابل، پرستش کے قابل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ نوح علیہ السلام کا اعلان سُن کر آپ کی قوم نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کون ہیں؟ اور ہمیں اپنے خداؤں سے چھڑا کر اپنے ربّ عزوجل کا پتہ کیوں بتلاتے ہیں؟ آپ کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ کیا تعلق ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے آگے سے جواب دیا کہ

"اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ"

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسولِ امین بنا کر بھیجا ہے۔ میں خالقِ کائنات کا پیغام لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

"اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ؕ"

(پ ۱۹ سورۃ الشعرا آیت نمبر ۱۱۴)

نہیں ہوں میں مگر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے صاف صاف ڈرانے والا۔ جب سیدنا نوح علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا تو آپ کی قوم نے کہا کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے کیوں؟ کیا وجہ ہے؟ میرے اندر کیا خامی ہے؟ کیا خرابی ہے؟ جب ربِّ کائنات نے مجھے تاجِ نبوت عطا فرما دیا ہے تو تم کون ہو انکار کرنے والے وجہ تو بتائیں؟ تو قوم نے کیا جواب دیا۔ خالقِ کائنات کا قرآن اس کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ قوم نے کہا:

"فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ"

تو کہنے لگے ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا۔ کہا کہ

"مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا"

"اے نوح ہم نہیں دیکھتے تمہیں مگر اپنے جیسا بشر، اپنے جیسا انسان۔"
(پ۱۲ سورۃ ہود آیت نمبر ۲۶)

یہی بات خالق کائنات نے دوسرے مقام پر فرمائی کہ

"فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ"

کہنے لگے وہ سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا۔ حضرت نوح کی قوم سے کہا کہ

"مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

"نہیں ہے یہ نوح مگر تمہارے جیسا بشر"
(پ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۲۳)

میرے دوستو! ان آیات کریمہ سے پتہ چلا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اور آپ کی قوم کے سرداروں نے صرف اس لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی نہیں مانا کہ ان کا عقیدہ تھا کہ نوح ہماری طرح بشر ہے۔ ہماری طرح انسان ہے۔ لہٰذا ہم نہیں مانتے نہ حضرت نوح کو مانا نہ خالق کائنات کے خالص بندے بن سکے، بندے بنتے کیسے پہلے عظمت نبی کو سمجھتے۔ مقام نوح کو سمجھتے تب نوح کا خالق بھی سمجھ آتا۔ جب عظمت نبوت نہیں سمجھی تو نتیجہ کیا نکلا کہ کافر کے کافر رہے۔ بے ایمان کے بے ایمان رہے۔ منکر کے منکر رہے۔ کیوں کہ نبی کو بشر سمجھتے رہے نبی کو جھٹلاتے رہے پھر انجام کیا ہوا؟

خالق کائنات فرماتا ہے۔

"مِمَّا خَطِيْٓــٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا"

"اپنی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا پھر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا۔"
(پ۲۹ سورۃ نوح آیت نمبر ۲۴) اللہ اکبر!

میرے دوستو! سیدنا نوح علیہ السلام کی وفات شریف کے بعد نسلِ انسانی کا سلسلہ چلتا رہا۔ مختلف لوگ مختلف قوموں میں بٹتے گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے ارم ان کا ایک بیٹا تھا عاد اُس عاد کی نسل بڑی بڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی قوت، بڑی طاقت عطا فرمائی۔ ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال فرمایا۔ لیکن بدقسمتی سے ان لوگوں میں بھی بُت پرستی شروع ہو گئی۔ یہ لوگ خالقِ کائنات کو چھوڑ کر بتوں کو پوجنے لگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے اپنے پیارے نبی سیدنا ھود علیہ السلام کو تاجِ نبوت پہنا کر ان میں بھیجا۔

سیدنا ہود علیہ السلام نے قوم عاد کو تبلیغ کرتے ہوئے فرمایا۔ اے میری قوم کچھ خیال کرو تم لوگ کھاتے رب تعالیٰ کی نعمتیں ہو رہتے خالقِ کائنات کی زمین پر ہو۔ پیدا تمہیں اس رب العالمین نے فرمایا لیکن افسوس تم پوجا بتوں کی کرتے ہو۔ عبادت جھوٹے خداؤں کی کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ سیدنا ہود علیہ السلام کی قوم نے کہا۔

اے ہود تم کون ہو؟ ہمیں اپنے خداؤں سے دور ہٹا کر اپنے خدا عزوجل کا پتہ بتلانے والے کیا رشتہ ہے تمہارا اللہ تعالیٰ سے؟ سیدنا ہود علیہ السلام نے فرمایا: آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ میں کون ہوں۔ میرا خالقِ کائنات سے کیا رشتہ ہے۔ میرے رب العالمین کے پیارے نبی نے فرمایا:

"اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ"

"میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت دار رسول بن کے آیا ہوں۔" اے میری قوم میں خالقِ کائنات کا نبی ہوں میں رسول ہوں یہ میری ڈیوٹی ہے کہ میں تمہیں سچا راستہ بتاؤں، حق بات کی پہچان کراؤں۔ قوم نے جب یہ

بات سنی تو قوم عاد نے کہا: اے ہُود ہم آپ کو رسول نہیں مانتے، نبی نہیں مانتے فرمایا۔ وجہ کیا ہے؟ تو قوم عاد نے جو جواب دیا۔ خالقِ کائنات نے قرآنِ مجید میں ان کا جواب نوٹ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ قوم عاد نے کہا کہ

"مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

"یہ تو نہیں ہے مگر تم جیسا بشر"

"یَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ"

"اور جو تم کھاتے ہو اسی میں سے یہ بھی کھاتا ہے"

"وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ"

"اور جو تم پیتے ہو اس میں سے یہ بھی پیتا ہے"

"وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ"

اور اگر تم کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو گے تو۔

"اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ"

تو تم ضرور گھاٹے میں رہو گے۔ (پ ۱۸ سورۃ مومنون آیت نمبر ۳۳)

میرے دوستو! توجہ فرماؤ، قوم عاد نے چار باتوں سے سیدنا ہود علیہ السلام کو خالقِ کائنات کا نبی نہیں مانا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری طرح ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ ہماری طرح کھاتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہماری طرح پیتا ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے اپنے جیسے بشر کی تابعداری کر لی تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔

سامعینِ کرام! آپ تحقیق کریں، ریسرچ کریں آج بھی کچھ لوگ ہیں جو یہی کہتے ہیں کہ نبی ہمارے جیسا تھا۔ جیسے ہم کھاتے ہیں وہ بھی کھاتا تھا، جیسے ہم پیتے ہیں وہ بھی پیتا تھا۔ وہ ادھر ہم برابر، خیال کرو یہ بولی ایمان داروں والی

نہیں مسلمانوں والی نہیں بلکہ کافروں والی بولی ہے۔ بے ایمانوں والی بولی ہے بے ادبوں اور گستاخوں کی بولی ہے۔ اب جو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو کے، سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ایسے الفاظ بولے خود ہی اندازہ لگالیں کہ یہ مسلمانوں والا کلمہ نہیں بول رہا بلکہ مشرکوں والا۔ کافروں والا کلمہ استعمال کر رہا ہے سیدنا ہود علیہ السلام کئی سال تک ان کو سمجھاتے رہے مگر وہ سمجھے نہیں بلکہ وہ بے ایمان کے بے ایمان رہے۔ ایمان ملتا بھی کیسے جب ایمان دینے والے کی عزت وعظمت کو جو نہ سمجھ سکے پھر ان کا حال کیا ہوا۔ پڑھو قرآن مجید خالقِ کائنات فرماتا ہے۔

"وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا"

اور رہ گئے عاد تو وہ ہلاک کئے گئے کیسے فرمایا،

"بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ"

"نہایت سخت گرجتی ہوئی آندھی سے"

(پ۲۹ سورۃ حاقہ آیت نمبر ۵)

حضرت سیدنا ہود علیہ السلام جب دنیا سے تشریف لے گئے تو سیدنا نوح علیہ السلام کا ایک پوتا تھا۔ ارم اس کا بیٹا تھا ثمود اس ثمود کو اللہ تعالیٰ نے بڑے رنگ لگائے اس کی نسل خوب خالقِ کائنات نے بڑھائی۔ خالقِ اکبر نے ان کو طرح طرح کے پھل طرح طرح کی نعمتوں سے خوب نوازا، خوب مالا مال کیا یہ لوگ بڑے طاقت ور اور سمجھ دار تھے۔ پہاڑوں کو کھود کر انہوں نے اپنے گھر بنائے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا کرم کیا ہوا تھا لیکن بدقسمتی سے یہ بھی اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ انہوں نے بھی بتوں کی پوجا پاٹ شروع کردی۔

سیدنا ہود علیہ السلام کی وفات شریف کے سو سال بعد حضرت سیدنا

صالح علیہ السلام ان کے پاس نبوت کا تاج پہن کر تشریف لائے۔ سیدنا صالح علیہ السلام نے ہر نبی کی طرح اپنی قوم کو بھی سمجھایا کہ اے میری قوم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور بتوں کی عبادت چھوڑ کر خالق کائنات کی بارگاہ میں اپنا سر جھکاؤ یہ بت پوجا کے قابل نہیں، پرستش کے لائق نہیں، قوم ثمود نے سیدنا صالح علیہ السلام کی بات سن کر آپ سے پوچھا کہ آپ ہیں کون؟ اور ہمیں ہمارے خداؤں سے کیوں دور کرتے ہو۔ خالق کائنات کے نبی نے جواب دیا کہ

"اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۙ"

"بیشک میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول امین بن کے آیا ہوں۔"

قوم ثمود نے کہا اے صالح علیہ السلام ہم تجھے نبی نہیں مانتے ہم تجھے خالق کائنات کا رسول تسلیم ہی نہیں کرتے۔ میرے رب العالمین کے پیارے نبی نے قوم سے پوچھا وجہ کیا ہے؟ تم مجھے کیوں نہیں اللہ تعالیٰ کا نبی مانتے کیوں نہیں رسول تسلیم کرتے میرے اندر کیا عیب ہے، کیا خرابی ہے تو قوم نے جواب دیا کہ

"مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ"

"وجہ یہ ہے کہ تو تو ہماری طرح بشر ہے۔"

(پ ۱۹ سورۃ شعرا آیت نمبر ۱۵۴)

خالق کائنات نے دوسرے مقام پر ان بے ایمانوں کا جواب نقل فرمایا کہ قوم نے کہا کہ فَقَالُوْٓا سارے بے ایمان ثمودی بولے کہا کہ

"اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ ۙ"

"ہم اپنے جیسے آدمی کی تابعداری کریں۔"

"اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝"

"پھر تو ہم ضرور گمراہ اور دیوانے ہیں"

(پ ۲۷ سورۃ قمر آیت نمبر ۲۴)

میرے دوستو! دیکھو شیطان نے جو دعویٰ کیا تھا کہ اے رب کائنات مجھے تیری عزت و عظمت کی قسم میں اولادِ آدم کو گمراہ کروں گا اس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھلایا کہ نہیں؟

شیطان نے واقعی اپنا وعدہ پورا کیا تو خالق کائنات بھی اپنا وعدہ قیامت کے دن شیطان کو اور اس کے ساتھیوں کو جہنم میں بھیج کر ضرور پورا فرمائے گا۔ جن بے ایمانوں نے گستاخوں نے نبیوں کی بے ادبی کی۔ خالق کائنات نے ان کو دنیا میں تباہ و برباد کر دیا۔

سیدنا صالح علیہ السّلام کی قوم نے جب حضرت صالح علیہ السّلام کو اپنا جیسا کہا۔ اور صالح علیہ السّلام کے معجزے کی قدر نہ کی تو میرے رب العالمین نے قوم ثمود کو بھی تباہ و برباد کر دیا۔ خالق کائنات فرماتا ہے۔

"فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ ۝"

ان بے ایمانوں کو میرے زلزلے نے پکڑ لیا۔

"فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝"

"جب صبح ہوئی تو وہ سارے گستاخ سارے بے ادب، وہ سارے کافر گھروں میں منہ کے بل گرے پڑے تھے"۔ اللہ اکبر!

(پ ۸ سورۃ اعراف آیت نمبر ۷۷)

سامعین کرام آپ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے جائیں۔ آپ کو پتہ چلے گا کہ جس بے ایمان نے جس کافر نے اپنے نبی کی نبوت کا انکار کیا وہ یہی

کہتا تھا کہ ہم تمہیں نہیں مانتے تم تو بشر ہو۔ تم تو ہماری طرح ہو۔ جیسے ہم کھاتے ہیں، تم بھی کھاتے ہو۔ جیسے تم پیتے ہو، ہم بھی پیتے ہیں۔ جیسے ہم چلتے پھرتے ہیں تم بھی چلتے پھرتے ہو۔ لہٰذا ہم تمہیں رسول نبی نہیں مانتے۔

خالقِ کائنات کا قرآن اس بات کی گواہی دے رہا ہے۔ خالقِ اکبر نے جب قومِ مدین کو دیکھا کہ وہ مجھے بھلا بیٹھے ہیں تو میرے ربّ العالمین نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کے پاس نبی بنا کے بھیجا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا۔ اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی ذات سے ڈرو اس کو وحدہٗ لاشریک مانو۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ چوریاں، ڈکیتیاں نہ کرو۔ لوگوں کی کھیتیاں برباد نہ کرو۔ قومِ مدین نے جب اللہ تعالیٰ کے نبی کی تقریر سنی تو انہوں نے بھی یہی سوال کیا کہ اے شعیب تم کون ہو؟ یہ ناپ تول کے مسئلے بتانے والے، چوریاں ڈکیتیاں سے منع کرنے والے، لوگوں سے بھلائی کا حکم دینے والے۔ اور اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک ماننے کا مشورہ دینے والے۔ خالقِ کائنات کے نبی نے فرمایا۔ میں کوئی عام آدمی نہیں، عام واعظ نہیں، عام مقرر نہیں، عام ناصح نہیں بلکہ

"اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ"

"میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولِ امین بن کر آیا ہوں"۔

لہٰذا برائیاں چھوڑ دو، اچھے کام کرو۔ بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ خالقِ کائنات کی عبادت کرو اس کی بارگاہِ بے نیاز میں اپنی جبین جھکاؤ۔ قومِ مدین نے بھی وہی جواب دیا جو ان کے باپ دادے نبیوں کو رسولوں کو دیتے آئے تھے۔ وہی شیطان کا پڑھایا ہوا پرانا سبق کیا کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کی بات کو نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ ان گستاخوں نے کہا ہم تو تمہیں اللہ تعالیٰ کا رسول نہیں مانتے۔ نبی نہیں تسلیم کرتے۔ سیدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا۔ کیوں؟

تو انہوں نے کہا کہ

"مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا"

تم نہیں ہو مگر ہم جیسے۔

"وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ"

"اور ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں" (معاذاللہ)

اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا: کیا کرو میں تمہیں سیدھے راستے کی تلقین کر رہا ہوں۔ خالق کائنات کی عبادت کا حکم دے رہا ہوں جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لے جا رہا ہوں تم ہو کر آگے سے بدتمیزی کر رہے ہو۔ مجھے اپنا جیسا گمان کر رہے ہو مجھے جھوٹا کہہ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر وہ رحیم ہے تو وہ قہار بھی ہے اگر وہ کریم ہے تو وہ پکڑنے پر بھی قادر ہے۔ اگر اس کا عذاب آ گیا تو پھر تمہیں بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

قوم نے آگے سے کہا کہ اے شعیب ہم نے نہ تجھے رسول ماننا ہے نہ یہ کام چھوڑنے ہیں نہ تیرے رب کی وحدانیت کو ماننا ہے۔ اگر تیرے اختیار میں ہے تو ہم پر عذاب لے آ۔

"فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ"

"کوئی آسمانوں کا ٹکڑا ہم پر گرا"

"اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ"

"اگر تم سچے نبی ہو" (پ ۱۹ شعرا۔ آیت ۱۸۵، ۱۸۶)

میرے دوستو! توجہ فرماؤ ان گستاخوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی کی بارگاہ میں تین گستاخیاں کیں۔ پہلی گستاخی کہ تم ہم جیسے ہو۔ دوسری کہ تم جھوٹے ہو۔ (معاذاللہ) تیسری کہ تم بے اختیار ہو اگر اختیار ہے تو ہم نہیں مانتے لے آ

ہم پر عذاب ۔

میرے دوستو! جب اِن گستاخوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی کی بارگاہ میں گستاخیاں کیں اللہ تعالیٰ کو "وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ" نہ مانا تو پھر ہُوا کیا۔ پھر ان کو سزا کیا ملی۔ خالقِ کائنات فرماتا ہے۔

"فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ"

"پس انہیں زلزلے نے آگھیرا۔"

کیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چیخ ماری اِس چیخ کی آواز سے زمین پر زلزلہ آگیا۔ پھر خالقِ کائنات نے ان پر دنیا میں ہی دوزخ کا دروازہ کھول دیا۔ جس سے سخت گرمی ہوگئی وہ گھروں سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگے جب جنگل میں سب اکٹھے ہوئے تو ان پر ایک آگ کا ٹکڑا بادل کی صورت میں برسا جس سے وہ سب گستاخ فنا ہوگئے میرے ربّ العالمین فرماتے ہیں۔

"فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ"

"وہ صبح اپنے گھروں میں منہ کے بل گرے پڑے تھے۔"

(تفسیر نور اللہ خان ص۲۵)

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام مدین میں رہتے تھے۔ مدین سے تقریباً سوا دو سو کلو میٹر دُور ایک شہر تھا مصر جو آج کل ایک ملک بن چکا ہے اُس مصر شہر میں دو قومیں رہتی تھیں۔ قبطی اور بنی اسرائیل قبطیوں میں سے ایک آدمی تھا۔ فرعون اللہ تعالیٰ نے اس پر بڑا کرم کیا اُسے پورے علاقے کی سلطنت عطا فرمائی۔ پورے علاقوں کو اس کا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا۔

اَب چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ خالقِ کائنات کا شکر کرتا اور حمد بجالاتا اور زبان سے عرض کرتا۔ اے ربِّ کائنات تیرا کروڑھا بار شکر ہے کہ تو نے

مجھ جیسے ذلیل، حقیر انسان کو دُنیا کا سُلطان بنا دیا ہے۔ دُنیا کا بادشاہ بنا دیا ہے۔ لیکن یہ بے ایمان شکر کرنے کی بجائے۔ خُود خدا بن بیٹھا کہنے لگا۔ "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝" میں سب سے بڑا خُدا ہُوں۔ سارے لوگ آج کے بعد مجھے سجدہ کریں۔ جو سجدہ کرے گا۔ انعام پائے گا۔ جو انکار کرے گا وُہ سزا پائے گا۔ اس اعلان کے بعد لوگوں نے اُس بے ایمان کو سجدہ کرنے شروع کر دیئے۔ اُسے اپنا معبود بنا لیا۔ کُچھ لوگ اس کو سجدہ کرتے کُچھ بُتوں کی پُوجا کرتے۔

خالق کائنات کو اس قوم پر رحم آیا کہ اگر یہ بُتوں کو پُوجتے رہے تو یہ سب جہنم کا ایندھن بنیں گے یہ تو سب تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ میرے ربّ العالمین نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام کو اور سیّدنا حضرت ہارون علیہ السّلام کو ان کی طرف بھیجا تاکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے مقدس رسُول ان کو گمراہیوں سے بچا کر سیدھے راستے کی تلقین کریں۔ خالق کائنات نے یہی بات قرآن مجید میں نوٹ فرمائی کہ

"ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۝"

"پھر ہم نے بھیجا موسیٰ علیہ السّلام کو اور اُن کے بھائی ہارُون علیہ السّلام کو۔"

"بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝"

"اپنی آیتوں اور روشن دلیلوں کے ساتھ۔" کدھر بھیجا۔

"اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ۝"

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف جب سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام فرعون کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرعون کو فرمایا: اے فرعون تو انسان ہو کر بندہ ہو کر خُدا بن بیٹھا ہے کُچھ حیا کر، کُچھ شرم کر یہ بات تیرے لئے زیب

نہیں، تو مخلوق ہو کر خالق بن بیٹھا ہے تو عابد ہو کر معبود بن بیٹھا ہے۔ تو عاجز ہو کر قادر بن بیٹھا ہے۔ تو انسان ہے انسان ہی بن یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ خدائی کا دعویٰ چھوڑ دے پھر آپ نے اس کے درباریوں کو تبلیغ فرمائی کہ اے فرعونیوں تم بندے ہو کر بندے کو سجدہ کرتے ہو تم مخلوق ہو کر مخلوق کو رب ماننے بیٹھے ہو۔

خبردار! اگر سجدہ کرنا ہے تو خالق کائنات کو کرو۔ رب ماننا ہے تو ساری کائنات کے مالک کو مانو۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور فرعون کے ساتھیوں کو یہ باتیں کیں ناں تو اب فرعون اور فرعون کے ساتھیوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تمہارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ کیا واسطہ ہے؟ تو حضرت موسیٰ نے۔ اور حضرت ہارون نے ان کو جواب دیا کہ

"اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝"

"ہم دونوں اس کے رسول ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔"

(پ ۱۹ سورۃ شعرا آیت نمبر ۱۵)

فرعون نے یہ بات سن کر کہا کہ

"قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝"

فرعون نے پوچھا اے موسیٰ تیرے رب کی کیا حقیقت ہے؟ تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

"قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝"

"میرا رب العالمین وہ ہے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔"

"وَمَا بَیْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝"

"اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے"۔

(پ ۱۹ آیت نمبر ۲۳-۲۴)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بات سن کر فرعون اور اس کے ساتھی لاجواب ہو گئے۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ چاہیئے تھا مسلمان ہو جاتے آخرت سنوار لیتے۔ لیکن کیسے سنوارتے۔ بدبختی اور بدنصیبی ان کی قسمت میں لکھی جا چکی تھی۔ لہٰذا آگے سے کہنے لگے۔

"فَقَالُوْا اَنُؤْمِنُ"

کیا ہم موسیٰ اور ہارون پر ایمان لے آئیں؟

"لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا"

"ان دو آدمیوں پر جو ہماری طرح بشر ہیں"۔

(پ ۱۸ سورۃ مومنون آیت نمبر ۴۶)

میرے دوستو! غور فرماؤ، فرعون اور فرعون کے ساتھی کیا کہتے ہیں؟ کہ یہ تو ہماری طرح بشر ہیں۔ لہٰذا ہم ان پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ بے ایمان کے بے ایمان رہے۔ کافر کے کافر رہے پھر نتیجہ کیا نکلا۔ خالق کائنات نے فرمایا: "فَکَذَّبُوْهُمَا" کہ فرعون نے اور اس کے ساتھیوں نے میرے نبیوں کی بات نہ مانی ان کو جھٹلایا۔

"فَکَانُوْا مِنَ الْمُهْلَکِیْنَ"

پس وہ بھی برباد ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔ وہ برباد ہو گئے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوح کی بات نہ مانی ان کو بشر کہا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا۔ حضرت ہود کی قوم بھی اسی وجہ تباہ ہو گئی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم بھی اسی وجہ سے برباد ہو گئی۔ حضرت شعیب

حضرت موسیٰ، حضرت ہارون کی قومیں بھی اسی وجہ سے تباہ و برباد ہو گئیں کہ اُنہوں نے نبیوں کی باتیں نہ مانیں اور نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہا۔ خیال کرو جب حضرت نوح حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہم السلام کو بشر کہنے والے تباہ برباد ہو گئے۔ ان کا نام ونشان مٹ گیا تو جنہوں نے امام الانبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی لکھا وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ انشاء اللہ وہ بھی تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ بلکہ ہو گئے اُن کا نام مٹ جائے گا۔ ذکر ختم ہو جائے گا۔ لیکن کملی والے کا ذکر قیامت تک بلند رہے گا۔

ارے اُس نبی کے چرچے کیسے ختم ہو سکتے ہیں۔ جس کے چرچے میرا اللہ عزوجل آپ بلند فرمائے۔ جس کے قدموں پر ساری دنیا صدقے ہو رہی ہے۔ سُبحان اللہ!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے حسن جمال اُتوں
یوسف نبی دا حسن جمال صدقے
ماں باپ اولاد تے بہن بھائی!
جند جان قربان تے مال صدقے
اُدھرے پیراں دی خاک توں
رب دی سونہہ منہ دے ولی تے غوث ابدال صدقے
اوہ دلوا نیا تیری اوقات کیہہ اے
جتھے ہون اویس بلال صدقے

میرے دوستو! ہر نبی کی نافرمان اُمت کافر، اُمت ہر نبی کو یہی جواب

دیتے آئے کہ ہم نہیں مانتے آپ تو ہم جیسے ہیں اب سب کے بعد باری آگئی آمنہؓ کے لال کی، صدیقؓ کے یار کی عمرؓ کے آقا کی، فاطمہؓ کے بابا کی حسینؓ کے نانے کی، سدرہ کے راہی کی، اللہ تعالیٰ کے پیارے ماہی کی، مولا علی کے ویر کی، سنیوں کے پیر کی، میرے کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کفارِ مکہ کے سامنے خالقِ کائنات کی وحدانیت کا پرچم بلند کیا فرمایا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہے وہ کلا ہے بس وہ اللہ ہی اللہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، کوئی عبادت کے لائق نہیں کوئی سجدے کے لائق نہیں۔ کوئی پرستش اور پوجا کے قابل نہیں، اگر عبادت کرنی ہے۔ سجدے کرنے ہیں تو خالقِ کائنات کی بارگاہ میں کرو۔ یہ بت جھوٹے ہیں۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان سن کے حضرت ابوبکرؓ مان گئے۔ حضرت عمرؓ نے تسلیم کرلیا۔ حضرت عثمانؓ نے قبول کرلیا۔ حضرت علیؓ نے تصدیق کی حضرت بلالؓ مان گئے۔ حضرت جابرؓ مان گئے۔ حضرت عبداللہ مان گئے۔ حضرت عباسؓ مان گئے۔ حضرت صہیب رومی تسلیم کر گئے۔ حضرت سعدؓ نے تسلیم کرلیا۔ حضرت سعیدؓ مان گئے۔ حضرت زیدؓ مان گئے۔ جن جن کی قسمت میں ایمان تھا مان گئے۔ بس مان گئے۔ لیکن جو بدنصیب تھے ازلی بدبخت تھے۔ ازلی شقی تھے۔ ازلی لعین تھے۔ ازلی دوزخی تھے نہیں مانے ابوجہل نہیں مانا۔ ابولہب نہیں مانا۔ عتبہ عتیبہ نہیں مانے۔ اُمیہ شیبہ نہیں مانے۔ ولید اور عاص نہیں مانے۔ کیوں نہیں مانے؟ کیوں نہیں کلمہ پڑھا تو سنو خالقِ کائنات فرماتا ہے۔ اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں جانتے ہو۔ کفارِ مکہ نے میرے یار کو کیوں نہیں مانا؟

ہم نے عرض کی مولا کریم یہ تو تو ہی جانتا ہے تو ہی علیم بذات الصدور ہے۔ تو ہی دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ تو ہی علام الغیوب ہے فرمایا، "اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا"

وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور میرے یار کا دیا ہوا ایمان قبول نہیں کیا کیوں؟ فرمایا کافر کہتے ہیں کہ

"هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

"کون ہے یہ ہے مگر ایک بشر تمہاری طرح"

(پ۱۷ آیت نمبر ۳، سورۃ انبیاء)

کافر کہتے ہیں، یہ دین سچا نہیں، یہ مذہب صحیح نہیں کیوں اس لئے کہ اس کا داعی اس کا پھیلانے والا۔ اس کو عام کرنے والا۔ ہماری طرح ہی تو ہے۔ جیسے ہم کھاتے ہیں وہ بھی کھاتا ہے۔ جیسے ہم پیتے ہیں وہ بھی پیتا ہے۔ جیسے ہم نے شادیاں کیں، اس نے بھی شادیاں کیں۔ جیسے ہم چلتے پھرتے ہیں وہ بھی چلتا پھرتا ہے۔

میرے دوستو! کتنے بدنصیب تھے کافر جنہوں نے نبی کو کھاتا پیتا تو دیکھ لیا۔ لیکن کئی کئی دن نہ کھاتے نہ پیتے نہ دیکھا۔ گویا قرآن کے جز دان کو دیکھا لیکن جزدان کے اندر قرآن کو نہ دیکھا۔ یہ اندر سے دیکھتے کیسے؟ ان کے پاس وہ آنکھیں کہاں سے آتی جن سے سرکار کے جلوؤں کو دیکھنا ان کے نصیب نہیں ہوتا۔

؎ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا اوہو ویکھن
تے نور جہاں دے سینے

~ نُور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دا اُوہ کی ویکھن
تے دِلیں جنہاں دے کینے؟
روشن قلب جنہاں دے اُوہو
تے مَن دے نُور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوں
قلب سیاہ جنہاں دے یارو
تے دِسّے نُور کی اُوس شقی نوں؟

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار مکہ کے سامنے قرآن پاک پڑھا۔ پھر فرمایا ہ اَے بتوں کے پجاریو! دیکھو اور یقین کرو میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا کلام نازل فرمایا ہے۔ اپنی لاریب کتاب اُتاری ہے۔ اپنی پاک کلام مجھے عطا فرمائی ہے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کا سچا اور سچا رسول نہ ہوتا تو میرے اُوپر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا۔ بتاؤ جواب دو؟ سارے کافر خاموش ہو گئے۔ سارے بے ایمان لاجواب ہو گئے ایک کافر جس کا نام ولید بن مغیرہ تھا اپنی برادری کا سردار تھا وہ کہنے لگا اَے محمد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں' فرمایا: پھر کس کا کلام ہے تو اُس بے ایمان نے جواب دیا۔

"اِنْ ھٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ؕ"

"یہ نہیں ہے مگر ایک بشر کا کلام۔"

(پ ۲۹ سورۃ مدثر آیت نمبر ۲۴)

ولید نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں یہ تو ایک بشر کا کلام ہے۔ ایک انسان کا کلام ہے۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ تو تیرا اپنا بنایا ہوا کلام ہے۔ خالق کائنات کے نبی نے چہرہ آسمانوں کی طرف بلند

کیا۔ خالقِ کائنات نے آواز ماری حبیب کیا بات ہے؟

عرض کی اے ربِّ کائنات میں کافروں کو تیرا کلام پڑھ کر سناتا ہوں یہ آگے سے باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا: سجناں کون سی باتیں؟ عرض کی پہلی تو یہ کہ یہ مجھے عام بشر کہتے ہیں۔ دوسری یہ کہ تیرا کلام تسلیم نہیں کرتے۔

اے ربِّ کائنات! اب بتا، اِن بے ایمانوں کو کیا جواب دُوں ولید کو کیا کہوں؟ فرمایا: سجناں تو جواب نہ دے۔ یا اللہ عزّوجل کیوں؟ فرمایا: سجناں تُو ہے رحمۃ اللعالمین تجھے جواب دیتے ہوئے بات سجتی نہیں۔ میں خود جواب دیتا ہوں۔ عرض کی مولا کریم تو بھی رحمٰن الرّحیم ہے۔ فرمایا، سجناں اگر میں رحمان رحیم ہوں تو ساتھ قہار بھی ہوں، میں جواب دُوں گا تو اعتراض نہیں ہو گا۔

خالقِ کائنات نے ولید کی بات سُن کر فرمایا: محبوب تو گھبرا نہیں، "سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ" عنقریب میں اس بدبخت کو جہنم میں جھونکوں گا۔ "وَمَا اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ" اے حبیب اس بے ایمان ولید سے فرما دو کہ اے بے ایمان تجھے ابھی کیا پتہ کہ جہنم کیا ہے۔

یا اللہ عزّوجل جہنم کیا ہے؟ فرمایا کہ "لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ" یہ جہنم نہ باقی رکھے گا اور نہ چھوڑے گی۔ بندہ جب جہنم میں جائے گا تو جہنم کی یہ خاصیت ہو گی کہ نہ بندہ بالکل مرے گا نہ بالکل زندہ بلکہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو جائے گا۔ خالقِ کائنات فرماتا ہے۔ "لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ" یہ جہنم اُتار لے گی انسان کی کھال کو۔

(پ۲۹ سورۃ مدثر آیت نمبر ۲۵ تا ۲۹)

خالقِ کائنات نے فرمایا: سجناں گھبرا نہیں یہ جو تجھے بشر بشر کہتے ہیں، یہ جو تجھے اپنی طرح سمجھ کر میرے قرآن کی تکذیب کرتے ہیں، فکر نہ کر

قیامت تو آلینے دے میں ان تمام بے ایمانوں کو تمام کافروں کو تمام گستاخوں کو تمام بے ادبوں کو جہنم میں جلاؤں گا۔ ان کو پوری پوری مجرموں کی سزا دوں گا۔

میرے پیارے رب العالمین کے پیارے نبی نے عرض کی مولا کریم، نوح علیہ السلام کے امتیوں نے اپنے نبی کو بشر کہہ کر بات نہ مانی تو تو نے ان کو دنیا میں ہی ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ حضرت ھود علیہ السلام کے امتیوں نے اپنے نبی کو بشر کہہ کر ان کی بات کو ٹھکرایا تو تو نے اسی وقت ان کو ہلاک کر دیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کے امتیوں نے اپنے نبی کو بشر کہ کے بات نہ مانی تو تو نے اسی وقت اُن کو نیست و نابود کر دیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے امتیوں نے اپنے نبی کو بشر کہا اور بات نہ مانی۔ تو تو نے اسی وقت ان کو انجام تک پہنچا دیا۔

حضرت موسیٰ، حضرت ہارون کے امتیوں نے اپنے نبیوں کو بشر کہہ کر پکارا اُن کی بات نہ مانی تو نے اسی وقت اُن کو پانی میں ڈبو کر غرق کر دیا۔ لیکن میرے گستاخوں کو مجھے بشر کہنے والوں کے لئے کہتا ہے قیامت کے دن سزا دیں گے۔

خالق کائنات کی قدرت مسکرا پڑی۔ فرمایا: سبحان یہ بھی تیری وجہ سے کر رہا ہوں۔ تیری عزت کی خاطر، تیری عظمت کی خاطر، سزا کو قیامت تک ملتوی کر رہا ہوں۔ میں تو اب بھی ان کو عذاب دے سکتا ہوں پر دوں گا نہیں، کیوں، فرمایا: "مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ط" اللہ تعالیٰ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب دے کیوں؟ فرمایا: "وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط" جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(پ ۹ سورۃ انفال آیت نمبر ۳۲)

سُبحَانَ اللہ ! پتہ چلا کہ سرکار کو بشر کہنے والے، سرکار کا مذاق اُڑانے والے سرکار کی بارگاہ میں بے ادبی کرنے والے اس لئے بچ گئے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں تشریف فرما تھے۔

میرے دوستو! اسی طرح آج سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر بشر کہنے والے اسی لئے بچے ہوئے ہیں کہ سرکار ہم میں جلوہ گر ہیں، یہ خوش نہ ہوں کہ ہم سچے ہیں، اپنے مذہب میں اپنے کلام میں اگر سچے نہ ہوتے تو کیسے بچتے؟ میاں تم اپنے مذہب، اپنے عقیدے کی بنا پر نہیں بچے ہوئے بلکہ خالقِ کائنات کے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے بچے ہوئے ہو۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت، کشتۂ عشقِ رسالت، الشاہ احمد رضا خان، فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

؎ نجدی اُس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وھابی دور ہو!
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

میرے دوستو! آپ قرآنِ مجید کا مطالعہ کر کے دیکھیں، انبیاء کرام علیہم السلام کو یا اللہ تعالیٰ نے بشر کہا یا انبیاء کرام علیہم السلام نے خود اپنے آپ کو بشر کہا یا کافروں نے بے ایمانوں نے مشرکوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہا۔

اب جو لوگ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر کہتے ہیں وہ بتائیں وہ کیا سمجھ کر سرکار کو بشر کہتے ہیں؟ اگر کہیں خدا سمجھ کر نبی کو بشر کہتے ہیں تو بے ایمان

کافر ہو گئے۔ اگر کہیں نبی بن کر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بشر کہتے ہیں تو پھر بھی کافر اگر کہیں کہ کافر سمجھ کر سرکار کو بشر کہتے ہیں تو پھر بھی کافر۔

یاد رکھو! نبی کو اگر مخلوق میں سے کسی نے نبیوں کے بعد نبی کو بشر کہا ہے تو وہ صرف اور صرف کافروں نے کہا ہے۔ مشرکوں نے کہا ہے۔ پورا قرآن پڑھو کوئی آیت ایسی نہیں ملے گی جس میں کسی ایمان دار نے کسی نبی کو بشر کر کے بلایا ہو۔ اب جو مومن ہو کر، مسلمان ہو کر، کلمہ پڑھ کر نبی کو بشر کہے یا اپنے جیسا کہے، ایمان داری سے بتا ما وہ مسلمانوں کی بولی بولتا ہے یا کافروں کی وہ ایمان داروں کی زبان استعمال کرتا ہے یا بے ایمانوں کی۔ ہر مسلمان پکارے گا۔ کہ کافروں کی، ہر ایمان دار بولے گا۔ بے ایمانوں کی۔

اب سنیئے توحید کے ٹھیکداروں نے توحید کے علمبرداروں نے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور دوسرے نبیوں کی کتنی توہین کرتے ہوئے کتنی تحقیر کرتے ہوئے یوں لکھ دیا۔ اولیاء انبیاء، امام زادے، پیر، شہید، یعنی جتنے بھی اللہ کے بندے ہیں، سب کے سب انسان ہیں اور بندے عاجز ہیں اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے۔ اور ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔

(تقویۃ الایمان ص۵۶، مصنف مولوی اسماعیل دہلوی وہابی)

سامعین کرام غور فرمائیں، مولوی اسماعیل وہابی نے کتنی بے باکی سے لکھ دیا کہ انبیاء اولیاء۔ بندے عاجز ہیں، ہمارے بڑے بھائی ہیں، ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں، شکلیں دیکھیئے ان چھوٹے بھائیوں کی، جنہیں دیکھ کر شیطان بھی شرم سے منہ چھپا لیتا ہے۔ بنتے نبی کے چھوٹے بھائی ہیں، توبہ۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ دیوبندیوں کے قطب وقت مولوی رشید احمد گنگوہی سے

کسی نے پوچھا کہ "تقویۃ الایمان" میں مولوی اسماعیل نے جو لکھا ہے کہ حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں یہ کہاں تک جائز ہے۔

مولوی رشید صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ بڑا بھائی کہنا بھی اس نفس بشریت کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ بشریت کی افضلیت ایسی ہے چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو بایں رعایت "تقویۃ الایمان" میں اس لفظ کو لکھا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ صنا لٹوجی دیوبندیوں کے نام نہاد قطب وقت نے بھی اس کی تصدیق کر دی کہ سرکار کو بڑا بھائی کہنا جائز ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی ان ناپاک عبارتوں کو دیکھ کر اور پڑھ کر ان کی ذریت نے ان کی روحانی اولاد نے بھی کہنا شروع کر دیا۔ نبی ہمارے جیسے ہیں۔ نبی ہمارے بڑے بھائی کے مانند ہیں۔ ہم اُن کے چھوٹے بھائی کی مانند ہیں۔

کراچی میں ہمارے ایک بہت بڑے علامہ صاحب ایک مسجد میں درس قرآن دے رہے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت کا ذکر ہو رہا تھا کہ سرکار کی مثل، سرکار کا ہم سر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی عام انسانوں میں تو کجا نبیوں میں بھی کوئی پیدا نہیں کیا۔ بات بھی حق ہے سچ ہے۔ لاریب ہے۔

سامعین میں سے ایک نجدی، ایک وہابی ایک گستاخ کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ مولوی صاحب آپ جو حضور کے بارے میں بار بار کہہ رہے ہیں وہ بے مثل تھے، بے مثال تھے۔ لاثانی تھے، اُن کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ کیا نبی پاک کے دو ہاتھ نہیں تھے؟ کیا آپ کی دو آنکھیں نہ تھیں۔ کیا آپ کے دو کان

نہیں تھے؟ اگر کہو نہیں تھے تو جھوٹے، دُنیا تمہیں جھوٹا کہے گی۔ اگر کہو کہ دو کان تھے، دو ہاتھ تھے، دو آنکھیں تھیں، تو بے مِثل کیسے ہو گئے؟ جواب سوچ کر دیں، قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

اُس نجدی کی بات سُن کر سُنّی بریلوی علامہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ جلال میں آ کر فرمایا، او ظالم اُمتی ٹھیک ہے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دو ہاتھ تو تھے پر تُمہارے جیسے نہیں تھے۔ کیوں کہ وُہ اشارہ کریں تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں۔ سُورج ڈُوبا ہُوا پھر واپس آ جائے اپنے ہاتھوں سے کنکریاں ماریں تو سارے کافروں کے چہرے بگڑ جائیں۔ ہاتھوں کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوں تو چودہ سو صحابۂ کرام پیاس بجھائیں، اُن کی سواریاں پانی پی لیں پر پانی ختم نہ ہو۔ سُبحَانَ اللّٰہ! ہاتھ سے اشارہ کریں تو درخت دوڑتے ہُوئے آئیں، پتھر کلمہ پڑھنا شروع کر دیں۔ جن کے بارے خالقِ کائنات فرمائے "یَدُ اللّٰہ" سو ہنا یہ تیرے ہاتھ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہیں۔

اُدہا ہتھ رب اپنا ہتھ آکھے
ہووے کافر جھگڑا دُکھ آکھے
اُدہرے نال اشاریاں رُخ ٹُردے
چن توڑ کے جوڑ دِکھایا اے

ٹھیک ہے آنکھیں میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دو ہی تھیں پر تیرے جیسی نہیں، کیوں کہ سرکار کی آنکھیں وُہ ہیں جن سے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے آسمانوں کو دیکھا۔ دوزخ دیکھی، اللہ تعالیٰ کی جنت دیکھی۔ سِدرہ کا نظارہ کیا۔ لوح دیکھی قلم دیکھی، عرش دیکھا، ساری کائنات

دیکھی، ناں ناں بلکہ اپنی بے مثل آنکھوں سے ساری کائنات کے خالق و مالک، رازق، قادر کو دیکھا اعلیٰ حضرت نے بھی یہی کہا کہ

؎ وُہی ہے اوّل، وُہی ہے آخر
وُہی باطن وُہی ہے ظاہر
اُسی کے جلوے اُسی سے ملنے
اُسی سے اُس کی طرف گئے تھے

ایک اور مقام پر فرمایا کہ

؎ اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

فرمایا: ٹھیک ہے کان میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو ہی تھے پر تیرے جیسے نہیں، کیونکہ میرے آقا کے وہ کان تھے جس سے انسانوں کا کلام سُنا۔ جنات کا کلام سُنا۔ فرشتوں کا کلام سُنا۔ نہیں نہیں بلکہ خود خالقِ کائنات کا بھی کلام سُنا۔ وہ نجدی پھر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا۔ مولانا ٹھیک ہے یہ کمالات اللہ تعالیٰ نے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ضرور عطا فرمائے لیکن اِن صفات خصوصیات کو ان کمالات کو الگ کر دیں صرف آنکھوں ہاتھوں اور کانوں کی حد تک میں نبی کی مثل ہوں ناں؟

یہ الگ بات ہے کہ حضور کی آنکھیں کیسی تھیں، میری آنکھیں کیسی ہیں، مولانا صاحب نے جب اس کی یہ باتیں سُنی تو غصہ میں آ گئے فرمایا: اگر صفات خصوصیات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ تم خنزیر کی مثل ہو کیونکہ اس کی بھی دو آنکھیں ہیں، تمہاری بھی دو آنکھیں ہونے میں تم اور خنزیر برابر ہیں۔ اللہ اکبر!

یہ جواب سُن کر نجدی لاجواب ہو گیا۔ بڑا شرمندہ ہُوا۔ پھر علامہ صاحب نے فرمایا، اُو نبی کے برابری کا دعویٰ کرنے والے ذرا سوچ کہاں ہم اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات والا۔

دیکھو ناں جب نماز مسلمان پڑھتا ہے تو ہر مسلمان تشہد کی حالت میں پڑھتا ہے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ"

"اے نبی آپ کی بارگاہِ اقدس میں سلام ہو"

نماز میں حالت تشہد میں سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سلام کرنا یہ واجب ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ واجب جب ادا ہو تو نمازِ کامل اگر بھول کر واجب چھوٹ جائے تو نماز ناقص۔ اگر نماز ناقص تو آخر میں سجدہ سہو واجب سجدہ سہو کا ترجمہ یہ ہے کہ

"اے انسان تو نے نبی پر سلام نہ پڑھ کر کی ہے غلطی۔ اب آخر میں ناک اور پیشانی زمین پہ لگا اور رب سے معافی مانگ۔ اگر سجدہ سہو ادا ہو تو نماز کامل ہو گئی"۔

پتہ چلا نماز میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلام پڑھنا یہ واجب ہے۔ سلام پڑھیں گے تو نماز کامل، اگر رہ جائے تو نماز ناقص۔ اللہ اکبر!

اب کوئی نمازی نماز پڑھ رہا ہو اس کے پاس سے کوئی عالم گزرے کوئی پیر گزرے، کوئی ولی گزرے، کوئی کامل گزرے، نمازی دل میں سوچے یار یہ بہت بڑا عالم ہے۔ یہ بہت بڑا پیر ہے یہ بہت بڑا ولی ہے سلام نہ کروں وہ نمازی نماز میں کر دے سلام تو شرعی طور پر اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، نماز ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ

"کَلَامُ الْبَشَرِ مُفْسِدُ لِلصَّلٰوۃِ"

"بشر سے نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔"

پتہ چلا کہ بشر سے بات کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ بشر کو سلام کرنے سے نماز ختم ہو جاتی ہے۔ مولانا صاحب کی حقیقت بشر ہے۔ پیر کی حقیقت بشر ہے، ولی کی حقیقت بشر ہے۔ ان کو سلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے پر سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کرنے سے نماز کامل ہو جاتی ہے۔

دوستو! توجہ کرو، اگر نبی کی حقیقت بھی بشر ہوتی تو نماز ٹوٹ جاتی، پتہ چلا کہ نبی کی حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ سبحان اللہ!

قلندر بہاول پوری، حضرت مولانا محمد یار علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا سرکار یہ کیا فرمایا: جب بحر جا عرض کی حضور کیوں فرمایا کہ

ے ایتھاں چپ دی جا اے الا کوئی نہیں سکدا
حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی پا کوئی نہیں سکدا
مذاہب دے جھگڑے اساں چھوڑ بیٹھے
محبت دا جھگڑا چھیڑا کوئی نہیں سکدا
اساں بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیاں نعتاں پڑھسوں
اساں وانگ نعتاں بنا کوئی نہیں سکدا

ہم قبلے کے محتاج ہیں، قبلہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محتاج ہے۔ ہم نماز میں کسی سے بات کریں۔ نماز ٹوٹ جائے۔ سرکار کسی سے نماز میں بات کریں تو نماز قائم رہتی ہے۔ بلکہ مکمل ہوتی ہے ہم کسی کو نماز کی حالت میں بلائیں تو نہ جانا واجب ہے۔ سرکار کسی کو حالت نماز میں بلائیں تو جانا واجب ہے۔

(شرح مسلم جلد نمبر ۲ ص ۱۴۶)

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی حضرت ابو سعید بن معلّی فرماتے ہیں، میں مسجد نبوی میں اندر نماز پڑھ رہا تھا۔ سرکار باہر مسجد نبوی شریف کے صحن میں تشریف فرما تھے۔

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے بلانے کے لئے آواز ماری، صدا لگائی۔ اے ابو سعید،

"قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

حضرت ابو سعید فرماتے ہیں، چونکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ نماز میں مشغول تھا۔ خالق کائنات کی عبادت کر رہا تھا۔ نماز میں کسی کو جواب جائز نہیں تھا۔ لہٰذا ہوا کیا فرماتے ہیں "فَلَمْ أُجِبْهُ" میں نے نماز کی وجہ سے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواب نہ دیا۔ جب نماز پوری ہو گئی، مکمل ہو گئی تو میں خدمت پاک میں حاضر ہوا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ابو سعید میں نے تمہیں جب پکارا تھا۔ فوراً کیوں نہیں حاضر ہوئے۔ دیر کیوں لگائی ہے۔ تاخیر سے کیوں آئے ہو، لیٹ کیوں کر دی ہے؟ تو حضرت ابو سعید نے بڑے ادب سے عرض کی کہا کہ

"يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي"

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، میرے آقا میں نے آپ کی آواز سنی، حکم سنا لیکن لیٹ اس لئے ہوا ہوں، تاخیر اس لئے کی ہے۔ کہ میں نماز میں تھا۔ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس لئے گستاخی کی معافی چاہتا ہوں۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم نماز میں میرا حکم سُن کر اُسی وقت کیوں نہیں آئے؟ کیوں نہیں حاضر ہوئے؟ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قرآن نہیں پڑھا کہ

”اَلَمْ یَقُلِ اللّٰہُ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ“

”اے ایمان والو! جب تمہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول بلائے تو فوراً حاضر ہو۔“

(بخاری شریف، تفہیم البخاری جلد نمبر ۶ ص۵۹۷-ص۵۹۸، مشکوٰۃ شریف ص۱۸۴، تفسیر ابن کثیر پ۹ ص۱۳)

یہی واقعہ حضرت اُبی بن کعب کا بھی ہے۔“ ترمذی شریف، جلد ۲، ص۱۱۱“

ے یارو عقل ناداں نہیں سمجھ سکدی
اللہ حکم فرماوے تے حکم منّو!
بھاویں فرضاں دی نیتی نماز ہووے
نبی پاک بلاوے تے حکم منّو!
تار نور تے شجر چوں ظاہر ہوکے
رب دید کراوے تے حکم منّو!
اوہ دلوانیا نبی دی آن بدلے
بھاویں جان وی جاوے تے حکم منّو

دوستو! پتہ چلا کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بلائیں جس وقت بلائیں، جس حالت میں بلائیں، چاہے نماز سے باہر بلائیں، چاہے نماز میں بلائیں، اُسی وقت اُسی گھڑی دربار نبوت میں حاضر ہونا ضروری ہے کیسی

کو اتنی بھی اجازت نہیں کہ وہ نماز پوری کرلے بلکہ وہ فوراً حاضر خدمت ہو، سرکار کی خدمت میں آکر سلام کرے۔ سرکار سے بات چیت، سرکار سے ہم کلام ہو، سرکار کا کوئی کام ہو وہ پورا کرے جب واپس آئے تو وہیں سے نماز شروع کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا۔ اس کی نماز میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کوئی خرابی نہیں آئی کیوں؟ اس لئے کہ وہ اس ہستی کی خدمت میں گیا تھا جس کو نماز میں سلام کرنا واجب ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ!

مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ نے بڑی پیاری بات اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھی کہ "دَلَّ الْحَدِیْث" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

"عَلٰی اَنَّ اِجَابَۃَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُبْطِلُ الصَّلٰوۃَ ط"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پکار کا جواب دینے سے نماز باطل نہیں ہوتی کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں۔

"کَمَا اَنَّ خِطَابَہٗ بِقَوْلِکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ط"

جیسے نماز میں آپ کو مخاطب کرکے

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ط"

"اے نبی آپ پر سلام ہو" کہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی!

"تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن، مرقاۃ شریف، مشکوٰۃ شریف ص۱۸۴ حاشیہ نمبر۲، بخاری شریف ص۱۶۱، ص۶۴۲ کے حواشی ارشاد الساری شرح بخاری"

قربان جائیں عظمتِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی مولوی کو، کسی پیر کو، کسی

ولی کو، کسی عالم کو سلام کا جواب دو تو نماز ٹوٹ جائے، نماز باطل ہو جائے۔ نماز ختم ہو جائے پر سرکار کی بارگاہ میں سلام کا جواب دو، حاضری دو، ہم کلام ہو، کام کرو، نماز نہیں ٹوٹتی۔ سُبحانَ اللہ!

حالانکہ سینہ کعبہ سے پھر گیا۔ چہرہ سمت سے پھر گیا پر عاشق کہتے ہیں، کعبے سے پھرا تو کدھر پھرا؟ جو کعبے کا بھی کعبہ ہے۔ جو قبلے کا بھی قبلہ ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت نے بات کر کے قلم توڑ دی۔ فرماتے ہیں کہ

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا
فرش والے تیری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

اب وہ لوگ جو کہتے ہیں سرکار ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم چھوٹے بھائی ہیں ان سے پوچھئے ان سے سوال کریں کہ کیا بڑا بھائی بلائے تو بڑے بھائی کو نماز میں جواب دینا واجب ہے۔ جواب دینا ضروری ہے؟ اگر کہو ہاں جواب دینا ضروری ہے تو ان کو کہو دلیل پیش کرو۔ اگر کہیں کہ جواب دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ نماز ختم ہو جاتی ہے تو ان سے پوچھو پھر سرکار بڑے کی مثل کیسے ہو گئے۔ ہماری طرح کیسے ہو گئے۔ جواب ایمانداری سے دیں۔ انصاف سے دیں۔ اگر ایمان ہو تو انصاف ہو تو، اگر ایمان ہے ہی نہیں، انصاف ہے ہی نہیں تو پھر جو چاہو کہتے پھرو۔ کوئی روک نہیں کوئی ٹوک نہیں۔ البتہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ضرور پوچھے گا۔ ضرور جواب دے گا۔ ضرور سوال کرے گا کہ او نبیوں کی مثل بننے والو بتاؤ تم میرے نبی کے کیسے مثل تھے؟ تم میرے نبیوں کے کیسے برابر تھے؟ وہاں پر پھر کسی کو جواب نہیں

آ ئے گا۔ وہاں پر پچھتانا پڑے گا۔ وہاں نبی کی مثل بننے والے روئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں گے کہ یا اللہ عزوجل معاف کر دے ہم سے غلطی ہو گئی ہم بھول گئے پر وہاں کسی کو معافی نہیں ملے گی کیونکہ وہ قیامت کا دن ہو گا۔ روزِ حساب کا دن ہوگا۔ لہٰذا ہمارا مشورہ ہے۔ آج ہی اس گستاخ عقیدے سے اس گندے عقیدے سے توبہ کر لو۔ معافی مانگ لو وہ مالک بھی کریم ہے۔ اس کا حبیب بھی رحیم ہے۔ کہیں شرمندگی نہ اٹھانی پڑ جائے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی پیاری بات فرمائی کہ

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

میرے دوستو! آپ نے شیطان اور شیطان کے ساتھیوں کا عقیدہ سُنا۔ اب آیئے رحمان عزوجل کے بندوں کا بھی عقیدہ سنیئے کہ وہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

رحمان عزوجل کے بندے:

امام الانبیاء حبیبِ کبریا سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت سے ۵۷۰ پانچ سو ستر برس پہلے ایک جلیل القدر نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچم بلند کیا۔ اپنی رسالت کے ڈنکے بجائے۔ لوگوں کو خالقِ کائنات کی عبادت اور پرستش کا حکم دیا جن کی قسمت میں ایمان لکھا تھا وہ

ایمان لے آئے۔ کلمہ پڑھ کے اپنی آخرت سنوار گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے غلاموں کو اپنے امتیوں کو اپنے ماننے والوں کو گاہے بگاہے کبھی کبھی وعظ فرماتے۔ تقریر کرتے، حلال حرام کے مسائل بتلاتے۔ جہنم سے ڈراتے جنت کی خوشخبری سناتے۔ لوگ سنتے عمل کی کوشش کرکے اپنی دنیا اور آخرت سنوارتے۔

ایک دن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلاموں کے سامنے تقریر فرما رہے تھے۔ تقریر کا ایسا سماں بندھ گیا کہ ہر غلام کی آنکھ میں آنسو آگئے ہر صحابی رو پڑا۔ ہر دیوانہ تڑپ گیا۔ آپ کے غلاموں میں صحابیہ میں سے ایک بی بی اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ کھڑے ہو کر کہنے لگی، اے ہمارے پیارے نبی عیسیٰ علیہ السلام قربان جاؤں، اُس ماں کے صدقے جاؤں اُس پاک بی بی کے جس کی گود میں آپ تشریف لائے۔ آپ نے اُس کا دودھ پیا۔ آپ جس گود میں پل کر بڑے ہوئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی والدہ ماجدہ سیدہ مریم علیہا السلام کی یہ تعریف سنی تو اُس بی بی کا شکریہ ادا کیا۔ فرمایا: مائی آپ کی مہربانی اس صحابیہ نے کہا حضور دنیا میں بڑی بڑی مائیں آئی ہیں آتی رہیں گی پر تیری ماں جیسی کوئی ماں نہیں، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مائی بیشک میری ماں بڑی عظمت والی تھی، شان والی تھی، مقام والی تھی لیکن اے بی بی میری ماں سے بڑھ کر بھی ایک ماں دنیا میں تشریف لانے والی ہے۔ جس کی گود میں نبیوں کا نبی، رسولوں کا رسول، بندہ کا راہی، اللہ تعالیٰ کا ماہی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہٖ وسلم پیدا ہو گا۔ اُس ماں کا دودھ پیئے گا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جب یہ بات فرمائی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک صحابی کھڑا ہو گیا عرض کی حضور کیا آپ وہی نبی نہیں جن کی خبر آج سے اڑھائی ہزار

سال پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام دے گئے تھے کہ میرے بعد ایک اللہ تعالیٰ کا پیارا نبی دنیا میں تشریف لانے والا ہے جو اس کو مان لے گا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور جس نے انکار کر دیا وہ ذلیل و رسوا ہو جائے گا؟

تو سنیئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ فرمایا: اے میرے غلاموں سن لو جس کی بشارت، جس کی خوشخبری حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا والوں کو دے گئے تھے میں وہ نہیں ہوں۔ بلکہ میرے اندر تو ان کی کچھ مماثلت نہیں، نہیں نہیں میرے اندر تو اتنی صلاحیت بھی نہیں کہ میں محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے قابل ہو سکوں۔ اللہ اکبر!

(انجیل برنباس باب نمبر ۴۲ صہ ۶۳، باب نمبر ۹۶ تا ۹۸ صہ ۱۴۰)

میرے دوستو! توجہ فرماؤ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بھی نبی ہیں، خود بھی صاحب کتاب ہیں لیکن عاجزی دیکھو، انکساری دیکھو، نبی کی مثل تو کجا نبی پاک کے جوتوں کے تسموں کے کھولنے کے قابل بھی نہیں بنتے۔

؎ تاجاں تختاں والے آقا، تیری کرن غلامی
پیر پیغمبر غوث قلندر، سب تینوں کرن سلامی
حسن تیرے توں صدقے جاون تے کئی بھری کئی شامی
نبیاں دا سردار وظیفہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم تیرا اسم گرامی

یہ عیسیٰ علیہ السلام کون ہیں جنہوں نے مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار کے اڑا دیتے تھے۔ اندھوں کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر آنکھیں عطا کر دیں۔ کوڑھ کے مریضوں کو شفا دے دی۔ مردوں کو ٹھوکر مار کر زندہ کر دیا۔ غیب کی خبریں بتاتے رہے۔ اتنی شان والا نبی! اتنی عظمت والا رسول! اتنے مرتبے والا پیغمبر

کہتا کیا ہے۔ میں اس کی مثل تو کیا میں تو اس کے جوتے کھولنے کے قابل نہیں، نبی ہو کر نبی کی برابری نہیں کر رہا۔

مگر اے بے حیا تو کلمہ پڑھ کے تو ایمان لا کے تو غلام بن کے بھی برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہم مثل بنتا ہے کچھ سوچ، کچھ خیال کر۔ دنیا کیا کہے گی غیر مسلم قومیں کیا سوچیں گی۔ عیسائی کیا طعنہ نہیں دیں گے۔ ہندو آوازیں نہیں کسیں گے۔

ایک ہندو شاعر "کالکا پرشاد" جب اس نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا۔ سرکار کے کمالات، معجزات کا مطالعہ کیا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے ساتھیوں نے پوچھا "کالکا" کیا بات ہے روتا کیوں ہے کیا نبی آخر الزمان کی سیرت پڑھ کر ان کی شان دیکھ کر آنسو آ گئے ہیں، ساتھیوں نے پوچھا نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پڑھ کر کہاں تک پہنچے ہو۔ سرکارِ مدینہ کے بارے تمہارا کیا خیال ہے؟

"کالکا پرشاد" تھا ہندو تھا، غیر مسلم تھا، بے ایمان تھا لیکن جواب بڑا پیارا دیا۔ بات بڑی دور کی کر گیا۔ فقرے بے مثال کہہ گیا۔ کون سے؟ کہ

؎ گر شمس و قمر کو کوئی دامن میں چھپا لے
اور افلاک کے تاروں کو کوئی دامن میں چھپا لے
اور کونین کی دولت کو کوئی ہاتھوں پہ اٹھا لے
پھر "کالکا پرشاد" سے کوئی پوچھے کر تو کیا لے
ارے نعلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آنکھوں سے لگا لے

سبحان اللہ! ہے ہندو پر کہتا کیا ہے میں ساری کائنات کو سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر قربان کر کے حضور کے جوڑے اپنی آنکھوں

سے دگا ٹوں۔ ہندو ہو کر ساری کائنات کو نبی کے جوڑوں پر قربان کر رہا ہے۔
بے شرماں تُو کلمہ پڑھ کے نبی کی برابری کر رہا ہے۔

سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جب معراج شریف پر تشریف لے گئے تو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سب سے پہلے بیت المقدس میں پہنچے وہاں تمام انبیاءِ کرام علیہم السّلام میرے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے جب اُنہوں نے والضّحٰی کے چہرے والے کو والّیل کی زلفوں والے کو مازاغ کے ڈورے والے کو ساری کائنات کے سردار کو دیکھا تو سارے استقبال کے لئے کھڑے ہو گئے ہر نبی نے ہر رسول نے سرکارِ مدینہ کی خدمت میں مرحبا کہا، پھر صلوٰۃ وسلام کی لڑیاں پیش کیں، پھر اذان ہوئی، پھر میرے اور آپکے آقا نے سارے نبیوں کو جماعت کرائی۔ جب جماعت ختم ہو گئی تو مسجدِ اقصیٰ میں بیت المقدس میں سرکار کی آمد کی خوشی میں سرکار کے معراج کی خوشی میں جلسہ ہوا۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے تلاوت کی، میرے اور آپکے آقا نے اس جلسے کی صدارت کی، چند انبیاء کرام علیہم السّلام نے اس جلسے میں تقریریں کیں، وعظ فرمایا: سب سے پہلے سیّدنا آدم علیہ السّلام نے تقریر کی کہ تمام تعریفیں اس خالقِ کائنات کے لائق ہیں جس نے سارے انسانوں سے پہلے مجھے اپنے بے مثل ہاتھوں سے بنایا پھر فرشتوں سے سجدہ کرایا پھر جنّت میں بسایا پھر سارے انبیاءِ کرام کو ساری نسلِ انسانی کو میری اولاد میں سے پیدا فرمایا پھر حضرت نوح نے تقریر فرمائی، ان انعامات کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائے تھے پھر حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے تقریر فرمائی پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے پھر حضرت داؤد علیہ السّلام نے پھر حضرت سلیمان علیہ السّلام نے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے ہر نبی نے ہر رسول نے ہر پیغمبر نے ان احسانات کا ان کرم نوازیوں کا ذکر فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت پاک کے

صدقے سے ان پر فرمائے تھے۔ سب کے بعد سب سے آخر خالق کائنات کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوئے تو کل والا کھڑا ہوگیا۔ صدیق کا آقا کھڑا ہوا۔ عمر کا مولا کھڑا ہوا۔ عثمان کا سردار کھڑا ہوا۔ علی کا دیر کھڑا ہوا فاطمہ کا بابا کھڑا ہوا۔ حسنین کا نانا کھڑا ہوا۔ میں بات مکدی مکاؤں ساری کائنات کی جان کھڑی ہوئی۔ میرے آقا نے فرمایا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَنِيْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ"

"تمام تعریفیں اس رب کائنات کے لائق ہیں جس نے میں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ سارے انسانوں کے لئے بشیر بنا کے بھیجا۔ نذیر بنا کے بھیجا۔"

وہ قرآن عطا فرمایا جس میں ہر چیز کا تفصیلی بیان ہے۔ میں آیا سب سے پہلے لیکن بھیجا سب سے آخر میں گیا ہوں۔ (انوار محمدیہ، مدارج النبوت شفاء شریف، نزہتہ المجالس دوم، مواہب الدنیہ ص)

جب سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات فرمائی تو ہر نبی کی زبان پر تھا۔ سبحان اللہ! میرے آقا بیٹھ گئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اختتامی کلمات کہنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے نبیوں کی مقدس جماعت آپ نے سنا کہ ہر نبی نے ہر رسول نے اپنے اپنے انداز میں تقریر فرمائی، وعظ فرمایا لیکن جو باتیں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی وہ کتنی حسین تھی کتنی جمیل تھیں۔

لہٰذا میرے سارے نبیوں کے سامنے اس بات کا بلا جھجک بلا خوف اعلان کرتا ہوں کہ

"بہٰذا افضلکم بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

"محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے انسانوں سے بلکہ تمام نبیوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ سب سے بلند شان والا ہے۔ سب سے بلند مرتبے والا ہے۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بات سن کر تمام نبیوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ واقعی محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سب سے زیادہ شان والے ہیں، عزت و مقام والے ہیں، عزت و مقام والے ہیں، بلند مرتبے والے ہیں، میاں خیال کرو۔

سارے نبی نبوت کے لحاظ سے رسالت کے لحاظ سے پیغمبری کے لحاظ سے برابر ہیں ہم مثل ہیں، پر پھر بھی برابری کا دعویٰ نہیں کر رہے ہیں پھر بھی سرکار کی ہم مثلی کا دعویٰ نہیں کر رہے ہیں پر ملاں تو برابر کا ہونے ہی نہیں ہم مثل بننے کے لائق نہیں تو پھر بھی نبی کی برابری کا دعویٰ کر رہا ہے۔ تیری بے حیائی کو تیری بے شرمی کو دیکھ کر نبیوں کی جماعت کیا کہے گی کہ جب ہم نبی ہو کر برابر کا دعویٰ نہیں کر رہے ہیں۔

دیکھو یہ کتنے بیوقوف ہیں جو امتی ہو کر نبی کے برابر بنے بیٹھے ہیں۔

اللہ اکبر! مگر الحمد للہ! ہم سنی حنفی بریلوی تو یوں کہتے ہیں

؎ یا مصطفیٰ خیر الوریٰ تیرے جہیا کوئی نہیں
کینوں کہواں تیرے جہیا، تیرے جہیا کوئی نہیں

تیرے جہیا سوہنا نبی لبھاں تے تاں جے ہووے کوئی
مینوں تے لبھ اینہاں پتہ تیرے جہیا کوئی نہیں

۷ اقصیٰ دے وِچ آقا میرے پڑھ کے نماز پچھے تیرے
نبیاں نوں ایہو کہنا پیا آقا صلی اللہ علیہ وسلم تیرے جیہا کوئی نہیں

میرے دوستو! یہ ہے عقیدہ اللہ تعالیٰ کے مقدس نبیوں کا کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل بھی ہیں، بے مثال بھی ہیں اور سارے نبیوں سے افضل و اعلیٰ بھی ہیں، آپ احادیثِ پاک، سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کر کے دیکھیں، ہر مومن کا ہر مسلمان کا نبی پاک کے ہر غلام کا یہی عقیدہ ہے کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا دنیا میں کوئی آیا ہی نہیں، اب آیئے چند غلامانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ دیکھتے ہیں، ان کا عقیدہ پڑھتے ہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔

غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا عقیدہ:

ام المومنین سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون عائشہ جو خود بھی صدیقہ ہیں، والد بھی صدیق ہے، خود بھی سرکار کی منظورِ نظر ہیں، والد گرامی بھی خاص منظورِ نظر ہیں، کون عائشہ جن کی شان میں خالقِ کائنات نے قرآن کی اٹھارہ آیتیں نازل فرمائیں، جو محبوبہ محبوبِ رب العالمین ہیں وہ فرماتی ہیں کہ سرکار تشریف فرما ہیں، تمام ملائکہ کا سردار تمام نوریوں کا پیشوا سیدنا جبرئیلِ امین سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سبحان اللہ!

کون جبرئیل جو کسی نبی کے پاس ایک بار آیا، عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس بار آئے۔ ادریس علیہ السلام کی خدمت میں چار بار آئے۔ آدم علیہ السلام کے پاس بارہ مرتبہ آئے۔ ابراہیم علیہ السلام کے پاس بیالیس مرتبہ تشریف لائے۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک سو چار مرتبہ آئے۔ یہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی

علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں چوبیس ہزار بار آئے۔ سُبْحَانَ اللّٰہ!

(مدارج النبوت جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۷، مواہب اللدنیہ)

گویا جبرئیل امین علیہ السلام کو آسمانوں پر چین ہی نہیں آتا تھا۔ وہاں جاتے پھر مڑ کے سرکار کی بارگاہ میں آجاتے۔ اَللّٰہُ غَنِی۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے سلطانِ مدینہ علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: جبرئیل، عرض کی جی سوہنا جی کملی والے آقا، فرمایا ایک بات تو بتاؤ۔ عرض کی آقا کون سی فرمایا، تم نے سارا جہان دیکھا ہے؟ عرض کی آقا، بالکل دیکھا ہے۔

فرمایا: آدم علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ سرکار دیکھا ہے۔ فرمایا: نوح علیہ السلام کو دیکھا ہے عرض کی آقا دیکھا ہے۔ فرمایا: داؤد علیہ السلام کو دیکھا ہے عرض کی دیکھا ہے۔ فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ فرمایا: یوسف علیہ السلام کے حسن کے جلوے دیکھے ہیں، عرض کی دیکھے ہیں۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کا جلال دیکھا ہے عرض کی دیکھا ہے۔ فرمایا: اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلتی دیکھی ہے۔ عرض کی دیکھی ہے۔ فرمایا: ایوب علیہ السلام کا صبر دیکھا ہے عرض کی دیکھا ہے۔ فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کا زُہد دیکھا ہے عرض کی دیکھا ہے۔ فرمایا: دنیا میں کیا کیا دیکھا ہے؟ عرض کی سوہنا میں نے بڑے بڑے دربار دیکھے ہیں۔ بڑے بڑے انسان دیکھے ہیں۔ میں نے زمین دیکھی ہے۔ آسمانوں کو دیکھا ہے۔ مشرق دیکھی ہے مغرب دیکھی ہے۔ شمال دیکھا جنوب دیکھا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ دیکھا ہے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل اللہ تعالیٰ کی

ساری مخلوق تم نے دیکھی ہے۔ خاکی دیکھے ہیں، نوری دیکھے، فرش والوں کو دیکھا عرش والوں سے ملے ہو اچھا یہ بتاؤ کوئی میرے جیسا بھی نظر آیا ہے۔ اللہ اکبر!

میرے دوستو! ہوتا آج کل کا کوئی عام مُلاں کوئی نبی کی برابری کا دعویدار تو کہتا سرکار آپ کہتے ہیں میرا جیسا کوئی دیکھا ہے میں جو ہوں آپ کی طرح جیسے آپ کی دو آنکھیں ویسے میری بھی دو آنکھیں جیسے آپ کے دو کان میرے بھی دو کان، جیسے آپ کے دو ہاتھ میرے بھی دو ہاتھ، آپ چلتے ہیں میں بھی چلتا ہوں، جیسے آپ کھاتے پیتے ہیں، میں بھی کھاتا پیتا ہوں، جیسے آپ نے شادیاں کیں، میں نے بھی کی، میں اور آپ برابر۔

کوئی ایسا گستاخ ہوتا۔ کوئی ایسا بے ادب ہوتا تو کہہ دیتا۔ لیکن وہ تھا جبرئیل، وہ تھا سید الملائکہ، وہ تھا نورانی فرشتوں کا پیشوا، وہ مقام رسول عظمت، نبی جانتا ہے۔ جبرئیل نے ہاتھ باندھ لئے اور عرض کی اے والضحیٰ کے چہرے والے، واللیل کی پیاری زلفوں والے، والفجر کی پیشانی والے۔ یٰسین کے مبارک دانتوں والے۔ مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ کی پیاری زبان والے اَلَمْ نَشْرَحْ کے پیارے سینے والے لَاْمَرَكَ کی پیاری جان والے ید اللہ کے پیارے ہاتھوں والے، وجہ اللہ کے پیارے چہرے والے، والعصر کے پیارے زمانے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے سارا جہان دیکھا ہے۔

"قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا"

میں نے ساری کائنات دیکھی ہے۔ میں نے تمام مشارق دیکھے ہیں میں نے سارے مغارب دیکھے ہیں۔

"فَلَمْ اَرَ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ"

لیکن آقا تیرے ربّ العزت کی قسم تجھ سے افضل تجھ سے اعلیٰ تجھ سے بڑھ کر شان والا تجھ سے زیادہ حسین و جمیل تجھ سے زیادہ رحیم و کریم تجھ سے زیادہ بہادر تجھ سے زیادہ محبوبِ الٰہی میں نے دنیا میں کوئی نہیں دیکھا۔

اے جبرئیل علیہ السلام آپ دیکھتے کیسے؟ آپ تکتے کیسے؟ جب خالقِ کائنات نے ہمارے حضور سے بڑھ کر کسی کو حسین و جمیل کسی کو افضل و اعلیٰ کسی کو محبوب بنایا ہو تو تب نا۔ حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ اسی بات کو اپنی زبان میں پیش فرماتے ہیں کہ

اک روز جبرائیلؑ سے کہنے لگے شاہِ اُمم
تم نے دیکھے ہیں جہاں بتلایئے کیسے ہیں ہم
کہنے لگے روح الامیں اے مہ جبیں تیری قسم
آفاقہا گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام!
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

ہاں تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جبرئیل سارے جہان دیکھے ہیں، ساری کائنات دیکھی ہے: ذرا سوچ کر بتاؤ کوئی ہم جیسا بھی نظر آیا ہے۔ کوئی میری مثل بھی نظر آیا ہے۔ عرض کی آقا پوری کائنات میں تجھ جیسا کوئی نہیں۔

(الوفا ص ۹۹، مواہب الدنیہ دوم، مدارج النبوت دوم، انوارِ محمدیہ نشر الطیب ص ۱۹)

اعلیٰحضرت امامِ اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا

تجھے یک نے یک بنایا!
وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بنایا
تجھے حمد ہے خدایا تجھے حمد ہے خدایا

امام الانبیاء سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال پاک سے چند دن پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربار نبوت میں بلایا اور فرمایا: صدیق عرض کی جی آقا جی سوہنا فرمایا۔ یار تو کب سے مجھے دیکھنے لگا ہے؟ آقا میں نے بچپن آپ کے ساتھ گزارا۔ لڑکپن میں آپ کو دیکھا۔ جوانی میں آپ کی زیارت کی، حضر میں ساتھ، سفر میں ساتھ، امن میں ساتھ، جنگ میں ساتھ، صحابہ کی جماعت میں دیکھا۔ غار میں اکیلا بیٹھ کے دیکھا۔ اب بڑھاپے میں بھی آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: صدیق ٹھیک ہے تو نے بچپن سے لے کر اب تک مجھے دیکھا ہے۔ اکیلے دیکھا صحابہ کی جماعت میں دیکھا۔ غار میں دیکھا ہے۔ مدینہ کے بازار میں دیکھا ہے۔ لیکن اے صدیق سن لو! پورے باسٹھ سال مجھے دیکھا ہے پر،

"یا ابابکر والذی بعثنی بالحق"
"اے ابوبکر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے سچا رسول بنا کر بھیجا ہے!"
"لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی"
(مطالع المسرات ص ۱۲۹)

اے مجھے اتنے عرصے دیکھنے والے میری حقیقت کو تو بھی نہیں پہچان سکا۔ میری حقیقت کو میرے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ سبحان اللہ!

پھر کیوں نہ کہیں کہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرِ وحدت ہے
کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے!!
حقیقت میں خدا عزوجل جانے

میرے دوستو! توجہ فرمائیے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حقیقت بیان کرنے سے پہلے قسم اٹھائی۔

"والذی بعثنی بالحق"

اے ابوبکر مجھے قسم ہے اس خالق کائنات کی جس نے مجھے حق سچ کے ساتھ بھیجا ہے۔ سرکار نے قسم کیوں اٹھائی؟ کیا قسم کے بغیر بات کرتے تو حضرت صدیق نہ مانتے؟ ہمارا ایمان ہے صرف اشارہ بھی کر دیتے تو حضرت صدیق مان جاتے پھر قسم کیوں اٹھائی؟ تو میرے دوستو، یاد رکھو قسم صدیق اکبر کے لئے میرے آقا نے نہیں اٹھائی، قسم ان لوگوں کے لئے اٹھائی جو سرکار کی حقیقت کو جان نہیں سکیں گے اور کہتے پھریں گے کہ نبی ہم جیسا تھا۔ نبی ہماری طرح تھا۔ میرے آقا نے قسم اس لئے اٹھائی کہ بشر بشر کہنے والوں کو تسلی ہو جائے کہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام قسمیں اٹھا اٹھا کر فرما رہا ہے۔ میں تم جیسا نہیں ہوں۔ میری ذات، میری شان کو جب باسٹھ سال تک دیکھنے والا۔ میرا یار غار نہیں پہچان سکا تو جنہوں نے مجھے دیکھا نہیں وہ کیسے پہچان سکتے ہیں

اللہ اکبر!

سرکار تو قسمیں اٹھا اٹھا کر فرما رہے ہیں میں تم جیسا نہیں لیکن یہ سرکار کی قسم کا بھی اعتبار نہیں کرتے پھر بھی کہتے جاتے ہیں نہیں جی سرکار ہم جیسے تھے

ہم کہتے ہیں۔ کہ جب میرے آقا کی حقیقت کو ساری زندگی کا ساتھی سیدنا صدیق نہیں پہچان سکا تو تم کیسے پہچان سکتے ہو۔

اُس دی پاک حقیقت تائیں
تے جان کیویں وہابی
جان نہ سکے جس نوں سجناں
تے غار جیہے اصحابی!
رہی حقیقت تے اک پاسے
تے اس دی شان گرامی!
سمجھ نہیں سکدے تے جان نہیں سکدے
تے مرسل نبی تمامی!

عارف باللہ حضرت امام بوصیری علیہ الرحمۃ اسی بات کو اپنی زبان میں پیش فرماتے ہیں۔

اَعْیَی الْوَریٰ فَہْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُریٰ
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ

ساری مخلوق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت سرکار کے کمالات سمجھنے سے عاجز ہو گئی۔ سرکار کے نزدیک اور دور کوئی ایسا نہیں جو آپ کے آگے عاجز اور لاجواب نہ ہو گیا ہو۔ ہمارے ضلع سرگودھا میں ایک مشہور شہر بھیرہ، وہاں ایک جماعت بنی ہوئی ہے۔ "انجمن حزب الانصار" یہ سالانہ جلسہ کراتے ہیں اور یہ جلسے میں تمام مسالک کے مقررین کو بلاتے ہیں، دیوبندی وہابی، سنی، حنفی وغیرہ۔

ایک مرتبہ سالانہ جلسے میں اہلسنت کی طرف سے غزالی زماں حضرت

علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد بشیر سیالکوٹی مدظلہ العالی، ادھر وہابیوں کی طرف سے مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی، جب تقریر شروع ہوئی تو پہلے غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے تقریر شروع فرمائی۔ شانِ رسالت کے موضوع پر خطاب تھا۔ سبحان اللہ!

جنہوں نے آپ کا خطاب سنا ہے۔ وہی جانتے ہیں کہ سعید کی تقریر میں کیا کمال تھا جب سعید بولتا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے زبان پاک سے موتی گر رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو سرکار کی عظمت، سرکار کا مقام، سرکار کی شان میں اور آپ کیا بیان کر سکتے ہیں، جن کی شان کو، جن کی حقیقت کو سیدنا صدیق اکبر بھی نہیں سمجھ سکے، جن کی عظمت کو میرے آقا کا بچپن کا ساتھی بھی نہیں جان سکا۔ میرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔

شاہ صاحب کی تقریر کے بعد وہابی نجدی مولوی حبیب الرحمٰن کا نمبر تھا۔ اس نے تقریر کی اور کہا کہ مجھ سے قبل مولانا احمد سعید صاحب تقریر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ سرکار کی حقیقت کو کوئی نہیں جان سکتا ہے۔ مولوی حبیب صاحب نے کہا کہ واہ صاحب واہ حضور کی حقیقت کو دوسرا کوئی کیوں نہیں جان سکتا؟ میں جانتا ہوں، ساری دنیا جانتی ہے۔ یہ سب واعظانہ تقریرانہ باتیں ہیں کہ حضور کی حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے۔

علامہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے سنا تو سید تھے سید کا خون کھول گیا جلال میں آگئے۔ صدر جلسہ مولوی ظہور احمد صاحب کو فرمایا کہ ظہور صاحب یہ نجدی مولوی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کو جھٹلا رہا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا:

لَمْ يَعْلَمْنِيْ حَقِيْقَتِيْ غَيْرُ رَبِّيْ ط

اے ابوبکرؓ میری حقیقت کو میرے ربّ عزّوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس کا جواب لوگوں کے سامنے دوں۔ صدر جلسہ نے کہا آپ فکر نہ کریں میں ابھی اس کی تقریر بند کرا کے خود جواب دیتا ہوں۔

چنانچہ صدر جلسہ نے مولوی حبیب کی تقریر بند کرا کے اُٹھ کر خود جواب دیا کہ مولوی صاحب نے سرکار کی حقیقت کو جاننے کا جو دعویٰ کیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ کوئی نہیں جانتا ہے۔ کہ سرکار کی حقیقت کیا ہے۔ یہی حدیث صحیح ہے۔ جلسے کے بعد جب کھانے کا وقت آیا تو سب علماء جمع تھے۔ کھانے میں سالن گوشت اور کدو شریف پکے ہوئے تھے۔ کدو اتنے گل گئے تھے کہ پتہ نہیں لگتا تھا کہ یہ سبزی کون سی تھی۔ سب گھل مل چکی تھی، جب سب نے کھانا کھالیا۔ مولوی حبیب وہابی ہاتھ دھونے کے لئے اُٹھے، جب ہاتھ دھونے لگے تو ہاتھ دھلانے والے سے پوچھنے لگے کہ یار یہ گوشت میں کون سی سبزی تھی؟ ہاتھ دھلانے والے نے کہا۔ مولوی صاحب یہ سبزی جو آپ نے ابھی کھائی ہے اُسے تو آپ جان نہیں سکے تم سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کو کیسے جان گئے ہو۔ اس بات کو سُن کر پورے کمرے والے علماء مہمان ہنسنے لگے اور لدھیالوی صاحب بڑے شرمندہ ہوئے۔

(سُنّی علماء کی حکایات۔ ص۲۰۱ تا ص۲۰۲)

یہ دنیا میں بھی شرمندہ ہیں، اِنْ شَاءَ اللہ قبر میں بھی شرمندہ ہوں گے۔ حشر کو بھی شرمندہ ہوں گے کیوں کہ

؎ نور دا نور نے زلفاں اُس دیاں
تے چہرہ پاک وی نوری!

؎ خاکی خاکی آکھن والیو!
تے اُس دی خاک وی نوری
نوری مادہ بشریت والا!
تے ہیں عضو دے سارے نوری
اُس دے صدقے دو عالم دے وچ
تے ہین کُل نظارے نوری!

میرے دوستو! پتہ چلا جو سرکار کے غلام ہیں کملی والے کے عاشق ہیں اُن کو ساری خدائی میں سرکار جیسا کوئی نظر نہیں آتا۔ لیکن جن کے دل میں عداوتِ نبی ہے۔ بغضِ رسول ہے۔ وہ سرکار کو اپنی مثل کہتے ہیں، یہ اپنی اپنی نظر کی بات ہے۔

؎ ہے نظر نظر میں وہ جلوہ گر اور نور آنکھ کا نور ہے
جو تیری نظر میں نہ آسکا تو تیری نظر کا قصور ہے

دیکھنے دیکھنے میں فرق ہے۔ ایک دن امام الانبیاء، حبیبِ کبریا، نورِ مجسم، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ پاک کی گلیوں میں جا رہے ہیں۔ کالی کملی کی جھب ماری ہوئی ہے۔ والیل کی زلفیں سجی ہوئی ہیں، میم کے کنڈل بنے ہوئے ہیں۔ مازاغ کا سُرمہ لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ماہی جا رہا ہے میرے آقا کے چند سپاہی بھی ساتھ ہیں، چند صحابہ بھی پیچھے پیچھے ہیں۔ سرکار کو راستے میں اسلام کا سب سے بڑا دشمن ابوجہل مل گیا۔ جب سلطانِ کائنات پر اُس کی نظر پڑی تو برداشت نہ کر سکا۔ سرکار کو دیکھ کر کہنے لگا۔ کیا کہا عارفِ رومی علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ

دید احمد را ابوجہل و بگفت!
زشت رُوے کز بنی ہاشم شگفت

ابوجہل بے ایمان نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے پورے بنی ہاشم قبیلے میں تجھ جیسا بدصورت کوئی نہیں دیکھا۔

(نعوذ باللہ)

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں جب گستاخ نے بے ادبی کی تو صحابہ کرام جلال میں آ گئے۔ تلواریں نکال لیں کہ اس گستاخ کو قتل کر دیں۔ اس کی گردن قلم کر دیں کیونکہ اس نے ہمارے آقا کی بے ادبی کی ہے۔ گستاخی کی ہے لیکن سرکارِ مدینہ ابوجہل کی بات سن کر مسکرا پڑے۔ سبحان اللہ!

میرے دوستو! ہنستی ساری دنیا ہے۔ ہر انسان ہنستا ہے۔ غریب، امیر ہنستا ہے پر ہیں اور آپ ہنسے تو منہ سے بدلو، میرا نبی ہنسے تو منہ سے نور ہی نور، میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مسکرانے سے کائنات مسکرا پڑتی ہے کیونکہ

دند اُس دے سچے موتی
تے اکھیاں نے مست خماری
جد ٹردا عرشی فرشی آکھن!
تے واہ واہ ٹور پیاری!

سرکارِ مدینہ مسکرا پڑے فرمایا، صَدَقْتَ اے ابوجہل تو نے سچ کہا ہے۔ صحابہ نے تلواریں میان میں ڈال لیں کیوں؟ اس لئے کہ سرکار جو فرما رہے ہیں تو نے سچ کہا ہے۔ اب کیا کہیں میرے آقا مسکراتے ہوئے آگے چل پڑے۔ صحابہ بھی ساتھ چل دیئے۔ چلتے چلتے ایک گلی کا موڑ آ گیا۔ جب میرے

آقا نے گلی کا موڑ کاٹا تو آ گئے سے یار غار مل گیا۔ سرکار کی نگاہ اٹھی ادھر صدیق باوفا نے دیکھا۔ گویا عشق نے حسن کو دیکھا۔ طالب نے مطلوب کو دیکھا۔ عاشق نے محبوب کو دیکھا۔ پیاسے نے ساقی کوثر کو دیکھا۔ بلبل نے گلشن نبوت کو دیکھا۔ پروانے نے شمع رسالت کو دیکھا۔ محب نے محبوب کو دیکھا۔ وہ مجسمہ ایمان تھا اور یہ جلوہ رحمان تھا۔ وہ صاحب صدق و صفا تھا۔ یہ حبیب کبریا تھا وہ حضرت صدیق تھا یہ امت کا شفیق تھا۔ بس پھر کیا تھا جلوۂ حسن یار کو دیکھ کر سیدنا صدیق پکار اٹھے کہ

؎ دید صدیقش بگفت اے آفتاب
نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب

اے گلی والے آقا میں نے مشرق دیکھی، مغرب دیکھی، میں نے شمال و جنوب کو دیکھا۔ میں نے ساری کائنات میں آپ جیسا حسین و جمیل نہیں دیکھا۔

سبحان اللہ!

گویا ستاروں میں آپ کی چمک ہے۔ موتیوں میں آپ کی دمک ہے۔ پھولوں میں آپ کی مہک ہے۔ نغمات بلبل میں آپ کی چہک ہے۔ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ اتنے حسین و جمیل ہیں، یہ چاند کا حسن یہ آفتاب کی چمک بھی آپ کے سامنے مغلوب ہے قربان جاؤں صدیق تیری نگاہ پر دیکھا۔ ابوجہل بے ایمان نے بھی ہے۔ صدیق با ایمان نے بھی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ نعوذ باللہ! تو بدصورت ہے۔ یار غار کہتا ہے تجھ جیسا میرے آقا پوری کائنات میں کوئی حسین و جمیل ہے ہی نہیں۔ یہ نظر نظر کا فرق ہے۔ یہ دیکھنے دیکھنے میں فرق ہے۔

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مکہ شریف سے ہجرت فرما کر

مدینہ پاک میں تشریف لائے تو جس پر نظر پڑی اُس کی قسمت کا ستارہ چمک گیا۔ وُہ ہی کلمہ پڑھ کے مُسلمان ہوگیا۔ انسان تو ایک طرف میرے نبی کے نُورِ بھرے چہرے کو دیکھ کر پتھروں نے درختوں نے ریت کے ذرات نے بھی کلمہ پڑھنا شُروع کر دیا۔ مدینہ شریف میں ایک یہودی رہتا تھا جس کی چار بیٹیاں تھیں اُس کو پتہ چلا کہ مُسلمانوں کے نبی اسی بازار سے تشریف لا رہے ہیں، جس بازار میں جس گلی میں میرا مکان ہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ سرکار یہاں سے گزریں میری بیٹیاں بھی مُحمّد عربی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا چہرہ دیکھ کر حضُور کی زیارت کر کے مُسلمان ہو جائیں۔ اُس نے اپنی بیٹیوں کو کہا کہ اے میری بیٹیوں میں نے سُنا ہے کہ مُسلمانوں کا رسُول مُسلمانوں کا نبی اسی بازار سے اسی گلی سے آ رہا ہے۔ سُنا ہے جس کو پیار سے محبّت سے دیکھتا ہے وُہ کلمہ پڑھ کے مُسلمان ہو جاتا ہے۔ وُہ اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بیٹیو! ہم یہودی ہیں۔ ہمارے باپ دادا بھی یہودی تھے، مجھے ڈر ہے کہیں ہم بھی اس کا چہرہ دیکھ کر مُسلمان نہ ہو جائیں۔

بچیّوں نے کہا، آبا پھر کیا ہوگا کہا بیٹی میں باہر سے تالا لگا کر جنگل کی طرف چلا جاتا ہُوں تم اندر ہی رہو جب وُہ نبی یہاں سے گزر جائے گا۔ میں بھی آ جاؤں گا۔ یہودی تالا لگا کر جانے لگا تو بار بار تاکید کی، خیال کرنا اُس کا چہرہ نہ دیکھنا۔ کہیں اپنا مذہب نہ چھوڑ بیٹھو۔ یہودی تالا لگا کر چلا گیا۔ چاروں بچیاں اندر، اُدھر سے میرے آقا کی سواری آ رہی ہے۔ صحابہ کرامؓ خوشی سے نعرے مار رہے ہیں۔

"جَاءَ رَسُوْلُ اللہِ جَاءَ نَبِیُّ اللہِ"

"دُنیا والو وُہ دیکھو ہمارا رسُولِ کریم آیا۔ ہمارا پیارا نبی آگیا۔" جب صحابہؓ

کے نعرے لڑکیوں نے سنے تو آپس میں کہنے لگیں کہ آبا جان نے ہمیں مسلمانوں کے رسول سے کتنا ڈرایا ہے۔ کتنا خوف زدہ کیا ہے جو بار بار زیارت سے دیکھنے سے منع کرتا تھا۔

آؤ دیکھیں تو سہی نبی وہ کیسا ہے؟ ایک بہن بولی کہ باہر سے تو تالا ہے دوسری نے کہا کہ تالا دروازے پر لگا ہے۔ ہماری آنکھوں پر تو نہیں تمام بہنوں نے بڑی بہن سے کہا باجی تو بڑی ہے۔ ہماری ماں کے قائم مقام ہے پہلے تو جا اور دیکھ وہ کیسا ہے۔ بڑی بہن مکان کی چھت پر چڑھ گئی سامنے سرکار کو دیکھا۔ آپ جلوس کی صورت میں اسی بازار سے تشریف لارہے ہیں جب سرکار کے چہرے پر نظر پڑی۔ سرکار کے چہرۂ والضحیٰ کو دیکھا تو کہنے لگی کر کملی والیا میرا ابا جھوٹ بولتا تھا۔ تیرا ثانی تو ہے ہی کوئی نہیں۔ انت شمس تو تو آفتاب نبوت ہے۔ تو تو رسالت کا سورج ہے اور وہ بھی بغیر دلیل کے پھر ہوا کیا۔ وہیں کھڑے کھڑے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کلمہ زبان پر جاری ہو گیا۔ سرکار کے قصیدے گاتی ہوئی، ترانے گاتی ہوئی نیچے اتری، دوسری بہنوں نے پوچھا باجی کیا دیکھا ہے؟ بڑی بہن نے کہا کہ یہ بتانے والی بات نہیں، یہ دیکھنے والی بات ہے۔ سبحان اللہ! قلندر گولڑہ شریف حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

؎ ایہہ صورت شالا پیش نظر!
رہے وقت نزع تے روز حشر
وچ قبر تے پل تھیں جد ہوسی گزر
سب کھوٹیاں تھیں تد کھریاں

اب دوسری بہن مکان کی چھت پر چڑھی، کہنے لگی بہن بڑی تعریف

کر رہی تھی، دیکھو تو سہی وہ کیا بات ہے، جب بہن نے دیکھا تو کہنے لگی، آقا میری بہن تو تجھے اَنْتَ شَمْسٌ کہہ رہی تھی لیکن سورج تو وہ ہے جو سخت گرمیوں میں جون جولائی میں کہر کی گرمی پیدا کرتا ہے۔ بڑی سخت گرمیں ڈالتا ہے جس کی تپش سے لوگ بے قرار ہو جاتے ہیں۔ آقا آپ سورج ضرور ہیں۔ لیکن چاند بھی ساتھ ہیں۔

"اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ قَمَرٌ"

یہ وہ سورج نہیں جو دکھ دے جو تکلیف دے جو اذیت دے بلکہ یہ وہ سورج ہے جو چاند بھی ہے، سورج بھی، پھر سرکار کا کلمہ زبان پر جاری ہو گیا۔ کملی والے کی نعتیں پڑھتی ہوئی، سرکار کے گیت گاتی گاتی نیچے اتر آئی۔ تیسری بہن نے جب یہ منظر دیکھا تو کہنے لگی۔ پوچھنا کیا میں خود ہی نہ دیکھوں جس کو یہ سورج بھی کہہ رہی ہے اور چاند بھی اب تیسری بہن چھت پر چڑھی، سرکار کے انوار و تجلیات دیکھ کر کہنے لگی۔ آقا تیرے چہرے کو دیکھ کر میری بہنوں نے بڑی داد دی ہے۔

ایک کہتی ہے کہ تو سورج ہے۔ ایک کہتی ہے تو چاند ہے۔ لیکن میں کہتی ہوں تو نور علیٰ نور ہے۔ سبحان اللہ! کیونکہ سورج دن کو ہوتا ہے رات کو بے نور، چاند رات کو ہوتا ہے۔ دن کو بے نور۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ شمس نبوت ہے، تو وہ قمر رسالت ہے نہ دن کو بے نور ہوتا نہ رات کو بے نور ہوتا ہے۔ ہر وقت، ہر گھڑی، ہر لحظہ، ہر لمحہ، ہر ساعت تو خود بھی منور ہے جس پر نگاہ کرتا ہے وہ بھی منور ہو جاتا ہے۔

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ قَمَرٌ اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ

وہ بھی کلمہ پڑھ کے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلام ہو گئی۔

؎ کیہہ اعجاز نظر وِچ تیری
تے جہڑا آوے اُدھ وِک جاوے
پیشانی تے چمک نُورانی!
تے وِچ نیناں کجل سُہاوے
خُلق تیرے نے مُوہ لئی دُنیا
تے کوئی وِرلا جاں چھڑکاوے
اعظم ایہہ ڈا سُوہنا ساقی
تے ساڈوں کِدھرے نظر نہ آوے

اِن چاروں بیٹیوں نے سرکار کے کلمے کا وِرد شروع کر دیا۔ کمرہ بند ہے پر قسمت کُھل گئی، مکان بند ہے پر نصیب جاگ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بچیوں کا باپ تالا کھول کر جب آیا تو کیا دیکھا اندر سے کلمے کی گونج آ رہی ہے۔ یہودی کہنے لگا۔ اے لڑکیو یہ انداز تمہیں کون سکھا گیا ہے۔ دروازہ تو بند تھا۔ بچیوں نے کہا، ابا تالا دروازے پر تھا۔ ہمارے دِلوں پر تو نہیں تھا۔ ابا جب ایک نظر اُس کے رُخِ انور پر پڑی تو ہمارے دِلوں میں یہ انقلاب پیدا ہو گیا۔

؎ جس چمن وِچ جا کے میرے آقا نے زُلفاں کھولیاں
لے چلی بادِ صبا خوشبو کی بھر بھر جھولیاں

ابا اگر تو بھی اس کے رُخِ پاک کو دیکھ لیتا تو تو بھی کہتا کہ

؎ اللہ اللہ (عزوجل) کرنے سے اللہ نہ ملے!
ارے اللہ (عزوجل) والے ہیں جو خدا سے مِلا دیتے ہیں

تو عرض کیا کر رہا تھا۔ نظر نظر میں فرق ہے۔ دیکھنے دیکھنے میں فرق ہے۔

سرکار کو دیکھا۔ ابوجہل نے بھی دیکھا۔ سیّدنا صدّیق اکبرؓ نے بھی لیکن ابوجہل کو بدصورتی (معاذاللہ) نظر آئی۔ سیّدنا صدّیق اکبرؓ کو سرکار سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی حسین نظر نہیں آیا۔

جب سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آقا تیرے جیسا تو کوئی حسین و جمیل دُنیا میں ہے ہی نہیں تو میرے آقا مسکرا پڑے۔ فرمایا: صدّیق صَدَقْتَ تُو نے سچ کہا ہے۔ اَللہُ غنی!

صحابہؓ نے جب یہ جواب سُنا تو قدموں میں گر پڑے۔ عرض کی فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے قدموں پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں مسئلہ سمجھ نہیں آیا۔ فرمایا کیسے؟

عرض کی آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ابوجہل بے ایمان نے آپ کو کہا کہ تیرے جیسا بدصورت کوئی نہیں، آقا آپ نے فرمایا، تُو نے سچ کہا ہے۔ اب صدّیق اکبرؓ نے کہا ہے۔ تیرے جیسا حسین و جمیل کوئی نہیں، آپ اس کو بھی فرما رہے ہیں تُو نے سچ کہا ہے۔

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: صحابہؓ بات یہ ہے کہ میں اللہ کی قُدرت کا آئینہ ہوں۔ شیشہ ہوں فرمایا: جو آئینہ دیکھتا ہے شیشہ دیکھتا ہے۔ اس کو اپنی ہی صورت نظر آتی ہے۔ اپنا ہی چہرہ نظر آتا ہے۔ اپنا آپ ہی دیکھتا ہے۔ میرے آقا نے فرمایا، ابوجہل نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔ ابوبکر نے بھی مجھے نہیں دیکھا۔

عارف رُومی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں سرکار نے فرمایا کہ

؎ گُفت مَن آئینہِ اُم مصقولِ و دَست
تُرک و ہندی دَرمَن آں بنید کہ اوست

"میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آئینہ جمال خداوندی ہوں۔ ترکی، ہندی جو بھی مجھے دیکھے گا اُسے اِس شیشہ میں اپنی صورت ہی نظر آئے گی"

ابوجہل نے جب مجھے دیکھا تو چونکہ وہ خود بدصورت تھا۔ بدشکل تھا۔ اس لئے اسے میرے اندر اپنی صورت نظر آئی۔ اور جب میرے باوفا صدیق نے مجھے دیکھا تو چونکہ خود حسین وجمیل ہے تو اُسے میرے اندر اپنی صورت نظر آئی۔ اِس لئے میں نے دونوں کو کہا تم سچ کہتے ہو۔

ابوجہل جیسا بدصورت کوئی نہیں۔ میرے یار جیسا خوبصورت کوئی نہیں، میرے دوستو، توجہ فرمائیے! میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کیا فرماتے ہیں، ابوجہل نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور یہ ہے بھی حقیقت، بے ایمان کافر مشرک، کملی والے کو دیکھ ہی نہیں سکتے خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ ط"

اے میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تیرے دشمن کافر تیری طرف دیکھتے ضرور ہیں پر "وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ط" وہ تیری حقیقت کو دیکھتے نہیں۔ (تفسیر روح البیان پ ۹ ص ۲۹۶)

ڈِٹھے ورق قرآن دے کھول سارے
تیری شان ورگا نہیں کوئی ہور تکیا
تیری شان دا کرے انکار جہڑا
اُوہنوں عاشقاں نے سِی چور تکیا
کوئی نور آکھے کوئی بشر آکھے
تے دن رات پیا ایہو شور تکیا

ے ہر اللہ والے نے گل مکا چھوڑی
اوہناں ہور تکیا اساں ہور تکیا

ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ سیدنا ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ قدم بوسی کی زیارت سے مشرف ہوئے تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد عرض کیا حضور میں نے سنا ہے۔ آپ کے مرشد سیدنا بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ بہت بڑے ولی اور زمانے کے قطب تھے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا بہت بڑا مقام تھا؟ فرمایا: تم نے بالکل سچ سنا ہے عرض کی حضور آپ خود اپنی زبانِ اقدس سے اپنے مرشد کی کوئی بات بتائیں، سیدنا ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: محمود میں تمہیں اپنے مرشد کی کیا بات سناؤں بس اتنا سمجھ لو کہ

"ھُوَ رَجُلٌ مَنْ رَاٰہُ اِھْتَدٰی"

وہ اتنے کامل ولی تھے، اتنے کامل بزرگ تھے، اتنے کامل اللہ تعالیٰ کے بندے تھے جس نے بھی انہیں دیکھا چاہے ہندو، عیسائی، مشرک، یہودی، مجوسی، کوئی بھی بد مذہب ہوتا وہ صرف چہرۂ انور دیکھ کر مسلمان ہو جاتا سبحان اللہ۔ سلطان محمود غزنوی نے جب یہ بات سنی تو بڑے حیران ہوئے۔ فرمایا، محمود حیران کیوں ہو؟

محمود غزنوی نے عرض کی حضور آپ کی بات صحیح ہو گی لیکن دل نہیں مانتا۔ فرمایا: کیوں نہیں مانتا۔ عرض کی حضور آپ کے پیر کا مقام سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر تو نہیں، حضرت ابوالحسن نے فرمایا: بالکل نہیں بڑھ کر تو کیا میرا پیر تو سرکار کے قدموں کی خاک کے برابر بھی نہیں، سلطان محمود نے کہا حضور تو سنیے ابوجہل نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی

لیکن اُسے ہدایت نہیں ملی، اُسے ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اُسے اسلام کی توفیق نہیں ہوئی تو کیا آپ کا مرشد اِتنا بڑا کامل تھا کہ ہر بدمذہب انہیں دیکھ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے سنا تو جلال میں آگئے۔ فرمایا، غزنوی صاحب آپ کا اعتراض اپنی جگہ بالکل صحیح ہے لیکن یاد رکھیئے۔ "اِنَّہٗ مَا رَایٰ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم" ابوجہل نے ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہی نہیں تھا۔

سلطان محمود غزنوی اور حیران ہو گئے۔ کہنے لگے سرکار تو پھر ابوجہل نے کس کو دیکھا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا:

"وَاِنَّمَا رَایٰ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَتِیْمَ اَبِیْ طَالِبٍ"

ابوجہل ساری زندگی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بن عبداللہ ابی طالب کے یتیم کو دیکھ رہا ہے۔ مجھے قسم ہے رب عزوجل کی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و عظمت کی، اگر ابوجہل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ لیتا تو کبھی بے ایمان نہ رہتا۔ کبھی بدبخت نہ رہتا۔ کبھی جہنمی نہ رہتا۔ اُس نے میرے آقا کے انوارِ رسالت دیکھے ہی نہیں۔

سلطان محمود غزنوی نے عرض کی حضور اس کی دلیل کیا ہے کہ ابوجہل نے رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں دیکھا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا: رب عزوجل کا قرآن، عرض کی کون سی آیت، کون سا پارہ فرمایا: پڑھو اپ ۹ سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۹۷) خالقِ کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

"وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ"

اے میرے حبیب یہ کافر یہ مشرک یہ بے ایمان تیری طرف دیکھتے ضرور ہیں "وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ" مگر سبحان وہ تیری حقیقت کو نہیں دیکھ سکتے۔ (تفسیر روح البیان پ ۹ صفحہ ۲۴۶ تا صفحہ ۲۴۷)

پتہ چلا دیکھنے دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ ابوجہل نے بھی سرکار کو دیکھا ابوبکرؓ نے بھی سرکار کو دیکھا۔ آنکھیں اس کی بھی دو۔ آنکھیں سیدنا صدیق کی بھی دو۔ ہاتھ اس کے بھی دو۔ صدیق اکبرؓ کے بھی دو، پیر اس کے بھی دو، پیر سیدنا صدیق کے بھی دو۔ یہ آجکل بڑی بیماری چلی ہوئی ہے۔

لوگ کہتے ہیں، سرکار کے بھی دو ہاتھ ہمارے بھی دو ہاتھ، سرکار کے بھی دو پاؤں، ہمارے بھی دو پاؤں، سرکار بھی کھاتے تھے، ہم بھی کھاتے ہیں۔ سرکار نے بھی شادیاں کیں، ہم نے بھی کی۔ یہ جہاں بیٹھتے ہیں یہی رٹ لگاتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک نجدی، ایک سفر میں بس میں بیٹھا بار بار یہی کہتا تھا۔ ساتھ ہی ایک درویش بیٹھے وہ سنتے رہے جب وہ خاموش ہوا تو اس درویش نے کہا۔ سُبْحَانَ اللہ، مَاشَاءَ اللہ!

آپ تو سر سے ابوجہل معلوم ہوتے ہیں، وہ کہنے لگا توبہ توبہ وہ کیسے تو درویش نے کہا، ابوجہل کے بھی دو ہاتھ تیرے بھی دو ہاتھ، ابوجہل کی دو ٹانگیں، تیری بھی دو ٹانگیں، ابوجہل بھی کھاتا تھا تم بھی کھاتے ہو۔ درویش نے کہا جس ماما کے ساتھ تیرا عقیدہ ملتا ہے اس کی ہم مثل نہیں بنتا۔ بے مثل محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل بنتا ہے۔ جس کا کائنات میں ثانی کوئی نہیں، اللہ اکبر!

حُبِّ نبی ایمان دی شرط پہلی
وادھو گلاں بنان دا حق کوئی نہیں

جے کر بُغض رسُول دے نال رکھنا
تے پھر مومن سداؤن دا حق کوئی نہیں
اُنہے جیہا جے نبی نُوں آکھنا ایں
تے پھر اُمتی کہاون دا حق کوئی نہیں
صائم جو بھی گستاخ رسُول دا اے
اوہنوں جنّت وچ جان دا حق کوئی نہیں

پتہ چلا سیدنا صدیق اکبرؓ کا عقیدہ تھا میرے کملی والے کا ثانی کوئی نہیں میرے رسُول کا ہم مثل کوئی نہیں۔

میرے دوستو! یہ صرف سیدنا صدیق اکبرؓ کا عقیدہ نہیں تھا۔ بلکہ میرے نبی کے تمام صحابہ کرامؓ کا یہی عقیدہ تھا کہ کملی والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسا کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، کا عقیدہ:

مدینہ پاک میں ایک یہودی تھا اُس نے ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظمؓ سے کچھ پیسے قرضے کے طور پہ لئے کہ میں چند دنوں کے بعد واپس کردوں گا۔ جب وُہ وعدہ آیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ لینے گئے تو اُس نے کہا: اے عمرؓ ابھی تک مجھ سے پیسے نہیں بنے میں فلاں دن ضرور دوں گا۔ آپ واپس تشریف لے آئے۔ جب وُہ وقت آیا۔ آپ پھر اس کے پاس گئے تو وُہ پھر بہانہ بنا کر ٹال گیا۔ پھر وعدہ کرلیا۔

اسی طرح تین چار مرتبہ اُس نے وعدہ کیا لیکن جب وقت پہ سیدنا فاروق جاتے تو وُہ ٹال دیتا۔ ایک دن سیدنا فاروق اعظمؓ اُس کے پاس

قرضہ لینے گئے تو وہ پھر بہانے بنانے لگا کہ نہیں جی ابھی نہیں بنے۔ فلاں دن آنا۔ اب تو ضرور دے دوں گا۔ سیدنا فاروق اس کے پاس بیٹھ گئے۔ فرمایا: او یہودی بات سن میری میں اب قرضہ لئے بغیر واپس نہیں جاؤں گا۔ میں چکر کاٹ کاٹ کے تھک چکا ہوں۔ اب انتہا ہوگئی۔ اب میں خالی نہیں جاؤں گا۔ اب جب تک قرضہ نہیں دے گا میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ سیدنا فاروق کی یہ بات سن کر اس نے کچھ الٹی سیدھی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ میں آگئے۔ آپ نے قسم اٹھائی کہ مجھے اس خالق کائنات کی عزت و عظمت کی قسم جس نے اپنے پیارے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انسانوں سے تمام بشروں سے تمام آدمیوں سے زیادہ اپنا برگزیدہ فرمایا ہے۔ میں اپنا حق لئے آج تجھے نہیں چھوڑوں گا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر یہودی آگے سے کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عام بشروں کی طرح ایک بشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی بشر پر کسی انسان پر بزرگی، مقام فضیلت نہیں عطا فرمائی۔

حضرت عمر یہ بات سن کر جلال میں آگئے۔ اپنا قرضہ بھول گئے۔ سرکار کی عزت سامنے آگئی کہ اس بے ایمان نے اس یہودی نے اس بد مذہب نے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عام بشر کیوں کہا ہے۔ عام آدمی کیوں کہا ہے۔ یہ کون ہوتا ہے۔ میرے نبی کو عام بشر کہنے والا۔ اللہ غنی!

سیدنا فاروق کھڑے ہو گئے اور یہودی کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ، ایک زبردست تھپڑ مارا۔ فرمایا: او خبیث بند کر لو اپنی بکواس میرے

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عام بشر کہتا ہے۔ عام انسان کہتا ہے۔ تیری یہ مجال یہودی کو جب تھپڑ لگا تو رونے لگا۔ کیوں نہ روتا یہ تھپڑ کسی عام آدمی کا تو نہیں تھا یہ اس عمر کا تھپڑ تھا جس کے بارے میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگو جس گلی سے میرا عمر آرہا ہو اس گلی کو شیطان بھی چھوڑ دیتا ہے۔ سبحان اللہ!

اتنا رعب، اتنا دبدبہ، اتنی ہیبت، اتنا وقار، جب شیطان کا یہ حال ہے تو انسان کا کیا حال ہوگا۔ وہ روتا ہوا، دوڑتا ہوا، سیدھا سرکار مدینہ، سرور قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آکر شکایت کی، خالق کائنات کے حبیب نے اپنے باوفا یار کو بلایا۔ فرمایا: عمر تو نے اسے تھپڑ کیوں مارا ہے؟

عرض کی، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ آپ کو عام بشر کہتا تھا۔ عام انسان کہتا تھا۔ میری غیرت ایمانی برداشت نہ کر سکی۔ جو اللہ تعالیٰ کا حبیب، جو سارے نبیوں کا امام۔ جو ساری کائنات کا رسول، یہ بے ایمان میرے نبی کو عام بشر کہے۔ سرکار مسکرا پڑے۔ گویا فرمایا: عمر یہ یہودی ہے۔ یہ بد مذہب ہے یہ بے ایمان ہے اسے تیرے نبی کی عزت، عظمت، شان، مقام کا کیا پتہ چل چھوڑ جانے دے غصہ۔ تو نے جو تھپڑ مارا ہے اس سے صلح کر لے۔

پھر میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، او یہودی سن میں کوئی عام نبی نہیں ہوں، حضرت آدم صفی اللہ تھے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے۔ حضرت موسیٰ نجی اللہ تھے۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ تھے۔ میں محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حبیب اللہ ہوں۔

(مصنف ابن ابی شہید، خصائص کبریٰ جلد دوم صفحہ ۲۴۸)

میرے دوستو! توجہ فرمائیے۔ یہودی نے سرکار کو عام بشر کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آگیا۔ جلال آگیا۔ اپنے غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بدبخت کے چہرے پر زور سے طمانچہ مارا۔ کاش آج بھی حضرت عمر ہوتے۔ سیدنا فاروقِ اعظم ہوتے۔ ان یہودی نما مسلمانوں کو جو سرکار کو دن رات اپنے جیسا بشر کہتے پھرتے ہیں۔ سبق سکھاتے ان کو تمیز سکھاتے۔ نبی نبی ہے۔ امتی امتی ہے اور انسان کو ہر غلام کو بتاتے کہ

اپنے جہیا نہ اوہنوں آکھ ملاں!
جسدی مثل کوئی نہیں مثال کوئی نہیں
اوہنوں حد بشریت وچ قید کرنا
جہدے نور دا حد حساب کوئی نہیں!
لگا رہویں تنقیص حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر
تیرے جہیا وی خانہ خراب کوئی نہیں
سڑدے رہناں حافظ نار حسد اندر
ایہدے جہیا وی سخت عذاب کوئی نہیں

امام الانبیاء حبیبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ شریف میں تشریف لائے تو سرکار نے اور آپ کے صحابہ کرام نے نماز کے لئے اور جمعہ کے لئے مدینہ شریف میں مسجد بنائی۔ اس کا نام رکھا گیا مسجد نبوی۔ سبحان اللہ!

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ میری مسجد میں ایک نماز پڑھے گا۔ خالقِ کائنات اس کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

"صَلٰوتُہٗ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ"

(ابنِ ماجہ شریف، مشکوٰۃ شریف)

جب مسجدِ نبوی بن گئی تو خالقِ کائنات کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اس میں جماعت کراتے، جمعہ پڑھاتے، وعظ فرماتے۔ جمعہ کی جماعت کراتے سرکار جب جمعہ کو وعظ فرماتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ستون جو کھجور کے درخت کا تھا۔ آپ کے مصلیٰ کے قریب تھا اس سے اپنی پشت مبارک لگا کر کھڑے ہو کر وعظ فرماتے۔ ایک دن میرے آقا اسی کھجور کے تنے کا سہارا لئے خطبہ دے رہے تھے کہ میرے آقا کا ایک صحابی حضرت تمیم داری انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی آقا ایک عرض ہے۔ فرمایا: بولو، عرض کی میرا ارادہ ہے کہ میں ایک لکڑی کا منبر بنوا کر مسجد میں لے آؤں تاکہ آپ اس پر بیٹھ کر خطبہ وعظ تقریر فرمایا کریں۔ آپ کا کیا حکم ہے؟

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت تمیم داری کی اس بات کو بڑا پسند فرمایا۔ اور اسے منبر بنانے کی اجازت دے دی، حضرت تمیم داری ایک بڑا پیارا، بڑا قیمتی، بڑا نفیس منبر بنوا کر مسجدِ نبوی میں لے آئے۔ اس منبر کے تین درجے تھے۔

(شرح حدائقِ بخشش جلد نمبر ۸ ص ۱۱ تا ص ۱۲)

میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے اوپر والے درجے پر بیٹھ کر وعظ فرمایا کرتے تھے سرکار کے وصالِ پاک کے بعد جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین بنے خلیفہ بنے تو آپ اسی منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے لیکن منبر کے دوسرے درجے پر بیٹھتے۔ دوسرے پائے پر خطاب فرماتے، جب سیدنا صدیق اکبر کا وصال ہو گیا۔ آپ کے بعد سیدنا فاروقِ اعظم امیر بنے تو آپ جب خطبہ دینے کے لئے منبر پر بیٹھتے تو سب سے نیچے والے زینے پر سب سے نیچے والے درجے پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت فرماتے، ساری زندگی تیسرے

زینے پر ہی بیٹھ کر خطاب فرمایا۔

سیدنا فاروق اعظم کے وصال کے بعد جب سیدنا عثمان غنی خلیفہ بنے۔ امیر المؤمنین بنے۔ جمعہ کا دن آیا تو آپ سب سے پہلے والے زینے پر سب سے پہلے والے درجے پر بیٹھ کر وعظ فرمانے لگے۔ جس زینے پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ جب جمعہ کی نماز ختم ہو گئی تو چند صحابہ کرام نے سیدنا عثمان غنی سے پوچھا اے امیر المؤمنین آپ نے سب سے پہلے زینے پر بیٹھ کر وعظ فرمایا ہے تقریر کی ہے۔

حالانکہ سیدنا صدیق اکبر اس زینے پر نہیں بیٹھے۔ حضرت فاروق اعظم نہیں بیٹھے۔ آپ کیوں بیٹھے ہیں حضرت عثمان نے جواب دیا کہ اے دوستو! میں دوسرے زینے پر بیٹھ کر وعظ کرتا تو لوگ گمان کرتے کہ میں صدیق اکبر کے برابر ہوں، ہم مثل ہوں۔

میں یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ صدیق کی ہم مثل بنوں۔ اگر تیسرے زینے پر بیٹھتا تو لوگ گمان کرتے، لوگ خیال کرتے کہ میں فاروق اعظم کا ہم مثل ہوں، فاروق اعظم کے برابر ہوں میں یہ بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ فاروق اعظم کا ہم مثل بنوں۔

میں سب سے اوپر والے زینے پر درجے پر اس لئے بیٹھا ہوں کہ یہاں برابری کا ہم مثل کا کوئی مسلمان کوئی مومن، کوئی سرکار کا غلام تصور بھی نہیں کر سکتا کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے آقا ہیں میں ان کا غلام ہوں، وہ سردار ہیں میں ان کا نوکر ہوں۔ وہ امام ہیں میں ان کا مقتدی ہوں، وہ اصل ہیں میں ان کا نائب ہوں۔ وہ رسول ہیں میں ان کا امتی ہوں، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، میں عثمان بن عفان ہوں

وہ کلمہ پڑھانے والے ہیں، میں اُن کا کلمہ پڑھنے والا ہوں۔

میرے دوستو غور کرو! یہ عثمان غنی کون ہیں؟ جنہوں نے کلمہ پڑھا تو کلمے والے کو دیکھا، جنہوں نے قرآن پڑھا تو قرآن والے کو دیکھا۔ اذان سنی تو اذان والے کو دیکھا۔ نماز پڑھی تو نماز والے کو دیکھا۔ وہ عثمان جن کو میرے نبی نے کئی مرتبہ جنّت کی خوش خبری دی۔ جن کو میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو بیٹیاں نکاح میں عطا فرمائیں، وہ عثمان جن کو میرے نبی نے جنّت میں اپنا ساتھی کہا۔ وہ عثمان کہتے ہیں کہ میں نبی کی مثل نہیں ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ صفحہ مثنوی کی حکایات صفحہ ۱۲۸ تا ۱۲۹)

وہ عثمان کہتا ہے کہ میں نبی کے برابر نہیں ہوں اور نہ ہی کوئی مومن اس بات کا تصور کر سکتا ہے۔

پتہ چلا کہ جو سرکار کی برابری کا سرکار کی ہم سری کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ گستاخ ہے۔ وہ بے ادب ہے۔ وہ صحابہ کرامؓ کے راستے سے ہٹا ہوا ہے۔ جو سرکار کو بے مثل مانتا ہے۔ لاثانی مانتا ہے۔ حقیقت میں وہی صحابہ کے عقیدے کا وارث ہے۔ محافظ ہے۔ سُنّی تمہیں مبارک ہو تیرا عقیدہ سرکار کے صحابہؓ سے ملتا ہے۔ انشاء اللہ تیرا بیڑا دنیا میں، قبر میں، حشر میں ہر جگہ پار ہے۔

اعلیٰ حضرت ویسے تو فرما نہیں گئے کہ

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے، امیر المومنین بنے۔ پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصلّٰی پاک کے وارث بنے۔ مولا علی ایک دن کوفے کی جامع مسجد میں نماز پڑھا کر تشریف فرما ہیں آپ کے مرید آپ کے غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، مولا علی کے ملفوظاتِ عالیہ سے اپنے دلوں کو منور کر رہے ہیں جب مولا علی ارشادات فرما کر خاموش ہوئے تو ایک غلام نے ایک مرید با صفا نے عرض کی حضور آپ نے سرکار کی بارگاہ میں بچپن سے لے کر جوانی تک دن گزارے ہیں، آپ نے پیارے مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دن کے وقت بھی دیکھا۔ رات کو بھی، سفر میں بھی دیکھا حضر میں بھی، مکّہ کی گلیوں میں بھی دیکھا۔ مدینے کے بازاروں میں بھی ہم نے تو دیکھا نہیں، ہم نے تو زیارت کی نہیں، آپ ہی فرمائیں کہ سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کیسے تھے۔ اللہ غنی!

مولا علی شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: دوستو! میں نے بچپن سے لے کر اب تک مختلف شہروں کی سیر کی ہے۔ لڑائیوں میں گیا ہوں حج کے موقعہ پر ہر قسم کا انسان دیکھا ہے۔ ہر قسم کا آدمی دیکھا ہے عربی دیکھے ہیں، عجمی دیکھے ہیں، لیکن

"لَم اَرَ قَبلَہٗ وَلَا بَعدَہٗ مِثلَہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم"

میں نے کملی والے کی مثل نہ حضور پاک کی زندگی پاک میں کسی کو دیکھا اور نہ سرکار کی وفات شریف کے بعد آج تک کسی کو نبی کی مثل دیکھا۔

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۸)

مولا علی فرماتے ہیں، میں نے سرکار کی مثل کسی کو نہیں دیکھا۔ جنہوں نے

دن رات جلوے دیکھے ہیں، وہ کہتے ہیں نبی کی مثل کوئی نہیں، لیکن یہ زکوٰۃ کا مال کھانے والی قوم، یہ مسجد کا فنڈ کھانے والے مولوی کہتے ہیں ہم نبی کی مثل ہیں کچھ شرم کر کس کس کی بات جھٹلائے گا۔

چھڈ کے دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم والا
دس کیہڑے پاسے جاویں گا
نور دے ہین ہزاراں شاہد
تے کس کس نوں جھٹلاویں گا

مولا علی کیا فرماتے ہیں؟ میں نے ساری زندگی سرکار کی مثل کوئی دیکھا ہی نہیں، یہی بات سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی کون ابو ہریرہؓ جنہوں نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے زیادہ حدیث پاک لوگوں کو سنائی۔ پانچ ہزار تین سو چوہتر روایات آپ سے مروی ہیں آپ سے لوگوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ

"مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ"

"میں نے ساری زندگی کوئی چیز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل نہیں دیکھی"

(ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف ص۵۱۸)

میرے دوستو! سیدنا ابو ہریرہؓ کے الفاظ کی طرف توجہ فرماؤ آپ فرماتے ہیں۔ "مَا رَأَيْتُ شَيْئًا"

میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا جو کائنات کے والی سے زیادہ حسین ہو،

اب چنیز عام ہے ہر اس شئے پر بولی جائے گی جو مخلوق ہے اور حسین بھی ہے۔ محدثین کرام فرماتے ہیں کہ اس چنیز میں چاند بھی آگیا، ستارے بھی آگئے۔ سورج بھی آگئے نوری بھی آگئے، خاکی بھی آگئے۔

مطلب کیا ہے کہ ساری کائنات میں چاند سے بڑھ کر، ستاروں سے سے بڑھ کر، آفتاب سے بڑھ کر، نوریوں سے بڑھ کر، خاکیوں سے بڑھ کر، اگر کوئی حسین وجمیل ذات ہے۔ اگر کوئی لاثانی شخصیت ہے تو وہ محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے، میاں سرکار کے حسن وجمال سرکار کی بے مثلیت پوچھنی ہے تو ان سے پوچھو جنہوں نے میرے آقا کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے سرکار کے جلوے دیکھے ہیں، جنہوں نے دیکھ لیا ہے بس وہ تو دیکھ کر یہی کہتے گئے کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا
نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
بلبل نے گل ان کو کہا
قمری نے سرو جاں فزا
حیرت نے جھنجلا کر کہا
یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

جب حج کا موسم آتا لوگ دور دور سے حج کرنے کے بعد مدینہ شریف سرکار کے مزار پر انوار کے دیدار کے لیئے آتے تو سیدنا ابو ہریرہ مدینہ شریف سے دور لوگوں کے راستوں پہ کھڑے ہو جاتے جو بھی حاجی

جو بھی زائر مدینہ شریف کی طرف جاتا تو آپ اُس کا راستہ روک لیتے اس کو سلام کرتے، سلام کرنے کے بعد پوچھتے بھائی جی آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی بھی اگر آنے والا زائر یا حاجی کہتا میں نے زیارت کی تھی، اس کو جانے دیتے جو کہتا میں نے زیارت نہیں کی اُس کو فرماتے بیٹھ جا مدینہ شریف بعد میں جانا سرکار کے مزار کا دیدار بعد میں کرنا پہلے سرکار کے حسن جمال، سرکار کے انوار و تجلیات کا ذکر سن لو تاکہ زیارت کرنے میں لطف دوبالا ہو جائے سبحان اللہ!

کیا بات ہے سیدنا ابو ہریرہ کے عشق کی محبت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی۔ میاں شمع کی قدر پوچھنی ہے تو پروانے سے پوچھ، باغ کی قدر پوچھنی ہے تو بلبل سے پوچھ۔ عطر و گلاب کی قدر پوچھنی ہے تو عطار سے جا کر پوچھ، سونے کی قدر پوچھنی ہے تو سنار سے پوچھ۔ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کی بات پوچھنی ہے تو کسی عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ۔ ان گستاخوں کو بے ادبوں کو سرکار کے مثل بننے والوں کو میرے آقا کے حسن و جمال کا کیا پتہ کیونکہ

جا کے پچھ عطاراں کولوں!
تے مشک عنبر دے حال
تے کی جانن ایہہ بھٹروائی شودے
تے چھولے ویچن والے!

سیدنا ابو ہریرہ کی بات سن کر زائر بیٹھ جاتے، حجاج کرام بیٹھ جاتے، ارے بیٹھتے کیوں نا۔ میرے آقا کا صحابی فرمائے اور سرکار کے غلام نہ بیٹھیں، جب بہت سے لوگ جمع ہو جاتے۔ سیدنا ابو ہریرہ ان کے سامنے

کھڑے ہو جاتے پھر وَالضُّحٰی کے چہرے والے وَاللَّیل کی زلفوں والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن و جمال کا تذکرہ چھیڑ دیتے۔ سرکار کے انوار و تجلیات جو جو سیدنا ابوہریرہ نے دیکھے تھے لوگوں کو سناتے لوگ سُن کر عش عش کر اُٹھتے۔

میاں آج میں اور آپ سیرت پڑھ کر کملی والے کے حُسن و جمال کا ذکر چھیڑتے ہیں پر ابوہریرہؓ تو وہ تھے جنہوں نے چار سال مسلسل کملی والے کے انوار و تجلیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

سیدنا ابوہریرہؓ سرکار کا تذکرہ کرتے کرتے سرکار کو یاد کر کے رو پڑتے پھر زائرین سے فرماتے۔ دوستو یاد رکھو تم اُس نبی کے مقدس مزار پر جا رہے ہو اس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر میرے ماں باپ صدقے۔

"مَا رَأَيْتُ مِثْلَهٗ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ"

"میں نے نہ سرکار کی ظاہری حیات میں آپ کی مثل کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد کسی کو آپ کا ثانی دیکھا" بس سرکار تو سرکار ہی تھے۔ سبحان اللہ

(طبقات ابن سعد جلد ۱ صکا۴۱، تہکار رلوبیت ص۵۸)

اُمّ المومنین سیدہ طیبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے حجرے میں تشریف فرما تھے سرکار کا ایک صحابی کملی والے کا ایک غلام کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ سرکار کمرے سے باہر تشریف لے آئے تاکہ صحابی کو مسئلہ بتا سکیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب سرکار باہر تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے کھڑی ہو گئی تاکہ میں بھی مسئلہ سُن لوں اور اس کا جواب بھی۔ سبحان اللہ! کیا پاکیزہ خیالات ہیں، کاش آج ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی

یہی جذبہ پیدا ہو جاتے تھے وہ بھی دین کے مسائل سن کر یا پڑھ کر یاد رکھا کریں۔ آمین! خیر تو حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں سرکار باہر تشریف لے آئے اس صحابی نے اب مسئلہ عرض کیا کہ

"یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تُدْرِکُنِی الصَّلٰوۃُ"

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نماز کے وقت بعض دفعہ اٹھتا ہوں۔"

"وَاَنَا جُنُبٌ" اور میں ناپاک ہوتا ہوں جنبی ہوتا ہوں غسل کی حاجت ہوتی ہے۔ "فَاَصُوْمُ" کیا میں اس وقت بغیر غسل کئے بغیر نہائے روزہ رکھ سکتا ہوں (بعض میں نماز کے لئے غسل کر لوں۔) فرمایا بالکل۔

"فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ"

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"وَاَنَا تُدْرِکُنِی الصَّلٰوۃُ"

بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ میں بھی جنبی ہوتا ہوں لیکن "فَاَصُوْمُ" میں بھی روزہ رکھ لیتا ہوں۔ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات سن کر صحابی مسکرا پڑا۔ کہنے لگا۔ سرکار آپ ہمیں اپنے ساتھ تو نہ ملائیں کیونکہ آپ حضور ہیں نبی ہیں، رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، ہم آپ کے غلام ہیں آپ کے امتی ہیں، آپ کا کلمہ گو ہیں۔ آقا کہاں آپ کہاں ہم۔ سرکار آپ آپ ہی ہیں۔

"فَقَالَ لَسْتَ مِثْلَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

(مسلم شریف جلد ۱ ص ۳۵۲، شرح صحیح مسلم جلد نمبر ۳ ص ۱۰۳)

صحابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ ہماری مثل

تو نہیں، ہمارے برابر تو نہیں۔

کہاں اللہ تعالیٰ کا ماہی، کہاں یہ تیرا سپاہی!

؎ میں تاں ڈیکھیاں جگ جہان اندر
تیرے جہیا تے روشن مبین کوئی نہیں
میرا دین وی توں ایں تے ایمان وی توں
میرا ہور ایمان تے دین کوئی نہیں
آکھیں جے توں رب دا غیر ہاں میں
ایس گل دا مینوں یقین کوئی نہیں
سچ دساں دلوانیہ رب دی سونہہ
تکیا تیرے توں ودھ حسین کوئی نہیں

میرے دوستو، توجہ فرماؤ!

صحابیِ رسول کیا کہہ رہا ہے۔ آقا آپ ہماری مثل تو نہیں ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام نے سرکار کے غلاموں نے سیدنا صدیق اکبر نے سیدنا فاروقِ اعظم نے سیدنا عثمانِ غنی نے سیدنا مولا علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے

"اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" والی آیت نہیں پڑھی تھی؟ کیا وہ اس آیت کا مطلب اور مقصد نہیں جانتے تھے؟

اگر کہو کہ نہیں تو یہ غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ اگر کہو پڑھی تھی ضرور پڑھی اس کا مطلب بھی جانتے تھے۔ مقصد بھی جانتے تھے تو پھر ان کا عقیدہ تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ سرکار ہماری طرح بشر ہیں، ہماری طرح انسان ہیں۔ لیکن یہ عقیدہ نہیں، بلکہ وہ تو کہتے ہیں، سرکار کی مثل ہے ہی کوئی نہیں۔ سرکار کا ثانی کوئی نہیں

کملی والے جیسا کائنات میں آیا ہی کوئی نہیں کیوں؟

اس لئے کہ صحابہ کرام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا یہ وہ نبی ہے جس کی انگلی کا اشارہ اُٹھا تو سورج ڈوبا ہوا عصر پہ آگیا۔ چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آگیا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل پڑے۔ لعابِ پاک کی برکت سے کھاری کنواں میٹھا ہو گیا تو صحابہ کرامؓ بے ساختہ بول پڑے۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تیرا ثانی کوئی نہیں، تیرے جیسا کوئی نہیں، تیرے ورگا کوئی نہیں، تیری مثل کوئی نہیں، تیرے برابر کا کوئی نہیں، یہی بات ہم بھی کہتے ہیں، یہی بات جناب محمد علی ظہوری قصوری علیہ الرحمۃ لوگوں کو سناتے سناتے دنیا سے چلے گئے کہ

دنیا تے آیا کوئی تیری نہ مثال دا
لبھ کے لیاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا
تیریاں تے صفتاں دا کوئی وی حساب نہیں
توں تے کتھے تیریاں غلاماں دا جواب نہیں
حوراں تائیں روپ ونڈیں حبشی بلالؓ دا
لبھ کے لیاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا

(شہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

ایک دن سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں کسی گستاخ نے کسی بے ادب نے گستاخی کی، بے ادبی کی تو میرے آقا کو پتہ چلا سلطانِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے درباری نعت خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا۔ حسان نے عرض کی جی آقا: فرمایا میرے منبر پہ چڑھ اور میری شان میں نعت پڑھ تاکہ میرے گستاخوں کو میرے پیار کا پتہ

کہ میرے دشمنوں کو پتہ چل جائے کہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے، کیا شان ہے، کیا عظمت ہے؟ سبحان اللہ!

حضرت حسانؓ منبر ختم نبوت پر جلوہ افروز ہوئے، نعت پڑھنی شروع کر دی۔ قربان جاؤں اس محفل نعت پر میرے دوستو! آج ہر عاشق سرکار کے پیار میں سرکار کی محبت میں، سرکار کے عشق میں محفل نعت سجاتا ہے۔ انشاء اللہ! قیامت تک نعت کی محافل ہوتی رہیں گی پر کسی محفل نعت کی صدارت علاقے کا ناظم کرتا ہے۔ کسی محفل نعت کی صدارت علاقے کا ایم پی اے کرتا۔ کسی محفل نعت کی صدارت کوئی وزیر کرتا ہے۔ کسی محفل نعت کی صدارت کوئی سفیر کرتا ہے پر اس محفل نعت کی صدارت اللہ تعالیٰ کا پیارا حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کر رہا تھا حضرت حسان نعت پڑھتے رہے ہر لفظ بے مثال ہر مصرعہ باکمال، ہر شعر لاثانی حضرت حسانؓ نے نعت پڑھتے پڑھتے سرکار کے چہرۂ والضحیٰ کی طرف دیکھا اور چہرۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر عرض کیا کہ

واجمل منک لم ترقط عینی!
واکمل منک لم تلد النساء

یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آج تک میری آنکھوں نے تجھ سے زیادہ حسین، تجھ سے زیادہ پیارا، تجھ سے زیادہ سوہنا، تجھ سے زیادہ خوبصورت دیکھا ہی نہیں۔ اللہ اکبر!

دیکھا کیوں نہیں؟ عرض کرتے ہیں، آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس لئے کہ تجھ سے زیادہ آج تک کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

میرے آقا! میں مانتا ہوں، حضرت آدم حسین تھے، حضرت نوح جمیل

تھے حضرت ابراہیم پیارے تھے۔ حضرت یُوسف عَلیہ السّلام بڑے خوبصورت تھے حضرت مُوسیٰ بڑے سُوہنے تھے۔ حضرت عیسٰی حسین تھے آقا سارے نبی سُوہنے تھے۔ سارے رسُول حسین وجمیل تھے۔ پر مجھے تیرے پیدا کرنے والے کی قسم تجھ جیسا کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔ سُبحان اللہ!

کیوں نہیں جنا، کیوں نہیں پیدا فرمایا، حضرت حسّان اس کا جواب دیتے ہوئے سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ

خُلقتَ مُبرّءً امِن کُلِّ عَیبٍ
کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ

یا رسُول اللہ! صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم آپ ہر عیب سے ہر نقص سے پاک پیدا ہوئے ہیں، آقا میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ ساری کائنات کو ساری خدائی کو ساری مخلوق کو سارے انسانوں کو سارے رسُولوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے بنایا پر حبیب جب تیری خلقت کا وقت آیا۔ تیرے بننے کا وقت آیا۔ تیرے ظہور کا وقت آیا۔ تیرے آنے کا وقت ہوا تو تجھے تیری مرضی سے بنایا۔ سُبحان اللہ!

اے کملی والے آقا جیسے جیسے آپ کہتے گئے۔ اللہ تعالیٰ بناتا گیا پھر آپ لاثانی کیوں نہ ہوں۔ آپ بے مثل کیوں نہ ہوں حسین وجمیل کیوں نہ ہوں۔ پھر آپ میں کیا کمی ہوسکتی ہے؟ کیا عیب ہوسکتا ہے۔ کیا نقص ہو سکتا ہے۔ اسی بات کی طرف امام اہلسنّت، کُشتۂ عشقِ رسالت، الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے گئے کہ

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے!
کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے!
یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں
تیرا قد تو نادر دہر ہے
کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں
کہ چمن میں سرو چماں نہیں

میرے دوستو! حضرت حسان کے اشعار کی طرف غور فرمائیں! میرے آقا کا درباری نعت خوان کیا کہتا ہے۔ سوہنا تیرے جیسا حسین و جمیل آج تک دنیا میں کوئی نہیں آیا۔ آئے بھی کیسے کسی ماں نے جنا ہی نہیں، جنتی کیسے جب اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی بنایا ہی نہیں

صحابیؓ کہتا ہے سرکار آپ جیسا کسی ماں نے نہیں جنا۔ وہابی آج بول پڑا وہ بڑے بھائی۔ منہ دیکھ اس جوتھڑ کا نبی کا بھائی بنتا ہے۔ حضرت حسان نعت پڑھ رہے ہیں میرے آقا مسکرا رہے ہیں، گویا میرے نبی نے حضرت حسان کے اشعار سن کر اس بات پہ مہر لگا دی کہ واقعی میرا جیسا کوئی مائی کا لال دنیا میں آیا ہی نہیں۔

سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات شریف کے بعد ایک دن حضرت حسان بن ثابت مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں، چند زائرین سرکار کے روضہ انور کی زیارت کر کے حضرت حسان کی خدمت میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ ایک زائر نے ایک سرکار کے غلام نے حضرت حسان کی خدمت میں عرض کی حضور آپ سرکار کے نعت خوان تھے سرکار کی بارگاہ میں نعتیں پڑھتے تھے۔ ایک شعر میں آپ نے یہ کہا ہے کہ سرکار جیسا دنیا میں

کوئی حسین وجمیل آج تک نہیں. آپ نے سرکار کا حسن وجمال دیکھا تھا۔ فرمایا، بالکل عرض کی، حضور سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے حسین وجمیل تھے۔ حضرت حسان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے. فرمایا، دوست تو کیا بتاؤں؟ اگر پوچھنا ہی چاہتے ہو تو سنو!

میں کئی بار ارادہ کرتا کہ آج جاؤں گا. سرکار مسجد نبوی شریف میں جلوہ نگن ہوں گے میں جی بھر کے دید کروں گا. لیکن جب میں سرکار کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوتا تو پھر ہوتا کیا۔

"لَمَّا نَظَرْتُ اِلٰی اَنْوَارِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

فرماتے ہیں میں جب بھی سرکار کے انوار کی طرف نظر کرتا.

"وَضَعْتُ کَفِّیْ عَلٰی عَیْنِیْ"

تو اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتا کیوں؟ اس لئے کہ

"خَوْفًا مِّنْ ذِہَابِ بَصَرِہٖ"

اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں سرکار کے انوار و تجلیات دیکھنے سے میری آنکھوں کا نور نہ چلا جائے۔

(جواہر البحار جلد نمبر۲ ص۲۴۷، نورانی مواعظ اول ص۱۸۶)

قطب زمانہ حضرت سیدنا مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمتہ روکر عرض کرتے ہیں کہ

؎ حجرے توں مسجد آؤ ڈھولن!
نوری جھات دے کارن سارے سکن

؎ دو جگ اکھیاں راہ دا فرش کراں
سب انس و ملک حوراں پریاں!

سیدنا مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ سرکار کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں، اے صدیق و عمر کو دیدار کرانے والے آقا اے عثمان و علی کو زیارت کرانے والے محبوب ذرا حجرۂ پاک سے باہر نکل کر تشریف تو لائیے سارے انسان سارے فرشتے، ساری حوریں پریاں نہیں نہیں ساری کائنات تیرے دید کے لئے اپنی آنکھیں بچھا کر بیٹھی ہے۔ اللہ اکبر! پھر دل کو تسلی دیتے ہوئے اپنے آپ کو کہتے ہیں کہ

؎ مہر علی کیوں پھرے اداسی،
اج گل سوہنا آ گل لا سی
ہوسن خوشیاں تے غم جاسی
ملساں لمیاں کر کر باہواں نال
دل لگڑا بے پرواہاں نال
جتھے دم مارن دی نہیں مجال

سبحان اللہ!

میرے دوستو! حضرت حسان صحابی رسول ہیں۔ کہا کیا ہے؟ کہ آقا تیرے جیسا کوئی نہیں یہ صرف حضرت حسان کا عقیدہ نہیں تھا۔ بلکہ کتابیں اٹھا کر دیکھو ہر صحابی کا یہی عقیدہ تھا۔ ہر کلی والے کے غلام کا یہی عقیدہ تھا کہ سرکار بے مثل ہیں، بے مثال ہیں، ہم میں سے کوئی بھی سرکار کی مثل نہیں، امام الانبیاء، حبیب کبریا، سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ

"نَهٰی عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْاَضَاحِیِّ"

سرکار آپ یہ بتائیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کون کون سے
جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے کہ حضرت براء نے یہ بات سن کر فرمایا کہ
ایک دن سرکار ہمارے درمیان کھڑے تھے اور فرمارہے تھے کہ چار قسم
کے جانوروں کی قربانی نہیں کرنی چاہیئے۔ ایک وہ جانور جس کی ایک آنکھ ہو،
اور ایک نہ ہو یعنی کانا۔ دوسرا وہ جانور جو سخت بیمار ہو۔ تیسرا وہ جانور جو بہت
ہی کمزور اور لاغر ہو۔ چوتھا وہ جانور جو لنگڑا ہو اس کا لنگڑا پن ظاہر ہو،
حضرت براء فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ کو پکڑ کر
اپنی انگلیوں سے گن کر فرمایا۔ پھر فرماتے ہیں کہ

"وَیَدِیْ اَقْصَرُ عَنْ یَدِہٖ"

(ابن ماجہ شریف ص۲۲۷، مترجم جلد۲ ص۲۶۸)

میرا ہاتھ سرکار سے بہت چھوٹا ہے کہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے ہاتھ کہاں میرے ہاتھ سرکار کے ہاتھوں کی مثل نہیں میری انگلیاں سرکار
کی انگلیوں جیسی نہیں۔ بھلا ہو بھی کیسے سکتی ہیں جن کو خالق کائنات نے فرمایا
یَدُ اللّٰہ، سوہنا یہ تیرے ہاتھ نہیں یہ تو میرے ہاتھ ہیں یہ تیری انگلیاں
نہیں میری انگلیاں ہیں۔ اعلیٰحضرت سرکار کی مقدس انگلیوں کی شان بیان
کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

؎ انگلیاں ہیں فیض پر!
ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر!

ندیاں پنجاب رحمت کی
ہیں جاری واہ واہ
آفتاب کے ٹکڑے ہوتے ہیں
سورج بھی اُلٹا پھرتا ہے
جس وقت مدینے والے کی
انگلی کے اشارے ہوتے ہیں

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی تھے حضرت خباب بن ارت۔ اُن کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک بکری تھی، وہ بکری کبھی دُودھ دیتی کبھی نہ دیتی۔ ایک دِن حضرت خباب کی بیوی نے اپنی بیٹی سے فرمایا: بیٹی عرض کی، جی اماں، فرمایا: بیٹی یہ بکری کھاتی پیتی بھی ٹھیک ٹھاک ہے لیکن دُودھ دیتے وقت بڑی تنگ کرتی ہے۔ اِسے کرو اِسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں لے جاؤ وہ دیکھیں گے ہاتھ وغیرہ پھیریں گے۔ اِنشاءاللہ تعالیٰ، اللہ کرم فرمائے گا۔

حضرت خباب کی بیٹی فرماتی ہیں کہ میں وہ بکری لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، ساری بات بتائی تو سرکار نے اس بکری کے پیر ایک رسّی سے باندھ دیئے۔ پھر اس کو دوھنا شروع کر دیا۔ اُس کا دُودھ نکالنا شروع کر دیا۔ حضرت خباب کی بیٹی فرماتی ہیں کہ اُس بکری نے اتنا دُودھ دیا کہ میرے آقا کے ہاتھ والا برتن دُودھ سے بھر گیا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: بیٹی کوئی بڑا برتن لاؤ تاکہ اس میں بکری کا دُودھ نکالا جائے۔ حضرت خباب کی بیٹی فرماتی ہیں، میں آٹا گوندنے والا بڑا ٹب جو عموماً شادیوں پر آٹا گوندنے کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ اُٹھا کر لے آئی۔ سرکار نے وہ بڑا ٹب نیچے

رکھ دیا اور بکری دوہنا شروع کر دی۔ حتیٰ کہ وہ آٹے والا ٹب مگن دودھ سے بھر گیا۔ میں حیران کہ کمال ہے کہ پہلے یہی بکری تھی، دودھ دیتی نہیں تھی اور آج سرکار مدینہ کے ہاتھ لگے ہیں دودھ ختم نہیں ہوتا۔ دودھ ختم بھی کیسے ہوتا۔ سرکار نے جو کرم فرما دیا تھا۔

چنگیاں اُتے ہر کوئی راضی!
اوہناں کوئی نہ دور ہٹاوے
چنگی صورت والیاں تائیں
تے تک ہر کوئی سینے لاوے
مندیاں دے کوئی کول نہ بیٹھے
اتے نہ کوئی کول بٹھاوے
اعظم مرد خدا دا اوہو
تے جہڑا مندیاں نال نبھاوے

امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بیٹی یہ دودھ لے جاؤ خود بھی پیو اور پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔ پھر اپنی بکری لے جانا۔ حضرت خباب کی بیٹی سرکار کی صحابیہ نے سارا دودھ اٹھایا۔ گھر لے آئی۔ ماں نے پوچھا بیٹی، یہ دودھ کہاں سے لے آئی ہو حضرت خباب کی بیٹی نے کہا اماں یہ ہماری بکری کا دودھ ہے۔ ماں نے فرمایا۔ بیٹی اتنا دودھ عرض کی اماں کیوں نہ آتا۔ سرکار کائنات کے جو ہاتھ لگ چکے تھے۔

حضرت خباب کی بیٹی فرماتی ہیں کہ میں روزانہ وہ بکری سرکار کی خدمت میں لے جاتی۔ سرکار وہ بڑا آٹے والا ٹب مگن دودھ کا بھر کے مجھے دیتے۔ میں بکری بھی لے آتی، دودھ بھی خود بھی پیتے، لوگوں کو دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار کے

صَدقے ہم پر بڑا کرم کیا۔ اس بکری کی وجہ سے ہم اچھے بھلے مالدار ہو گئے ایک دِن میرے والد حضرت خباب باہر سے تشریف لائے اُنہوں نے اُس بکری کے پیر باندھے دُودھ نِکالا تو دُودھ تھوڑا سا نِکلا۔ جتنا پہلے کبھی کبھی ہماری بکری دیتی تھی۔ میری والدہ نے میرے والد کو ناراض ہو کر کہا۔ خباب تُو نے ہماری بکری خراب کر دی ہے۔ حضرت خباب نے فرمایا: کیسے؟ حضرت خباب کی بیوی نے کہا۔ پہلے یہی بکری یہ آٹا گوندنے والا ٹب لگن دُودھ کا بھر کے دیتی تھی لیکن آج تو بہت ہی تھوڑا بکری نے دُودھ دیا ہے۔

حضرت خباب نے فرمایا، اچھا یہ بتاؤ کہ پہلے یہ بکری دُوہتا کون تھا؟ اس کا دُودھ کون نکالا کرتا تھا۔ سُبحان اللہ! کیسا پیارا سوال ہے۔ حضرت خباب کی بیوی نے جواب دیا کہ پہلے اس بکری کو سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ، نورِ مجسّم، حبیبِ کبریا، احمدِ مختار، حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم دوہا کرتے تھے۔ حضرت خباب جلال میں آ گئے، غُصّے میں آ گئے۔

فرمایا، اے میری رفیقۂ حیات کچھ خیال کر، کچھ سوچ کیا تم نے مجھے تاجدارِ مدینہ، سِدرہ کے راہی، اللہ تعالیٰ کے ماہی، جناب محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ مِلا دیا۔ کہاں کملی والا، کہاں خباب، میرے آقا، خُدا عزّوجل کی عزّت و عظمت کی قسم۔ میرے سرکار تو بڑی برکت والے ہیں۔ اللہ غنی،

(خصائصِ کبریٰ جلد نمبر ۲، ص ۱۴۵ ص ۱۴۶)

سُبحان اللہ! سرکار کے ہیں صحابی، یہ عقیدہ کیا ہے۔ کہ "کہاں کملی والا اور کہاں میں۔"

یہ تو وہ ہیں جنہوں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا ہے اور جنہوں نے دیکھا نہیں، وُہ سرکار کے مثل بنے بیٹھے ہیں لیکن ہم تو کہتے ہیں کہ

بے مثال دی دلیاں مثال کیہڑی
اُودہے نال دا کون جہان اُتے
جہدے نال دے ورد وظائف ہوندے
عرش فرش زمین آسمان اُتے
باب حسن دا یار آخیر ہویا
لکھی گل ایہ پاک قرآن اُتے
حسن آپ دا ویکھ عمران شاہا
سوہنے ہو گئے سب قرآن اُتے

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے غلاموں کو ساتھ لے کر غزوہ حنین میں قبیلہ ہوازن جو کہ کافروں کا قبیلہ تھا اُس سے لڑنے کے لئے تشریف لے گئے تو مالک ابن عوف بھی اپنے قبیلے ہوازن کی قیادت کرتا ہوا میدانِ مقابلے میں آیا۔ لڑائی ہوئی لیکن خالقِ کائنات نے اپنے محبوب سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کے غلاموں کو فتح عطا فرمائی، قبیلہ ہوازن کے لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مالک ابن عوف بھی میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور طائف شہر میں جا کر چھپ گیا اُن سے پناہ لی۔ اِدھر سرکار کے غلاموں نے کافروں کے مشرکین کے مال پر اہل عیال پر قبضہ کر لیا تمام لوٹا ہوا سامان سرکار کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا کہ مالک بن عوف ہمارے ڈر سے بھاگ کر چھپ گیا ہے تو سرکارِ مدینہ نے اعلان فرما دیا کہ اگر مالک بن عوف مسلمان ہو جائے اور میرا کلمہ پڑھ لے تو میں اُسے معاف بھی کر دوں گا۔ اور اُس کا سارا لوٹا ہوا سامان اُس کے اہل و عیال جتنا بھی اُس کا مال ہو گا سب

واپس کر دوں گا۔ سُبحان اللہ!

قربان جاؤں رحمتِ کائنات کی رحمت پر۔

مالک بن عوف کو کسی نے جا کر سرکار کا فرمان سُنایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیرے بارے یہ فرمایا ہے۔ مالک بن عوف طائف سے چلا۔ سیدھا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی آقا اپنا ہاتھ آگے کیجئے۔ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ کا کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

حضرت مالک نے کلمہ پڑھا مسلمان ہو گئے۔ سرکار نے وعدے کے مطابق اُس کا سارا سامان واپس کر دیا۔ اس کے بچے اس کی بیوی اس کے خاندان کے لوگوں کو چھوڑ دیا۔ پھر مزید کرم کرتے ہوئے حضرت مالک کو اپنے خزانے میں سے سو اُونٹ بھی عطا فرما دئیے۔ حضرت مالک سرکار کا یہ کرم دیکھ کر مہربانی دیکھ کر خوشی سے رو پڑے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یوں عرض کیا کہ

مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمَا اَرٰی
فِی النَّاسِ کُلِّھِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٖ!

"میں نے سارے جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ کوئی دیکھا ہے نہ آج تک کوئی سُنا ہے۔"

اَدْنٰی وَاَعْطٰی لِلْجَزِیْلِ اِذَا اجْتُدِیْ
وَمَتٰی تَشَاءُ یُخْبِرُکَ عَمَّا فِیْ غَدٖ

آپ بڑے باوفا ہیں، جب بخشنے پر آئیں تو بڑا کرم کرتے ہیں، آنے والے

کے غلام اگر تو چاہے تو تجھے کی خبریں بھی سنا سکتے ہیں۔

(اسدالغابہ جلد نمبر ۸ ص ۴۲)

میرے دوستو! غور کرو، صحابیٔ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرما رہا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل ہیں اور ایسے بے مثل ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی کو بھی سرکار کی مثل نہیں سنا اور نہ دیکھا گیا ہے۔ لیکن آجکل کے بے ادب لوگ کیا کہتے ہیں۔ نہیں جی وہ تو ہماری طرح تھے وہ تو ہماری طرح چلتے پھرتے تھے۔

میرے دوستو! سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم انسانی لباس میں تشریف لائے۔ ٹھیک ہے پر حقیقت میں وہ ہماری طرح نہیں تھے کیوں کہ

ے دیکھن نوں اوسا ڈے ورگا!
پر کدوں اسیں اوس مل دے
پتھر لعل دے بھائیں وکدے
پھل کنڈیاں نال نہ تلدے
جیڑے راز حضور تے کھلے!
اوہ ہر اک تے نہیں کھلدے
اعظم اوہ عرشاں تے پھردا
تے اسیں گلیاں دے وچ رلدے

صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کیا کہتے ہیں، آقا تیرے جیسا انسان بھی کوئی نہیں، تیرے جیسا کریم بھی کوئی نہیں، سخی بھی کوئی نہیں، غنی بھی کوئی نہیں، دانا بھی کوئی نہیں۔ اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان، افضل

بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں۔

؎ کون دیتا ہے دینے کو مُنہ چاہیئے
دینے والا ہے سچّا ہمارا نبی
ہاتھ جس سمت اُٹھا آغنی کر دیا
موجِ بحرِ رسالت پہ لاکھوں سلام

تیسری بات حضرت مالک نے کون سی کہی کہ میرا نبی غیب بھی رکھتا ہے کل کی خبریں بھی دے سکتا ہے۔ سُبحَانَ اللہ!

میرے آقا سُن کر مُسکرا رہے ہیں، یہ نہیں فرماتے کہ مالک یہ کیا کہہ رہے ہو کہ میرے جیسا انسان بھی کوئی نہیں، میرے جیسا کریم غنی بھی کوئی نہیں، میں غیب بھی جانتا ہوں۔ توبہ کر یہ تو شرک ہے۔ تو ابھی مسلمان ہوا ہے اور پھر مشرکوں والی باتیں کر رہا ہے۔ توبہ کر آئندہ ایسی باتیں نہ کرنا۔ کیا میرے نبی نے اپنے صحابی کو یہ فرمایا؟

اگر فرمایا تو ثبوت دو اور اگر نہیں فرمایا۔ ہرگز نہیں فرمایا تو کملا نہ بن، عقل مند بن، وہابی کی بات نہ مان، صحابی کی بات مان۔ وہابیوں، دیوبندیوں جیسے نہ کہا کر کہ سرکار ہماری طرح تھے بلکہ صحابہ کرامؓ کی طرح تو بھی نعرے لگایا کر کہ کملی والیا تیرے جیہا تو کسی ماں نے جناں ہی نہیں، اللہ غنی!

صحابی کیا کہتے ہیں؟ آقا تیری مثل کوئی نہیں، دیوبندی کیا کہتے ہیں؟ سُنیئے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی "قصص الاکابر" ص۸۸ ص۸۹ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ خان کے ماموں جو کہ بہت سمجھدار اور نیک آدمیوں کی صحبت یافتہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ سُنا گیا ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہٗ کئی سال حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورتِ مبارکہ پر رہے

"یعنی جو شکل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہی شکل حاجی امداداللہ کی ہو گئی تھی۔"

کیا یہ بات صحیح ہے؟ تو مولوی اشرف علی دیوبندی نے فرمایا' ہاں' میں نے یہ روایت یہ بات ایک ثقہ ایک پکے آدمی سے سنی ہے۔ ان کے بارے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے غلط بیانی کی ہو یا مبالغہ آرائی سے کام لیا ہو کیونکہ وہ آدمی خوش عقیدہ بلکہ متعصب شخص ہے۔ ہمارے ہم عقیدہ ہیں اور علماء کی صحبت بہت پائی ہے۔ ان کے بارے یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ بدعتیوں (سنی بریلویوں کو دیوبندی بدعتی کہتے ہیں) کی طرح انہوں نے بلا تحقیق بات صرف شیخ کے ساتھ عقیدت ہونے کی وجہ سے مان لی ہو۔ اور بات فی نفسہ محالات میں سے ہے نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ مخلص راوی ہیں۔

میرے دوستو! ذرا توجہ فرماؤ! دیوبندی کتنی جرأت رکھتے ہیں کہ اپنے پیر کو حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہم شکل اور ہم صورت بتا رہے ہیں' توبہ توبہ' حالانکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے۔ بلکہ کائنات کے ہر عاشق کا ہر غلام رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار اپنے کمالات میں اپنے اوصاف میں جیسے بے مثل بے مثال ہیں اسی طرح اپنی صورت پاک میں بھی بے مثل بے مثال ہیں۔

لیکن مولوی اشرف تھانوی دیوبندی کیا لکھتے ہیں کہ جنہوں نے حضرت شیخ حاجی امداداللہ کو دیکھا گویا انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ (قصص الاکابر ص ۹۲)

حضرات گرامی! یہ عقیدہ ہے مخلص موحدوں کا یہ عقیدہ ہے۔ توحید کے ٹھیکیداروں کا۔ یہ عقیدہ ہے بناوٹی سنیوں کا۔ یہ عقیدہ ہے سنیوں حنفیوں

کو مشرک بنانے والوں کا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پیر کی شکل میں آگئے۔ جنہوں نے حاجی صاحب کو دیکھا۔ گویا انہوں نے حضور کو ہی دیکھا معاذ اللہ! یہ عقیدہ تو دیوبندیوں کا تھا۔ گستاخانِ رسالت مآب کا تھا۔ اب آیئے عقیدہ سنیئے سرکار کے غلاموں کا حضور کے دیوانوں کا غلامانِ مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محبانِ رسول کا۔

محبانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا عقیدہ:

حضرت علامہ امام قسطلانی شارح بخاری علامہ امام زرقانی حضرت علامہ ابن حجر مکی حضرت علامہ شیخ ابراہیم بیجوری حضرت علامہ امام مناوی حضرت علامہ احمد عبد الجواد حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی اپنی معتبر تصانیف میں فرماتے ہیں کہ

"اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ تَمَامِ الْاِیْمَانِ بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

جان لو یہ یقین کر لو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان اس وقت مکمل ہوگا۔ کامل ہوگا کب؟ فرمایا کہ

"اَلْاِیْمَانُ وَالتَّصْدِیْقُ"

جب ہر مسلمان اس بات کو دل وجان سے مان لے اور تصدیق کرے۔ کس بات کی تصدیق؟ فرمایا کہ

"بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ خَلْقَ بَدَنِہِ الشَّرِیْفِ عَلٰی وَجْہٍ"

بیشک خالق کائنات نے پیارے ربّ العالمین نے حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدن شریف کو اس شان سے پیدا فرمایا ہے کہ

"لَمْ يَظْهَرْ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ خَلْقُ آدَمِيٍّ مِثْلَهٗ"

نہ آپ سے پہلے کسی آدمی کو کسی انسان کو کسی نبی کو کسی رسول کو کسی بشر کو آپ کی مثل بنایا ہے اور نہ قیامت تک کسی کو بنائے گا سبحان اللہ!

(مواہب اللدنیہ جلد نمبر ۱ ص ۲۴۸، زرقانی شریف جلد ۴ ص ۷،
جواہر البحار جلد ۲ ص ۷۹، جمع الوسائل شرح شمائل جلد ۱ ص ۱۰،
شہکار ربوبیت ص ۳۷ ص ۳۹)

یہ ہے عقیدہ، یہ ہے دین، یہ ہے مذہب، یہ ہے مسلک، یہ ہے محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، شارح بخاری حضرت علامہ امام قسطلانی علیہ الرحمۃ اپنے آستانے پر تشریف فرما ہیں نا سرکار کی عزت وعظمت بیان ہو رہی ہے کہ میرے آقا جیسا اللہ تعالیٰ نے کسی کو بنایا ہی نہیں، کوئی پیدا ہوا ہی نہیں، سامعین نے کہا، سرکار وہ کیسے فرمایا:

"لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ"

وہ ایسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے یار کے حسن وجمال کو ہم پر ظاہر ہی نہیں کیا، کیوں؟ فرمایا:

"لَا طَاقَتْ اَعْيُنُنَا رُؤْيَتَهٗ"

اگر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پورا حسن وجمال کو ہم پر ظاہر ہو جاتا تو دنیا کی کوئی آنکھ ذات مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھ سکتی۔

(جمع الوسائل ص ۱۰، مواہب اللدنیہ اول ص ۱۹۴) اسی لئے تو ہم کہتے ہیں۔

اودھرے حسن دی بات کی پچھناں
اودھرے سوہنے گولے

ے اُوہدی صورت تے سُورتاں بنیاں
سُوہنا بولے یا نہ بولے !!
تُو تنقیصاں اُوس تے کرنا
تے جھڑا تیرے عیب نہ پھولے
بُھل کھڑدے نیں اُدوں دی نیازی
تے سُوہنا جدوں زبان نہ کھولے

علامہ قسطلانی کیا فرماتے ہیں، سرکار کا حُسن ہم پر ظاہر ہی نہیں ہوا۔ اگر ہو جاتا تو کوئی دیکھ ہی نہ سکتا۔

پتہ چلا سرکار کو کوئی نہیں دیکھ سکا کہ سرکار کی حقیقت کیا ہے سید التابعین، پیکرِ عشقِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے مریدوں میں تشریف فرما ہیں، تا سرکار کے پیار کی بات چل پڑی، سرکار کی محبت کی بات نکلی۔

حضرت اویس قرنی نے فرمایا: میرے حضور میرے حضور ہی ہیں، میرے آقا کو کون دیکھ سکتا ہے۔ مرید حیران، دست سوچ میں پڑ گئے کہ حضرت صاحب کیا فرماتے ہیں کہ حضور کو کون دیکھ سکتا ہے۔ ایک مرید نے کہا: سرکار آپ کیا فرما رہے ہیں، حضور کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

فرمایا: بالکل، عرض کی سرکار ہر وقت صحابہ میں رہتے تھے۔ اپنے غلاموں کے درمیان رہتے تھے وہ دن رات سرکار کے جلوے دیکھتے تھے۔ فرمایا، دیکھتے ضرور تھے پر دیکھ نہیں سکے۔ حضور کیا حسنین کریمین نے بھی نہیں دیکھا۔ فرمایا نہیں دیکھا۔ کیا حضرت علیؓ نے بھی نہیں دیکھا۔ فرمایا نہیں دیکھا۔ عرض کی حضرت عثمانؓ نے بھی نہیں دیکھا۔ فرمایا: نہیں دیکھا۔ عرض کی حضرت عمرؓ نے بھی نہیں

دیکھا۔ فرمایا: نہیں دیکھا۔ عرض کی حضرت صدیق اکبرؓ یارِ غار نے تو دیکھا۔ فرمایا: نہیں دیکھا۔ سارے صحابہؓ نے نہیں دیکھا۔ فرمایا: نہیں دیکھا۔ حضرت حیران، مُرید حیران، ساتھی حیران، لوگ حیران، حضور پھر دیکھا کس کو ہے؟ حضرت اویس قرنی مُسکرا پڑے۔

فرمایا: میرے دوستو! سارے مکہ والے سارے مدینے والے سارے صحابہؓ دیکھتے ضرور رہے ہیں پر حضور کو نہیں دیکھ سکے۔ سرکار پھر کس کو دیکھا ہے فرمایا میرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نُور بھرے سایے کو دیکھا ہے بس اور کچھ نہیں دیکھا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۳۳)

یہی بات مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ فرما گئے کہ

"اَکْثَرُ النَّاسِ عَرَفُوا اللّٰہَ"

بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو تو پہچان گئے۔

"وَمَا عَرَفُوا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

لیکن آمنہ کے لال کو صدیق کے یار کو عمر کے آقا کو، عثمان کے مولا کو فاطمہ کے بابے کو، حسنین کریمین کے نانے کو، علی کے وِیر کو، سُنیوں کے پیر کو نہ پہچان سکے کیوں؟ فرمایا: اس لیئے

"لِاَنَّ حِجَابَ الْبَشَرِیَّتِ غَطّٰی اَبْصَارَھُمْ"

کہ بشریّت کے پردوں نے حُسنِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھپا رکھا ہے۔ (جمع الوسائل شرح شمائل جلد نمبر ۱ ص ۱۵)

عارفوں کے بادشاہ سُلطان العارفین حضرت سخی سُلطان باہو علیہ الرحمۃ کتنی پیاری بات فرما گئے کہ

مکھ محبوب دا خانہ کعبہ!
تے جتھے عاشق سجدہ کردے ہُو!
دو زلفاں وِچ نیرِ مُصلیٰ
تے جتھے چاروں مذہب ملدے ہُو
مثلِ سکندر ڈھونڈن عاشق
اِک پل آرام نہ کردے ہُو!!
خضر نصیب انہاں دے حضرت باہو
اوگھٹ اوتھے جا بھردے ہُو!

ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں کہ دنیا اللہ تعالیٰ کو پہچان گئی، پر کملی والے کو کوئی نہیں پہچان سکا۔ لیکن دیوبندی کیا کہتے ہیں، نجدی غیر مقلد وہابی کیا کہتے ہیں، سرکار ہماری مثل ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ایک کتاب لکھی ہے۔ "اُصدق الرّؤیا" یعنی سب سے زیادہ سچی خوابیں۔ مولوی صاحب نے اپنے متعلق اپنے مریدوں کے چند خواب بھی اس میں لکھے ہیں، ذرا دل سنبھال کر سنیئے؛

مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون انڈیا میں ایک طالبعلم مُلاّ جیون پڑھتا تھا اس نے خواب دیکھا اور مولوی صاحب کو بتایا۔ مولوی صاحب نے اپنی کتاب میں وہ لکھا۔ مُلاّ جیون کہتا ہے میں نے تین خواب دیکھے اور تینوں خواب میں میں نے حضور کو آپ (یعنی اشرف علی تھانوی) کی شکل میں دیکھا اور پھر میں اور آدمیوں سے کہتا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔ (اصدق الرّؤیا جلد ۲ صـ۵، دیوبندی مذہب صـ۱۸۹، تعارف علماء دیوبند صـ۲۱۰)

میرے دوستو! توجہ فرماؤ، صحابہؓ کہتے ہیں، سرکار جیسا ہم نے نہیں دیکھا۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ کملی والے کو کوئی حقیقت میں دیکھ ہی نہیں سکا۔ لیکن غضب ہو گیا۔ مولوی اشرف علی دیوبندی خوشی سے لکھ رہا ہے کہ میرے مُرید نے مجھے خواب میں دیکھا کہ میری صورت ہو بہو نبی پاک جیسی ہے اور میری صورت بالکل نبی پاک جیسی ہے۔ (نعوذ باللہ)

حضرات محترم! بندہ مولانا اشرف علی صاحب سے اور ان کی ذریت سے یہ پوچھے کہ ان خوابوں کو لکھنے کی ضرورت کیا تھی۔ غالباً اس لئے کہ تھانوی صاحب در پردہ رسول اللہ تھے۔ معاذ اللہ!

اگر یہ بات نہیں تو پھر یہ خواب کیوں لکھے۔ میرے دوستو! یاد رکھو یہ کلمات بے حد درجے بے ادبی کے ہیں۔ ارے میاں کہاں کملی والا، کہاں مولوی اشرف علی، کہاں سدرہ کا راہی، کہاں تھانہ بھون کا مولوی، کہاں آمنہ کا لال، کہاں دیوبند کا دلال، کہاں میری سرکار، کہاں دیوبندیوں کا حکیم۔ وادی کشمیر کے شہزادے میاں محمد علیہ الرحمۃ نے کتنی پیاری بات فرمائی۔

اینہاں نجدیاں ملاں کولوں!
تے منگ پناہ وے فقیرا
اسے سچے دا مل کوڈی پاندے
تے جھوٹے دا ملے ہیرا

حضرات گرامی! جب سُنی ایسی بات پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو وہ تو عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ڈوب کر کہتے ہیں، توبہ توبہ لیکن جو دیوبندی حضرات اپنے مولویوں کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں وہ آگے سے جواب دیتے ہیں کہ دیکھو ناں جی حضرت جی اتنے بڑے عالم تھے وہ غلط تو نہیں کہہ سکتے۔ اللہ غنی، یہ تو وہی بات ہوئی۔ ایک دیہاتی کاروبار کے

سلسلے میں ملک سے باہر چلا گیا۔ کافی عرصہ ہو گیا۔ اُس نے کوئی گھر میں خیر خبر نہ بھیجی، بیوی بڑی پریشان تھی، اَن پڑھ، اُس نے اپنے مولوی صاحب سے خط لکھوایا کہ حضرت جی! میرا خاوند کافی عرصے سے نہ آپ آیا ہے، نہ خط لکھا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اپنی طرف سے خط لکھ دیں کہ جلدی آ جائے، تیری بیوی بیوہ ہو گئی، رنڈی ہو گئی ہے، مولوی صاحب بھی ماشاء اللہ ان جیسے ہی تھے، خط لکھ دیا، جب خط اُس آدمی کو ملا تو اُس نے پڑھا، پڑھ کر رونا شروع کر دیا، جب رویا ناں تو اس کے دوست احباب سمجھے کہ کوئی گھر میں گڑبڑ ہو گئی ہے جبھی یہ رو رہا ہے۔ اُنہوں نے بھی اُس کے غم میں شریک ہونے کے لئے، رونا شروع کر دیا۔ ایک آدمی سمجھدار تھا، اُس نے جب سب کو روتا دیکھا تو پوچھا بھائی معاملہ کیا ہے۔ لوگوں نے اُس صاحب کے دوستوں نے کہا ہمیں تو پتہ نہیں، ہم تو اس کے غم کو ہلکا کرنے کے لئے اس کے غم میں شریک ہو کر رو رہے ہیں، اُس بھائی سے پوچھو، اُس بندے نے اُس آدمی سے پوچھا کہ بھائی جی آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آخر وجہ کیا ہے؟

اُس نے کہا کہ میرے گھر سے خط آیا ہے کہ میری بیوی بیوہ ہو گئی، رنڈی ہو گئی ہے۔ وہ پوچھنے والا ہنس پڑا۔ ہنس کر کہنے لگا۔ خدا کے بندے رونا بند کرو، تم تو زندہ ہو پھر تمہاری بیوی بیوہ کیسے ہو گئی۔ اس رونے والے نے پہلے سے بھی زیادہ رونا شروع کر دیا۔ رو رو کر شور مچا مچا کر کہنے لگا یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ میں زندہ ہوں پر یہ خط ہمارے مولوی صاحب نے لکھا ہے جو جھوٹ کبھی نہیں بولتے۔ اللہ اکبر!

حضرات محترم! یہی حال اُن کا اُن کو قرآن سناؤ تو کہیں گے نہیں جی! ہمارے مولوی صاحب کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں یہ ہے۔ انہیں قرآن

کی تفسیر بتاؤ کہیں گے۔ نہیں جی ہمارے مولوی صاحب نے بھی یہ تفسیر پڑھی ہوتی ہے۔ وہ کوئی غلط تھوڑے سے کہتے ہیں ان کے سامنے حدیث پاک پڑھو تو کہتے ہیں نہیں جی ہمارے مولوی صاحب کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے یہ کمزور ہے۔ یعنی قرآن و حدیث تفسیر کی بات نہیں مانی مولوی جی چاہیئے کچھ کہتے ہیں۔ وہی مانی ہے۔ پتہ چلا ان کا ایمان قرآن و حدیث پر نہیں مولوی پر ہے۔

لگ پچھے نفس امارہ دے
ایہہ دور نبی تو آ گئے نے
گل اینہاں ادھر منتی ایں!
جو ملاں جی فرما گئے نے

سرکار کی بے مثلیت پوچھنی ہے تو ان سے پوچھو جنہوں نے ایمان کی نگاہ سے عشق کی نگاہ سے پیار کی نگاہ سے سرکار کے جلوے دیکھے ہیں سرکار کے انوار و تجلیات دیکھے ہیں، قطب زماں غوث زماں حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی چشتی سیالوی علیہ الرحمتہ جب حج کر کے واپس گولڑہ شریف تشریف لائے تو لوگ آپ کی زیارت کے لئے آئے لیکن آپ ہیں کہ سرکار کے پیار میں زار و قطار رو رہے ہیں، دنیا آتی ہے۔ زیارت کر کے چلی جاتی ہے پر سید کے آنسو نہیں رکھتے۔ ایک ستر سال کا سفید داڑھی والا بابا یہ منظر دیکھ رہا ہے کہ حضرت زار و قطار رو رہے ہیں، بابے نے قدم چوم کر کہا۔ شاہ جی آپ روتے کیوں ہیں میں کافی دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے آنسو نہیں رکتے۔ پیر صاحب نے فرمایا: بابا جی میں کیوں نہ رؤں میں کعبہ دیکھ کر آیا ہوں، بابے نے کہا۔ شاہ جی کعبہ تو آپ ہر سال دیکھ کر آتے ہیں لیکن پہلے تو یہ حالت کبھی نہیں ہوئی۔ پیر مہر علی نے فرمایا: بابا جی پہلے کعبہ دیکھ

کے آتا تھا۔ اب کعبے کا کعبہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھ کر آیا ہوں۔ بابا بھی عاشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ محبت کی چوٹ لگ گئی۔ قدموں میں گر پڑا۔ کہا سرکار خواب میں دیکھا ہے یا جاگتے؟ فرمایا جاگتے ہوئے بابے کی آہ نکل گئی، رو کر کہا شاہ جی میں تو وظیفے کر کر کے، درود و سلام پڑھ پڑھ کے تھک گیا ہوں کہ آقا اگر جاگتے نہیں تو خواب میں ہی کرم فرمادو، دیدار کرا دو پر دیدار نہیں ہوا۔ کتنی خوش نصیب ہیں آپ کی آنکھیں، کتنے خوش بخت ہیں آپ کے دونین جنہوں نے جاگتے ہوئے سرکار کے جلوے دیکھے ہیں، بابے نے کہا شاہ جی، اگر اجازت ہو تو آپ کی ان آنکھوں کو نہ چوم لوں جنہوں نے سرکار کے جلوے دیکھے ہیں، چلو میں نہیں دیکھ سکا تو دیکھنے والی آنکھیں ہی چوم کر پیاس بجھالوں، بابا چومتا بھی جاتا ہے اور کہتا بھی جاتا ہے کہ

جنہاں اکھیاں نے دلبر ڈٹھا!
تے اساں او اکھیاں تک لیاں
تو ملیوں تے ساجن ملیا
تے تینوں آساں لگ پیاں.

بابے نے کہا: سرکار مبارک ہو، نبی پاک کی زیارت کی پھر پوچھا شاہ جی بتاؤ آپ نے جو حضور کو دیکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے کیسے؟ کیسی شکل پاک تھی کیسا چہرہ پاک تھا، کیسے لب مبارک تھے کیسے دستار مبارک تھی، کیسے ہاتھ پاک تھے؟

ہوتا آج کل کا کوئی گستاخ مولوی چندے صدقوں سے پلنے والا مولوی باچھیں کھول کر کہتا۔ میری طرح تھے جیسے میں ہوں، ویسے ہی تھے، کیونکہ اللہ جی نے فرمایا:

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

"اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ کہہ دیں کہ میں تمہاری طرح ہوں. جب قرآن میں آگیا، پھر تو پوچھنے کی کیا ضرورت ہے" اللہ اکبر! لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے جاہل لوگوں کو چکر دینے کے لئے اس آیت کریمہ کا بڑا سہارا لیا جاتا ہے. علامہ امام اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان پ۲۶ میں آیت "یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قَالَ الْوَاسِطِیْ" حضرت امام واسطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں. "اَخْبَرَ اللّٰہُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ" کہ خالق کائنات نے ہمیں اس آیت میں اس بات کی خبر دی ہے کیسی چیز کی؟ فرمایا کہ "اَنَّ الْبَشَرِیَّۃَ فِیْ نَبِیِّہٖ عَارِضِیَّۃٌ وَاِضَافِیَّۃٌ لَا حَقِیْقِیَّۃٌ" سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت مبارکہ عارضی اور اضافی ہے حقیقی نہیں.

(روح البیان پ۲۶ آیت نمبر ۹ ص۲۳۷ سورۃ فتح، روح البیان عربی جلد ۹ ص۱۲)

اس کی وجہ کیا ہے. فرماتے ہیں کہ. حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم "راسہ صورت است" خالق کائنات کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خالق کائنات نے تین صورتیں عطا فرمائیں ہیں. یکے "بشری اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" پہلی صورت بشری جس کا ذکر انما انا بشر مثلکم میں ہے. دوم صورت ملکی چنانچہ فرمودہ "لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ" دوسری صورت ملکی جس کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے. سرکار نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو میں رات اپنے رب عزوجل کے پاس گزارتا ہوں. سوم، صورت حقی "کَمَا قَالَ لِیْ مَعَ اللّٰہِ

وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ وَلَا مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ۔
تیسری صورت حق سرکار نے فرمایا: مجھ پر ایک وقت ایسا بھی ہوتا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہوں اور وہاں تک پہنچتا ہوں جہاں تک کسی نبی، کسی رسول، کسی فرشتے کی رسائی نہیں۔ سُبحان اللہ!

(تفسیر روح البیان پ ۱۶، سورۃ مریم ص ۱۰۲)

محدثین کرام، مفسرین کرام کیا فرماتے ہیں، سرکار کی بشریت عارضی ہے۔ لیکن یہ کہتے ہیں، نہیں جی وہ ہماری طرح تھے۔

میرے دوستو یاد رکھو، ہم مانتے ہیں سرکار بشر تھے لیکن ہم جیسے نہیں تھے۔ سرکار کی بشریت پاک تھی۔ ہماری فہم سے، ہماری عقل سے، ہماری سوچ سے بھی وراء الوراء تھی۔ حضرت علامہ امام شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ محفل نعت ہو رہی تھی، میں نے بھی اس محفل میں ایک نعت پڑھی جس میں یہ مصرعہ بھی میں نے پڑھا۔ کون سا کہ

؎ مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ!!
بَلْ ھُوَ یَاقُوْتٌ بَیْنَ الْحَجَرِ

"ہمارے پیارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بشر ہیں لیکن حضور کی مثل کوئی بشر نہیں، آپ تو پوری کائنات کے انسانوں میں ایسے ہیں، جیسے عام پتھروں میں یاقوت شان والا ہوتا ہے۔"

حضرت علامہ شاذلی فرماتے ہیں، محفل ختم ہو گئی، ساری دنیا گھر چلی گئی، میں بھی گھر آگیا۔ رات کو سویا تو میرے مقدر جاگ پڑے۔ میرے نصیب کا ستارہ چمک پڑا۔ مجھے خواب میں سرکار کا دیدار پُر انوار ہوا۔ سُبحان اللہ! میرے آقا نے فرمایا: شاذلی میں نے عرض کی جی میرے آقا! فرمایا:

آج جو تُو نے محفلِ نعت میں میری نعت پڑھی ہے ناں، اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے تجھ پر بڑا کرم کیا ہے۔ عرض کی، کیسے فرمایا: "قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَكَ" اللہ تعالیٰ نے میری نعت کے صدقے تمہیں بخش دیا ہے۔ "وَلِکُلِّ مَنْ قَالَھَا مَعَكَ" اور ہر اُس آدمی کو بھی بخش دیا ہے جنہوں نے محفلِ نعت میں تیرے ساتھ مِل کر میری نعت پڑھی ہے۔ سُبحَانَ اللّٰہ!

میرے دوستو! کہاں ثنا خواں نعت پڑھتے ہیں، لیکن میرے آقا مدینے میں اس کی نعت بھی سُنتے ہیں، پھر خواب میں آکر بخشش کی مغفرت کی خوشخبری بھی سُناتے ہیں۔ کاش کبھی سرکار فقیر عتیقی کو بھی آکر قدموں سے لگا کر فرمائیں، اے عتیقی تُو نے میری شان میں میری محبت میں جو تحریریں لکھی ہیں، جا اللہ تعالیٰ نے اس کے صدقے میری محبت کی خاطر تجھے بھی بخش دیا ہے اور ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں کو بھی بخش دیا ہے۔ کہہ دیں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ اِنشاء اللہ ضرور کہیں گے۔ بلا ریب کہیں گے کیوں کہ وہ کریم بھی ہیں، رحیم بھی، مہربان بھی ہیں، شفیق بھی۔

میرا دِل اے کہندا حوصلہ رکھ
آقا دی زیارت ہووے گی
پَر کی کریئے بے صبری دا
دِل وِچھوڑے جاندا جوڑ نہیں
میرا رُوپ وی نہیں، میرا رنگ وی نہیں
مینوں آقا مناون دا ڈھنگ وی نہیں

~ میرا عشق دی رُوح ورگا نہیں
میری جان وی ورگی ٹور دِی نہیں

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خواب میں فرمایا: یا شاذلی اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی بخش دیا اور جنہوں نے میری نعت پڑھی انہیں بھی بخش دیا ہے۔ حضرت شاذلی فرماتے ہیں سرکار کی بات سن کر میں بڑا خوش ہوا، اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا۔ پھر جب تک زندگی رہی یہ نعت پڑھتا رہا۔
(طبقات الکبری جلد ۲ ص ۶۹، روح البیان پ ۲۶ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹) حاشیہ

تو بات کہاں سے نکلی تھی کہ بابے نے کہا: سرکار آپ نے سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے تو بتایئے حضور تھے کیسے؟ سیدنا پیر مہر علی شاہ نے فرمایا: بابا تو اب پوچھ رہا ہے کہ کیسے تھے میں دیکھ کر سوچنے لگا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کی صورت بنائی کیسی ہے۔ جب میں نے دیکھا تو بس دیکھتا ہی رہ گیا کیونکہ

~ مُکھ چند بدر لاثانی اے؟
متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
اس صورت نوں میں جان آکھاں
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں

خواجہ خواجگان، فاتح قادیان حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی سرکار کو دیکھ کر عرض کرتے ہیں، آقا میں آپ کو اپنی جان نہ کہوں، پھر کہتے ہیں، نہیں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صرف میری جان نہیں بلکہ ساری کائنات کی

جان ہیں، پھر کہتے ہیں نہیں نہیں سرکار کا مقام، سرکار کی شان تو اس سے بھی اونچی ہے۔

؎ اس صورت نوں میں جان آکھاں!
جان آکھاں کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں
جس شان تو شاناں سب بنیاں

بابے نے کہا: سرکار کبھی جان کہتے ہو کبھی جانِ جہان کہتے ہو کبھی رب کی شان کہتے ہو ہمیں بھی تو بتاؤ ناں ہم کیا کہیں، قلندر گولڑہ نے فرمایا بس اور کچھ نہ کہو، سرکار کے قدموں میں سر رکھ کر قدم چوم کر یوں کہو کہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا اَجْمَلَكَ
مَا اَحْسَنَكَ مَا اَكْمَلَكَ
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
اے گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

بابے نے کہا حضور، تو تب ہوگا جب ہم مدنی ماہی کو دیکھیں گے۔ آپ بتائیں کہ سرکار کے نقش و نگار کیسے تھے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا، کہ بابا یہ نہ پوچھو، عرض کی حضور کیوں؟ فرمایا،

؎ کوئی مثل نہ جانی دی!
رب عزوجل خود قسم کھا دے!
اوہدی چڑھدی جوانی دی
کوئی مثل نہ ڈھولن دی!

؎ چُپ کر مہرعلی !!!
ایتھے جاہ نہیں بولن دی

سرکار کی بے مثلیت کو جاننا ہے تو ان سے پوچھو، جنہوں نے سرکار کے جلوے دیکھے ہیں، مہر علی شاہ کیلئے کہتے ہیں کہ سرکار کی مثل کوئی نہیں پر بریلوی کہتا ہے سرکار ہم جیسے ہیں،

دراصل ہم سُنی ہمارے بزرگ بھی سچے ہیں، یہ اپنی طرح کہنے والے بھی سچے ہیں، ہمارے بزرگ اس لئے سچے ہیں کہ اُنہوں نے سرکار کو دیکھا ہے اور ہمیں بتایا ہے۔ یہ اس لئے سچے ہیں کہ اُنہوں نے سرکار کے انوار و تجلیات کو دیکھا نہیں، دیکھو ناں جب تک مصر کی عورتوں نے مصر کی کرار ٹریوں نے، مصر کی رئیس زادیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں دیکھا تھا تو کیا کہتی تھیں۔

"وَامْرَءَةُ الْعَزِيْزِ عَشِقَتْ عَبْدَهَا الْكَنْعَانِيَّ"

کہ دیکھو نی کتنی شرم کی بات ہے، مصر کے وزیر اعظم کی بیوی زُلیخا اپنے کنعانی غلام پر نوکر پر بردے پر عاشق ہو گئی ہے۔ شہر کی رئیس زادیاں جب بھی کسی فنکشن پر کسی غمی خوشی پر جمع ہوتی تو اُن کا یہی موضوع ہوتا کہ دیکھو نی زلیخا کو اپنی عزت اپنے خاوند کی عزت کی کوئی پرواہ نہیں ہر وقت یوسف یوسف کے نعرے لگائی۔

حالانکہ وہ ایک زر خرید غلام ہی تو ہے۔ کئی نوکر پھرتے ہیں ہم نے تو کبھی نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ پتہ نہیں زُلیخا نے کیا نوکریں دیکھ لیا ہے۔ یہ باتیں جب پورے مصر میں پھیل گئیں تو زُلیخا کو بھی کسی نوکرانی نے بتایا کہ فلاں فلاں امیر زادیاں آپ کے بارے یہ کہتی ہیں، زلیخا نے غصہ نہیں کیا۔ بلکہ

مسکرا پڑی۔ فرمایا: وہ بھی سچی ہیں میں بھی سچی ہوں وہ اس لئے سچی ہیں کہ انہوں نے میرے یوسف کے حسن کے جلوے دیکھے نہیں میں اس لئے سچی ہوں کہ میں ہر وقت اس کے انوار و تجلیات دیکھتی رہتی ہوں پھر اپنی اس نوکرانی کو فرمایا کہ جا فلاں فلاں عورت جو مجھ پر الزام لگاتی پھرتی ہیں جن کی تعداد چالیس ہے ان کو میری طرف سے دعوت دے آ کہ آج زلیخا نے وزیر اعظم کی بیوی نے اپنے محل کے اندر تمہاری دعوت کی ہے۔ لونڈی بڑی حیران۔

عرض کی اے ملکۂ مصر وہ آپ کے گلے شکوے کر رہی ہیں اور آپ ہیں کہ ان کی دعوت کا پروگرام بنا رہی ہیں۔ حضرت زلیخا مسکرا پڑیں، فرمایا، گھبرا نہیں، ہم بھی ان سے بدلہ لے لیں گے۔ لونڈی نے کہا۔ دشمنوں سے بدلہ ایسے تو نہیں لیا جاتا۔ جیسے آپ لے رہی ہیں، دشمنوں کی دعوتیں کر کے حضرت زلیخا نے فرمایا، میں ان کو تلوار کی مار نہیں مارنا چاہتی، بلکہ دیدار یوسفی دکھا کر فراق کی مار مارنا چاہتی ہوں۔ لونڈی نے کہا وہ کیسے فرمایا: میں طعنے مارنے والیوں کو ایک مرتبہ اپنا یوسف دکھاؤں گی۔ پھر اپنا محبوب چھپا لوں گی تاکہ وہ یوسف کے عشق میں مر جائیں۔ لونڈی، نوکرانی ان رئیس زادیوں کو دعوت دینے چلی گئی۔ زلیخا نے گھر کو نوکروں سے سجانا شروع کر دیا۔ قیمتی محل میں دریاں بچھائی گئیں، سرخ یاقوت اور سونے چاندی کی کرسیاں لگائی گئیں پھر زلیخا خود بھی بن سنور کے ہر قسم کی زینت سے آراستہ ہو گئی۔ مہمانوں کے لئے دستر خوان بچھائے گئے ان پر طرح طرح کے کھانے چنے گئے۔ ہر قسم کا فروٹ سجا دیا گیا۔ فروٹ کو کاٹنے کے لئے تیز چھریاں بھی رکھ دی گئیں۔ خالق کائنات کا قرآن اس سارے واقعہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"فَلَمَّا سَمِعَتۡ بِمَكۡرِهِنَّ"

جب عزیز مصر کی بیوی نے اِن عورتوں کا مکر سُنا تو

"اَرْسَلَتْ اِلَیْهِنَّ"

ان کو اپنے گھر بُلا بھیجا۔

"وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً"

اور اُن کے لئے بیٹھنے کو مسندیں تیار کیں۔

"وَاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا"

اور ہر ایک مہمان کے لئے ایک ایک چھری بھی رکھ دی، تھوڑی دیر کے بعد وہ تمام عورتیں وہ تمام امیر زادیاں زلیخا کے محل میں آگئیں، زلیخا نے تمام مہمانوں کا استقبال کیا۔ پھر کھانا شروع کر دیا۔ کھانا کھانے کے دوران زلیخا نے ان عورتوں کو فرمایا: میں نے سُنا ہے تم آج کل میرے بارے پراپیگنڈہ کر رہی ہو کہ زلیخا ایک غلام پر ایک نوکر پر عاشق ہو گئی ہے۔ کیا یہ بات سچ ہے؟ اُنہوں نے کہا بالکل سچ ہے!

زلیخا یہ ہے بھی صحیح کہاں مصر کی شہزادی، کہاں مصر کا غلام، یہ باتیں تیرے لئے زیبا نہیں، زلیخا ناراض نہ ہونا یہ بات ہم نے دشمنی کی بناء پر نہیں بلکہ تیری بہتری کے لئے، تیری بھلائی کے لئے کی ہے کیونکہ یہ بات تیری شایانِ شان نہیں کہ تو وزیرِ اعظم کی بیوی ہو کر ایک نوکر سے عشق کرے۔

حضرت زلیخا سُنتی رہیں جب وہ خاموش ہو گئیں تو حضرت زلیخا نے مسکرا کر فرمایا، بہنوں واقعی تمہاری بات بڑی اچھی ہے، پر تم بھی سچی ہو، میں بھی سچی ہوں، عورتیں مصر کی کراڑیاں بڑی حیران کہ زلیخا کیا کہہ رہی ہو۔ فرمایا، صحیح کہہ رہی ہوں۔ تم نے میرا محبوب میرا مطلوب میرا یوسف دیکھا جو نہیں، اگر دیکھ لیتی تو کبھی طعنے نہ دیتی۔ کبھی یہ باتیں نہ کرتی۔ اگر کہو تو میں آج تمہیں اپنا یوسف دکھا ہی نہ دوں۔

رئیس زادیوں نے کہا۔ اگر یہ بات ہے تو ضرور دکھا۔

حضرت زلیخا نے فرمایا کہ اچھا آپ کھانا تو کھا چکی ہیں، یہ پھل یہ فروٹ کاٹ کر کھاؤ۔ میں اپنے یوسف کو بلا لاتی ہوں۔ اللہ اکبر!

زلیخا اندر کمرے میں آئی۔ خالق کائنات کا نبی کمرے میں بیٹھا یادِ الٰہی میں مصروف، زلیخا حضرت یوسف کے قدموں میں گر پڑی۔ حضرت یوسف نے فرمایا۔ زلیخا کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو۔ عرض کی، اے حسینوں کے سلطان، اے حسن و جمال کے پیکر، آج میری محبت ذلیل ہو رہی ہے۔ میرا عشق رسوا ہو رہا ہے۔ مصر کی کراڑیاں، مصر کی رئیس زادیاں تمہیں نوکر اور بردہ کہہ رہی ہیں۔ حضرت یوسف نے فرمایا تو کیا چاہتی ہے۔ تو زلیخا نے عرض کی کہ

؎ چل یوسف کر روشن خانہ\
تے خواہش ہوئے اج پوری\
اے طعنے مارن والیاں ظالم\
تے دیکھ لوون مکھ نوری\
چل یوسف کر روشن خانہ\
تے ہوون دور اندھیرے!\
وچ اڈیکاں راہی تکن\
تے شوق جنہاں نوں تیرے

اے یوسف یہ طعنے مارتی ہیں، ایک مرتبہ ان کے سامنے جا ان کو اپنا دیدار کرا دے تیرا بگڑے گا کچھ نہیں، میرا کام ہو جائے گا۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ قرآن میں یہی بات نقل فرماتا ہے جو زلیخا نے کہی تھی۔

"وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ"

پھر زلیخا نے کہا: اے یوسف ایک بار ان کے سامنے تو آ۔ سیدنا یوسف علیہ السلام نے چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ عرض کی مولا کریم اب تیرا کیا حکم ہے۔ خالقِ کائنات کی قدرت مسکرا پڑی فرمایا: سبحان آج زلیخا کی مان لے آج عورتوں کے سامنے چلا جا۔

حضرت یوسف نے عرض کی، مولا کریم پہلے منع کرتا تھا۔ اس کی بات نہ ماننا۔ آج اجازت دے رہا ہے؟ فرمایا: سبحان پہلے اور بات تھی، آج اور بات ہے۔ پہلے اپنے لئے بلاتی تھی، آج تیری عظمت کے لئے تیری شان دکھانے کے لئے بلا رہی ہے تو چلا جا۔ آج ہم مصر کی عورتوں کو تیرے حسن کی ایک جھلک دکھانا چاہتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے عام انسان میں اور نبوت میں کیا فرق ہے۔ سبحان اللہ!

حضرت یوسف نے فرمایا: اے زلیخا رو نہیں، میں تیرے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں، زلیخا سن کر مسکرا پڑی، شکریہ ادا کیا عرض کی بڑی مہربانی عرض کی حضور ذرا ٹھہر جاؤ۔ فرمایا: کیوں؟ عرض کی میں نے مانا ہے کہ بڑے حسین ہو بڑے سوہنے ہو بڑے پیارے ہو لیکن دل کرتا ہے۔ ذرا نیا جوڑا پہناؤں۔ کنگھی کراؤں گنڈل سنواروں، سرمہ ڈال لوں، نئے جوڑے پیروں میں پہنا لوں فرمایا: کیوں؟ عرض کی مصر کی کراڑیوں کے سامنے جانا ہے۔ مصر کی رئیس زادیوں نے تمہیں دیکھنا ہے۔ مت کوئی کراڑی تیرے اندر عیب نہ نکالے۔ اللہ غنی!

میرے دوستو! بلا تشبیہ و بلا مثال خالقِ کائنات نے اپنے محبوب کے نور کو اپنے نور سے بنایا۔ پھر جب دنیا میں بھیجنا تھا تو فرمایا: میرے محبوب ذرا ٹھہر جاؤ۔ عرض کی کیوں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام کو جانے دو۔ نوح علیہ السلام کو جانے دو۔ ابراہیم علیہ السلام کو جانے دو۔ اسماعیل علیہ السلام کو جانے دو۔

موسیٰ علیہ السلام کو جانے دو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو جانے دو۔ سارے نبیوں کو جانے دو۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ عرض کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: محبوب ذرا تیرا والضحیٰ چہرہ چمکاؤں۔ واللیل زلفوں کو سجاؤں، حیم کے کنڈل بناؤں۔ یٰسین کے دانت بناؤں۔ طٰہٰ کا چہرہ سجاؤں، مازاغ کا سرمہ لگاؤں، الم نشرح کا سینہ بناؤں، مزمل کی چادر پہناؤں، مدثر کا کمبل کراؤں، وجہ اللہ کا چہرہ پھباؤں۔ لولاک کی دستار پہناؤں۔ کملی والیا تجھے خوب بناؤں۔

یا اللہ! عزوجل، آخر کیوں؟ فرمایا: سبحان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے بعد تم نے جانا ہے۔ مت کوئی نجدی کوئی گستاخ، کوئی بے ادب تیرے اندر عیب نہ نکالے۔ سبحان اللہ!

تو عرض کیا کر رہا تھا۔ زلیخا نے کہا سوہنا ذرا ٹھہر جا۔ تجھے بناؤں سجاؤں۔ حضرت یوسف کو کرسی پر بٹھا کر زلیخا نے لباس بدلا۔ سب سے پہلے "وَالْبَسَتْهُ قَمِيْصًا" کرتا پہنایا۔ کیسا کرتہ۔ علامہ امام غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ "مُوَصَّعًا بِالدُّرِّ وَالْيَاقُوْتِ" کہ اس کرتے پر جگہ جگہ قیمتی لعل اور ہیرے لگے ہوئے تھے۔ پھر کمر میں ایک سونے کی پٹی باندھی پھر سر پر کنگھی کر کے زلفوں کو سنوار کے کاندھوں پر لٹکا دیا۔ "وَنَعْلَيْنِ مِنْ دُرٍّ" پھر قدموں میں موتیوں سے جڑی ہوئی جوتی پہنائی۔ "وَضَعَتْ عَلٰى رَاسِهٖ تَاجًا" پھر سچے موتیوں سے جڑا ہوا سر پر تاج پہنایا۔ وَاَحْسَنَ طَيِّبَةً پھر اعلیٰ قسم کی عمدہ خوشبو لگائی جب یوسف علیہ السلام تیار ہو گئے تو زلیخا نے پردہ اٹھایا۔ کیا دیکھا مصر کی کراڑیاں فروٹ کاٹ کر کھا رہی ہیں۔ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اشارہ کیا۔ باہر تشریف لے آؤ۔ جب حضرت یوسف باہر تشریف لائے تو ایسے لگا کہ جنت کے باغوں سے جنتی چاند

طلوع ہو گیا ہے۔ جب رئیس زادیوں نے دیکھا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔

؎ آ بحن چیتے پیارے یوسف
تے جس دم جھاتی پائی
گھر گھر چھری کٹاری لے کے
تے وڈیا عشق قصائی

پھر ہوا کیا؟ خالق کائنات اس کی رپورٹ اپنی لاریب کتاب میں پیش فرماتا ہے۔ "فَلَمَّا رَاَيْنَهٗ" جب مصر کی کراڑیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو "وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ" تو یوسف علیہ السلام کے حسن کی عظمت کی جمال کی قائل ہو گئیں اور حسن یوسف کو دیکھتے دیکھتے ہاتھوں کو کاٹ لیا۔ ہاتھ کٹتے رہے خون نکلتا رہا۔ لیکن دیدار یوسفی میں ایسی کھو گئیں، ایسی مست ہو گئیں کہ ہاتھ کٹنے کا پتہ ہی نہیں چلا۔ خون نکلنے کی تکلیف ہی محسوس نہیں ہوئی۔ جب رئیس زادیوں نے سیدنا یوسف علیہ السلام کا بے پردہ حسن و جمال دیکھا تو زبان حال سے پکار اٹھی کہ

"وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا"

خدا عزوجل کی قسم یہ بشر نہیں، یہ ہماری طرح انسان نہیں، یہ نوکر نہیں، یہ بردا نہیں، یہ غلام نہیں، یہ عام بندہ نہیں۔

"اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ"

یہ تو کوئی معزز نورانی فرشتہ ہے۔ جب حضرت زلیخا نے کراڑیوں کا طعنے مارنے والیوں کی یہ حالت دیکھی تو آپ نے ان کو فرمایا کہ

؎ طعنے مارن والیوں ظالم
تے دیکھ لووں مکھ نوری

ے ایہی محبوب میرا جس کھوئی ہے
تے میری عقل شعوری!
ایہہ اوہنا ہیں جس دے درد وں
تے دامن لیراں کیتے!
محویت دے بحر عمیقوں!
تے زہر پیالے پیتے

میرے دوستو! توجہ کرو!

جب تک رئیس زادیوں نے حسنِ یوسف علیہ السلام نہیں دیکھا تھا تو کیا کہتی تھیں، ہمارے جیسا ہے۔ جب حسنِ یوسف کو دیکھ لیا تو وہی طعنہ دینے والی اپنا آپ بھول کر حسنِ یوسف میں ایسی کھوئی کہ ہوش حواس بھی کھو بیٹھی، جب طعنے دے رہی تھیں حضرت زلیخا نے ان کو دلائل سے کہ حسنِ یوسف کا قائل نہیں کیا۔ کیونکہ یہ معاملہ دلائل سے آگے نکل گیا تھا۔ حضرت زلیخا ان کی حالت دیکھ کر سمجھ گئیں کہ ان کو دلائل دینے بیکار ہیں، اب یہ تب مانیں گی جب انہوں نے میرے یوسف علیہ السلام کو دیکھ لیا۔ جب دیکھا تو پھر غلام غلام کہنے والی بردہ بردہ، نوکر نوکر کا رٹ لگانے والی قسم کھا کر بشریت سے بھی منکر ہو گئیں۔

یہی حال ہے اُن لوگوں کا جن کو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیدار نصیب نہیں ہوا تو کہتے ہیں، نہیں جی وہ تو ہماری طرح ہیں، پر جن کی آنکھوں سے پردے ہٹ گئے ہیں جن کو دیدار ہو گیا ہے وہ تو یہی کہتے رہتے ہے کہ

ے جن کو دیدار اُن کا میسر ہوا
وہ رخِ والضحیٰ دیکھتے رہ گئے

ان کے انوار دل میں اترتے گئے
شانِ بدر الضحیٰ دیکھتے رہ گئے
سائلوں کو جو دل مرادیں ملیں
ان کی بخشش سے جب جھولیاں بھر گئیں
اس عطا پر انہیں ایسی حیرت ہوئی
مصطفیٰ کی عطا دیکھتے رہ گئے

میرے دوستو! جب حسنِ یوسف کا یہ عالم تھا کہ عورتوں نے ان کے دیدار میں مست ہو کر اپنی انگلیاں کاٹ لیں تو سوچو حسنِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا عالم ہوگا۔ یاد رکھو! یوسف علیہ السلام کا حسن، حسنِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے۔

کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ جب خالق کائنات نے اپنے نور سے یار کے نوری بدن شریف کو بنایا تو اس میں سے چند نور کے قطرے گرے خالق کائنات نے یار کی نوری تخلیق کے بعد ان نور کے قطرات کے دو حصے کئے ایک حصے سے ساری کائنات بنائی۔ سورج چاند ستارے سب نوری خاکی کو اسی حصے سے نور ملا۔ ایک حصہ جو بچ گیا وہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو ملا۔

تفسیر نعیمی پ ۱۲ ص ۳۵۹،

میاں جب صدقہ لینے والے کے حسن کا یہ عالم ہے تو حسن دینے والے کریم کے اپنے حسن کا کیا حال ہوگا۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت تاجدار بریلی، امام عاشقاں حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یوں ہی تو نہیں فرمایا ناں کہ

؎ حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پر مردانِ عرب

موازنہ تو دیکھو، مصر کی عورتیں ہیں، عرب کے مرد ہیں، اُدھر انگلیاں ہیں، اِدھر سر ہیں، اُدھر انگلیاں کٹ رہی ہیں، اِدھر سر خود کٹائے جا رہے ہیں، کٹنا بغیر اختیار کے ہوتا ہے۔ کٹانا اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ کٹ جانا کوئی بڑی بات نہیں، خود کٹوانا بڑا کمال ہے۔ جس طرح مصر کی کراڑیوں نے جب تک حسنِ یوسف نہیں دیکھا تھا تو نوکر نوکر کہتی تھیں۔ لیکن جب دیکھ لیا تو اچانک خیالات بدل گئے۔ دیکھنے سے سارے اندازے غلط ہو گئے۔

اِسی طرح جنہوں نے میری سرکار کو نہیں نہ دیکھا۔ وہ کہتے ہیں بس جی بشر ہی تو تھے۔ پر جنہوں نے ایک بار دیکھ لیا وہ بشر نہیں، بلکہ پکار اُٹھے کہ یہ تو نور کا پیکر ہے۔ یہ تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ پر دیکھنے سے پہلے نگاہ اچھی ہونے چاہیئے۔ نگاہ پیار والی ہو۔ نگاہ عشق والی ہو۔ نگاہِ مرتضوی ہو۔ نگاہ عثمانی ہو۔ نگاہِ فاروقی ہو۔ نگاہِ صدیقی ہو اگر نگاہِ ابوجہلی ہوتی۔ نگاہ ابولہبی ہوتی تو پھر سوائے بشریت کے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اگر نگاہ اُویسی ہوتی تو پھر سرکار ہی سرکار نظر آئیں گے۔

میرے دوستو! مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو فرشتہ پکار اٹھیں مگر حسینوں کے سلطان اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت علی نے دیکھا۔ حضرت عثمان نے دیکھا۔ حضرت عمر نے دیکھا۔ حضرت صدیق اکبر نے دیکھا۔ پھر ایک دن نہیں دیکھا ہر روز دیکھا۔ بار بار دیکھا۔ پورے سال دیکھا۔ غارِ ثور میں ہجرت کی رات دیکھا۔ سفر کے دوران دیکھا۔ میرے نبی کے سارے یاروں نے دیکھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے کسی عاشق نے کسی غلام نے کملی والے کو بشر نہیں کہا۔ آخر کیوں؟

میرے دوستو! علماء فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی صحابۂ کرام جانتے تھے کہ ہمارے آقا کی عزت و عظمت کا یہ حال ہے کہ فرشتوں کا سردار جبرئیل علیہ السلام بھی معراج کی رات کملی والے کے قدم چومتا رہا ہے۔ جب سردار قدم چومتا ہے تو عام فرشتے سرکار کی کتنی تعظیم کرتے ہوں گے۔

صحابہ کرامؓ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو بشریت سے ملکیت سے بھی بلند و بالا سمجھا اور خاموش رہے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ سرکار کی بے مثلیت پوچھنی ہے تو کملی والے کے غلاموں سے پوچھو۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کون، شاہ عبدالحق جن کو ہر روز تا زندگی سرکار کی جاگتے ہوئے زیارت نصیب ہوتی تھی۔ وہ کملی والے کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ سرکار سر سے لے کر پاؤں مبارک تک بالکل نور تھے۔ اگر کوئی آدمی غور سے آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی تھیں، آپ کا چہرۂ انور چاند سورج سے بھی زیادہ روشن تھا۔ اس کے باوجود آپ کا حسن خالقِ کائنات نے پردوں میں چھپایا ہوا تھا۔

شاہ صاحب آگے فرماتے ہیں کہ اگر نہ نقاب بشریت پوشیدہ بودے اگر سرکار نے بشریت کا لباس نہ پہنا ہوتا تو "ہیچ کس را مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نہ بودے"! (مدارج النبوت اول ص۱۳۷)

کسی انسان میں یہ طاقت نہ تھی کہ سرکار کے حسن و جمال کو دیکھتا سبحان اللہ! اسی لئے مولوی قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند کو بھی مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ

رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار

سوا خدا کے بھلا تجھ کو کیا کوئی جانے
تو شمس نور ہے شپر غطا اولوالابصار
کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نورِ خدا اور کہاں یہ دیدہ زار

(قصائد قاسمی ص ۴ ص ۵)

امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ کون امام ربانی؟ جنہوں نے اسلام کی خاطر ایمان کی خاطر کلمہ والے کے دین کی بقاء کی خاطر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیار کی خاطر اکبر بادشاہ سے ٹکر لی پھر جہانگیر بادشاہ سے ٹکرائے۔ جیلیں برداشت کیں قید کے مصائب جھیلے دکھ تکالیف سینے پر سہہ لئے۔ مگر اسلام کے جھنڈے کو سرنگوں نہیں ہونے دیا۔ سبحان اللہ!

امام ربانی کے مزار پر آج بھی جاؤ تاں ہر طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی رحمت نظر آتی ہے۔ شاعر مشرق قلندر لاہوری علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ ایک مرتبہ لاہور سے امام ربانی کے مزار کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے سرہند شریف آپ کے دربار پر حاضر ہوئے تھے۔ جب واپس لاہور پہنچے تو آپ کے احباب نے پوچھا حضور کہاں گئے تھے۔ فرمایا: امام ربانی کے مزار کی حاضری کے لئے لوگوں نے پوچھا۔ زیارت کر کے آئے فرمایا: ہاں عرض کی کیا منظر تھا تو علامہ اقبال نے جواب دیا کہ

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک جو ہے زیرِ فلک مطلع انوار

؎ اِس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اِس خاک میں پوشیدہ ہے وُہ صاحبِ اسرار

کون امام ربانی؟

کس شان کے مالک تھے؟ فرمایا کہ

؎ گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار!

یہی امام ربانی سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عظمت و شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجوباں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم را البشر گفتند۔ وُہ بدنصیب وُہ بدقسمت جن کی آنکھوں پر بدعقیدگی گمراہی کے پردے پڑے ہوئے ہیں وُہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو محض بشر کہتے ہیں، "و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند"

وُہ بدنصیب لوگ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دوسرے انسانوں کی طرح تصوّر کرتے ہیں، اِس نحوست اور بدعقیدگی کی وجہ سے وُہ کافر ہو گئے۔

"صاحب دولتاں کہ اُو را علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بعنوان رسالت ورحمت عالمیاں دانستند"

اور جن خوش نصیب لوگوں نے کملی والے کو رسالت اور رحمت کی جہت پر دیکھا۔

"واز سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند و از اہلِ نجات آمدند"

اور دُوسرے عام لوگوں سے ممتاز دیکھا وُہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور نجات پا گئے اُن کا بیڑا پار ہو گیا۔

(مکتوبات امام ربانی جلد نمبر ۳ ص ۱۴۳)

سُبحان اللہ! کیا ہی پیاری بات فرمائی کہ جنہوں نے سرکار کو اپنی مثل بشر دیکھا وہ محروم ہو گئے۔ جنہوں نے کملی والے آقا کو محبت کی پیار کی نگاہ سے دیکھا تو سرکار کے انوار نظر آئے ان کا بیڑا پار ہو گیا۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے یہی بات فرمائی کہ

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے حُسن و جمال کے پیکر اے ساری نسلِ انسانی کے سردار آپ کے نور بھرے چہرے سے چاند بھی نور کی بھیک مانگتا ہے اور حقیقت میں چاند کو آپ ہی کے نور سے روشنی ملی ہے۔ سُبحان اللہ!

پتہ چلا سرکار چاند جیسے نہیں بلکہ چاند بھی میرے آقا کے در کا بھکاری ہے بعض لوگ سرکار کو چاند سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ ناں۔ یہ صحیح نہیں کیونکہ

؎ چاند سے تشبیہہ دینا یہ بھی کیا انصاف ہے
اس کے منہ پر داغ ہے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ صاف ہے

؎ منیاں سورج دی گھٹ نہیں روشنی تھیں
پر رُخِ مصطفےٰ جتنی روشنائی نہیں
جو صفائی اس رُخ پُر نور وچ اے
اوہ وچ چند دے صفائی نہیں!

؎ جو ہے آپ دی زلف دی قدر ربّ عزّوجل نوں
شب قدر نے اوہ قدر پائی رکتھے
ہوئیاں مائیاں جہان تے آبر لکھاں
پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم دی مائی جیہی مائی رکتھے

ہاں تو شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا فرماتے ہیں آقا چاند بھی آپ کے ہی نور سے روشن ہے. آگے فرماتے ہیں.

؎ لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے میرے آقا آپ کی مدح اور ثناء کماحقہٗ بیان کرنا یہ کسی کے بس میں نہیں میں مختصر یہی کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بعد اس پوری کائنات میں اگر کوئی سب سے زیادہ عزت والا، شان والا، مقام والا ہے تو وہ صرف اور صرف آپ کی ذات پاک ہے۔ سبحان اللہ!

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے اسی بات کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

؎ تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیران ہوں میرے آقا میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا!
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

پتہ چلا محبانِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار بے مثل بھی ہیں، بے مثال بھی دنیا ساری حسین وجمیل ہے۔ مگر خالق کائنات کے یار جیسا کوئی حسین وجمیل نہ آیا ہے۔ نہ قیامت آسکتا ہے سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ

وَالسَّلام نے جب اعلانِ نبوّت فرمایا تو سارے مکّہ کے رئیس مال دار تاجر، سیٹھ، زمیندار، بڑے سردار سرکارِ مدینہ علیہ الصّلوٰۃ وَالسَّلام کے مخالف ہو گئے صرف مخالف ہی نہیں بلکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسَّلام کو دن رات اذیتیں تکلیفیں دیتے خاص کر ابُوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ، ابوسفیان اور دیگر کفارِ مکّہ ایک دن ایک ہرن کعبہ شریف کے ساتھ کچھ فاصلے پر جنگل میں چر رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا اس کے شکار کے لئے اُس کے پیچھے بھاگا۔ ہرن نے جب دیکھا تو وُہ بھی بھاگ پڑا ہرن آگے آگے بھیڑیا پیچھے پیچھے ہرن بھاگتا بھاگتا کعبہ شریف کے پاس پہنچ گیا۔ حرمِ کعبہ میں داخل ہو گیا۔ کعبہ شریف سے کچھ دور حرمِ کعبہ میں آکر جان بچانے کے لئے بیٹھ گیا۔ پیچھے سے بھیڑیا بھی آگیا جب وُہ بھی حرم کعبہ میں داخل ہُوا تو کعبہ شریف کے ادب اور عزّت کی خاطر وُہ بھی ہرن سے دُور بغیر شکار کئے بیٹھ گیا۔ سُبحانَ اللّٰہ !

کیا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مُقدّس گھر کا اتفاق سے ابُوسفیان بن حرب اور مخزمہ بن نوفل دونوں کعبہ شریف کے پاس بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب اُنہوں نے یہ منظر دیکھا تو بڑے حیران ہُوئے۔ یار کمال ہے۔ بھیڑیا کیسے ادب سے آکر بغیر شکار کئے بیٹھ گیا ہے۔ جب سفیان نے اور مخزمہ نے حیرانگی کا اظہار کیا تو بھیڑیا اللہ تعالیٰ کی قُدرت سے عربی زبان میں انسانوں کی طرح بولنے لگا۔

بھیڑیا کہنے لگا۔ اے ابُوسفیان، اے مخزمہ تُم میرے اس طرح آکر بیٹھنے سے حیرانگی کا اظہار کر رہے ہو حالانکہ مجھے حیرانگی تو تُمہارے حال پہ ہے۔ مجھے افسوس تو تُم پر ہے۔ میں تمہیں دیکھ کر حیران ہوں۔

ابوسفیان نے کہا، وُہ کیسے، بھیڑیئے نے کہا: امام الانبیاء حبیبِ کبریا

اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دن رات اسلام کی طرف بلاتے ہیں ایمان کی دعوت دیتے ہیں جہنم سے بچا کر جنت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں پر حیرت ہے تم پر افسوس ہے تمہارے حال پر کہ تم ابھی تک کافر کے کافر ہو، بے ایمان کے بے ایمان ہو، جہنمی کے جہنمی ہو۔ ابوسفیان نے کہا: اے بھیڑیئے کیا تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا ہے۔ فرمایا: بالکل کیا کیا جانتا ہے؟

بھیڑیئے نے کہا: اے ابوسفیان مجھے اس رب العزت کی قسم جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ آج تک نہ کسی آنکھ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مثل دیکھا ہے۔ نہ کسی کان نے ان جیسا حسین و جمیل سنا ہے۔

(نصرت الواعظین ص۲۱۰)

سبحان اللہ! بھیڑیا ہے۔ درندہ ہے۔ جنگلی جانور ہے سرکار کی بے مثلیت کا قائل ہے۔ لیکن افسوس جنگل کا بھیڑیا تو مان گیا پر شہر کا بھیڑیا نہیں مانتا۔ چار ٹانگوں والا جانور تسلیم کر گیا۔ پر یہ دو ٹانگوں والا جانور کہتا ہے۔ نہیں جی! نبی تو ہماری طرح تھے۔ تف ہے ایسے خیالات پر، ایسے عقیدے پر۔

میرے دوستو! فقیر نے اپنے ناقص علم کے مطابق سرکار کی بے مثلیت پر یہ چند ٹوٹے پھوٹے صفحات رنگین کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرما کر فقیر کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

اب آخر میں چند اعتراضات جو مخالفین کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں وہ لکھ کر جواب عرض کرتا ہوں توجہ فرمائیں۔

پہلا سوال یہ ہوتا ہے۔

پہلا سوال:-

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ"

"اے حبیب آپ فرمادیں کہ میں تم جیسا بشر ہوں"

اس آیت سے پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام ہماری طرح بشر ہیں، اگر نہیں تو آیت معاذاللہ! جھوٹی ہو گی۔ اگر بشر کہنا ناجائز ہے تو اللہ تعالیٰ پر کیا فتاویٰ لگاؤ گے۔

جواب:-

میرے دوستو! ہم دل و جان سے مانتے ہیں یہ قرآنِ مجید کی آیت کریمہ ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشر کہنے کا اختیار کس کو دیا ہے۔ ہر بندہ نبی کو بشر کہہ سکتا ہے۔ یا نبی ہی اپنے آپ کو بشر کہے سنو خالقِ کائنات فرماتا ہے۔ قُلْ اے میرے حبیب آپ کہہ دیں میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ

"قُوْلُوْٓا اِنَّمَا هُوَ بَشَرٌ مِّثْلُنَا"

کہ اے لوگو تم کہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم جیسے ہیں۔

پتہ چلا کہ اپنے آپ کو بشر صرف نبی کہہ سکتا ہے۔ وہ بھی صرف انکساری کے لئے۔ عاجزی کے لئے امت کو حق نہیں کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشر بشر کہتے پھریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ خطاب میرے نبی نے مسلمانوں کو نہیں فرمایا

کہ بشر مثلکم میں تمہاری طرح ہوں، بلکہ یہ خطاب تو میرے نبی نے کافروں سے فرمایا ہے۔ مسلمانوں سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو میری مثل ہو؟ کافروں سے فرمایا: میں تمہاری طرح ہوں۔ اب جو مومن ہے وہ نبی کو بے مثل مانے گا جو کافر ہے۔ بے ایمان ہے۔ مشرک ہے وہ سرکار کو اپنی طرح مانے گا۔ اب آپ ہی فیصلہ کرلیں کہ کس پارٹی میں شمار ہونا چاہتے ہو۔ مسلمانوں کی یا کافروں کی؟ بے ایمانوں کی یا ایمان داروں کی گستاخوں کی یا غلاموں کی؟ یہ آپ کی مرضی ہے۔

میاں جمہوریت ہے کوئی روک ٹوک جہاں دل چاہے چلے جاؤ تیری بات یہ ہے کہ بشر مثلکم فرمایا کہ میں تمہاری مثل ہوں، یہ نہیں فرمایا: کس وصف میں، میں تم جیسا ہوں۔ اب آپ سوچیں، سرکار ہماری مثل کیسے ہیں؟ کیا دنیا میں آنے میں مثل ہیں؟ نہیں بالکل نہیں، کیوں ہم روتے ہوئے آتے ہیں میرا نبی مسکراتا آیا۔ ہم دنیا میں آئیں تو بولنے کے قابل ہونے پر ابا اماں کرتے ہیں، لیکن میرے نبی نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کر کے امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی۔

ہم پیدا ہوں تو خون ہی خون ہوتا ہے۔ میرا نبی پیدا ہوا تو نور ہی نور ہوگیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امی جان فرماتی ہیں، میں نے اس نور کی برکت سے مکہ میں بیٹھے بیٹھے شام میں محلات دیکھ لئے۔
(مشکوٰۃ شریف ص)

ہم دنیا میں کلمہ پڑھنے آتے ہیں۔ میرا نبی ہمیں کلمہ پڑھانے آیا ہے۔ ہم دنیا میں آکر پڑھتے ہیں، میرا نبی اللہ تعالیٰ سے پڑھ کر آیا ہے۔ (قرآن پاک) ہم روز نہ کھائیں تو بری حالت ہو جاتی ہے پر میرا نبی چالیس چالیس دن تک کھانا

پیتا نہیں تھا۔ (حدیث پاک)

ہم حاجت کے لئے جائیں تو بدبو ہی بدبو پر میرا نبی حاجت کے لئے جائے تو خوشبو ہی خوشبو۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہمارے فضلات، پیشاب، پاخانہ خون ناپاک لیکن میرے کملی والے کا پیشاب، پاخانہ خون پاک۔

(فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر ا ص ۲۲۸، ذکر جمیل ص ۲۹۷، ص ۳۰۴،
نشر الطیب ص ۱۶۲)

ہم اشارہ کریں تو مکھی بھی نہیں مڑتی، نبی اشارہ کرے تو سورج اور چاند بھی پلٹ آتے ہیں، ہم چلیں تو زمین پناہ مانگتی ہے۔ نبی چلے تو زمین کے پتھر روئے، کنکر کملی والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مقامات کی قسمیں اٹھاتا ہے۔ ہم سوئیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نبی کے سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری شریف ص)

ہم صرف آگے سے دیکھتے ہیں لیکن نبی جیسے آگے دیکھتا ہے پیچھے بھی دیکھتا ہے بلکہ دل کے خشوع وخضوع کو دیکھتا ہے۔

(بخاری شریف ص)

ہم قریب سے سنتے ہیں پر میرا نبی روضے میں لیٹے لیٹے بھی محبت والوں کا درود وسلام خود سن رہا ہے۔

(شفاء شریف، دلائل الخیرات جلاء الافہام)

ہم چاہتے ہیں کاش اللہ پاک ہم سے راضی ہو جائے پر اللہ تعالیٰ یار کے ناز اٹھاتے ہوئے فرماتا ہے۔ محبوب میں تمہیں اتنا دوں گا۔ تو اپنے رب عزوجل سے راضی ہو جائے گا۔ (پ ۳۰ سورۃ والضحیٰ)

اسی طرح میں سرکار کے کمالات گنتا جاؤں تو دفتر ختم ہو جائیں، پر سرکار کے کمالات ختم نہ ہوں۔ عرض یہ ہے کہ سرکار ہم جیسے ہیں کیسے؟ نہ آنے میں نہ جانے میں نہ کھانے میں، نہ اٹھنے میں نہ بیٹھنے میں، نہ کمال میں نہ شان میں بتائیے؟ تو سنو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بھجناں تو کہہ دے میں تم جیسا ہوں کیا مطلب یعنی، جیسے تم محض اللہ تعالیٰ کے بندے ہو نہ خدا ہو نہ خدا کے بیٹے ہو نہ خدا کی صفات سے موصوف ہو۔ اسی طرح میں بھی عبداللہ ہوں، نہ اللہ ہوں نہ ابن اللہ ہوں بس اس بات میں میں تم جیسا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی اور صورت ہے تو کوئی بتائے؟

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے نبی کو بشر کہہ بھی، بقول تمہارے دیا ہے تو وہ کہہ سکتا ہے۔ مالک جو ہوا خالق قادر ستار غفار علی کل شیءٍ قدیر، جو ہوا وہ کہہ سکتا ہے۔ وہ بے پرواہ ہے تم کیوں کہتے ہو؟ ہاں اگر تم بھی خدا ہو یا اس کے برابر ہو تو کہتے رہو، ہم تمہیں منع تھوڑے سے کر رہے ہیں؟

دوسرا سوال :۔

دیکھو ناں جی! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ"

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مومن ہیں، لہذا وہ بھی ہمارے بھائی ہوئے پھر کیوں نہ بھائی کہیں۔

جواب :۔

میرے دوستو! نبی کے بھائی بننے والوں نے بڑی دلیل ڈھونڈی

ہے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر تو اللہ تعالیٰ بھی ہمارا بھائی ہوا۔ (نعوذ باللہ)
وہ خود قرآن مجید کے اٹھارویں پارے میں فرماتا ہے۔

"اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ"

کہ اللہ تعالیٰ مالک بھی ہے۔ قدوس بھی ہے، سلام بھی ہے، مومن بھی، دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ کسی کی عقل نہ لے نہیں تو یہی حال ہوگا جو ان گستاخان نبی کا ہے۔ بدنصیبوں کو یہ بھی پتہ نہیں کہ سرکار مومن نہیں بلکہ عین ایمان ہیں، ساری دنیا مومن لیکن سرکار عین ایمان۔

بولو بھئی بندہ مومن کب بنتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کو مان کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانے اگر سرکار کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مان کر کلمہ نہ پڑھا جائے تو انسان کبھی مومن نہیں ہو سکتا۔

پتہ چلا ساری دنیا مومن، میرے آقا عین ایمان۔

تیسرا سوال:

دیکھو ناں جی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ"

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر کرائی۔ اسی طرح ہم نماز میں پڑھتے ہیں "عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ"
اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور تھے تو اللہ میاں نے عبد کیوں فرمایا۔

جواب:

میرے دوستو! ہمارا عقیدہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ

کے عبدِ خاص بھی ہیں، لیکن یہ کہنا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو عبد کیوں فرمایا؟

یہ جہالت کی باتیں ہیں، کیونکہ عبد اور نور یہ دو متضاد چیزیں نہیں کہ جو عبد ہو وہ نور نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے نوری ہیں تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ فرشتے نور ہیں لیکن آیئے اللہ تعالیٰ کا قرآن پڑھیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیتِ کریمہ سننے سے پہلے یہ سن لیں کہ اس آیتِ کریمہ کا مطلب کیا ہے۔ عرب شریف کے اندر ایک قبیلہ رہتا تھا۔ بنی خزاعہ یہ قبیلہ فرشتوں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں مان کر پوجا کرتے تھے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایمان کی دعوت دی تو انہوں نے کہا ہم تو فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس بیٹیاں ہیں تو خالقِ کائنات نے ان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ

"وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا"

مشرکینِ مکہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بنا لیا ہے۔ اپنے لئے بیٹا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَهٗ۔ سبحان اللہ!

اللہ تعالیٰ تو ان چیزوں سے پاک ہے۔

"بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ"

بلکہ وہ فرشتے تو اس کے معزز بندے ہیں۔

(تفسیر نور العرفان ص۵۱۶)

میرے دوستو! خیال کرو فرشتے نوری ہیں پر خالقِ کائنات فرماتا ہے وہ میرے بندے ہیں تو کیا فرشتوں کو عبد کہنے کی وجہ سے وہ نور نہیں رہیں گے۔

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ"

میں خالقِ کائنات نے اپنے یار کی معراج کا تذکرہ کرتے۔ آپ کو عبد فرمایا۔ یہ اس لئے نہیں فرمایا کہ حضور نور نہیں تھے بلکہ اس لئے فرمایا تاکہ معراج کے منکروں کو یہ موقع نہ ملے کہ سرکار نے صرف معراج روحانی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بِعَبْدِہٖ فرما کر واضح کر دیا۔ یار کو معراج روحانی نہیں بلکہ جسمانی ہوئی ہے۔ کیونکہ عَبْد کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جو روح بھی ہو جسم بھی ہو اور نماز میں جو عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھا جاتا ہے۔ یہ بھی معراج کی باتوں کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالقِ کائنات کے درمیان ہوئی تھیں۔

چوتھا سوال:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا:

"اَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ"

اپنے بھائی کا احترام کرو۔ جس سے معلوم ہوا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم چھوٹے بھائی۔

جواب:

میرے دوستو! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں ہمارے مولا ہمارے سردار خالقِ کائنات فرماتا ہے۔

"فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ"

اے میرے حبیب مجھے تیرے رب کی قسم کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے تمام معاملات تجھے اپنا حاکم نہ تسلیم کر لے۔

سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا،

"اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" (مشکوٰۃ شریف)

اے خالقِ کائنات تو گواہ ہو جا جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔

سرکار ہمارے سردار ہیں، اب اگر سردار، مالک آقا اپنے غلاموں سے اپنے نوکروں سے بطور تواضع یہ کہہ دے کہ میں تمہارا بھائی ہوں تو رعایا کو غلاموں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بھی بادشاہ کو اپنے آقا کو خادم کر کے پکارنا شروع کر دیں اگر غلام ایسے پکاریں گے تو بے ادب کہلائیں گے۔ بدتمیز کہلائیں گے اور سزا کے مستحق ہوں گے تو سرکار کا یہ فرمانا یہ تواضع کے لئے تھا۔ غلاموں کو حق نہیں پہنچتا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا بھائی کہیں کیونکہ یہ بے ادبی ہے۔ اور یہی دُنیا کا قانون بھی دستور بھی۔

دیکھو دیوبندیوں کے مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے بارے یوں کہتے ہیں، کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا جو خود ہی کو سب سے ذلیل اور بدتر سمجھتا ہے۔

(افاضات الیومیہ حصہ ۳ ص ۳۳۷، دیوبندی مذہب ص ۱۶۷)

اب اس عبارت کو سامنے رکھ کر کوئی بندہ تھانوی صاحب کو کہے کہ تھانوی صاحب تو بڑے ذلیل بندے تھے۔ بڑے بدتر انسان تھے۔ کیا تھانوی صاحب کا ماننے والا یہ لفظ برداشت کرے گا؟

نہیں بالکل نہیں، بلکہ وہ سن کے ناراضگی کا اظہار کرے گا۔ اگر زیادہ شیدائی ہوا تو گلے پڑ جائے گا۔ مرنے مارنے پر تل جائے گا۔ کہنے والا آگے سے یہ کہے یار مجھ سے کیوں لڑتے ہو یہ تو تھانوی صاحب نے خود اپنی کتاب میں اپنے بارے لکھا ہے تو اس کا شیدائی کہے گا۔ ارے چپ کر تھانوی

صاحب نے لکھا ہے۔ میں مانتا ہوں پر انہوں نے بڑی عاجزی کا انکساری کا اظہار کیلئے ہے وہ کہہ سکتے ہیں ہمیں حق نہیں مسئلہ صاف ہو جائے گا۔ اسی طرح ہم کہیں گے سرکار نے اپنے آپ کو بشر کہا تو یہ میرے آقا نے تواضع کے طور پر کہا۔ سرکار کہہ سکتے ہیں ہمیں حق نہیں۔

پانچواں سوال:

شمائل ترمذی میں یہ حدیث پاک موجود ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ "کَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ" حضور علیہ السلام بشروں میں سے ایک بشر تھے۔ اسی طرح جب سرکار نے حضرت عائشہ کا رشتہ مانگا تو حضرت صدیق نے عرض کیا میں آپ کا بھائی ہوں۔ کیا بھائی کی بیٹی رشتے میں آسکتی ہے۔ دیکھے حضرت عائشہ نے سرکار کو بشر کہا۔ حضرت صدیق نے سرکار کو بھائی کہا۔

جواب:

سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عام محاورے کے لئے بشر کہنا یا یہ عقیدہ رکھنا کہ سرکار ہماری طرح تھے یہ حرام ہے۔ حضرت عائشہ نے حضرت صدیق نے کبھی بھی عام گفتگو میں سرکار کو نہ بھائی کہا نہ بشر۔ یہاں ضرورتاً یہ بات ہو رہی ہے۔ کیسے تو سنئے حضرت صدیقہ سرکار کی سادگی، سرکار کی عام زندگی لوگوں کے سامنے بیان فرما رہی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کوئی بناوٹ نہیں تھی، کوئی تصنع نہیں تھا، سرکار ہر کام اپنے ہاتھ مبارک سے کر لیتے تھے۔ کام کرنے میں کوئی عار، کوئی شرم محسوس نہیں فرماتے تھے۔

اسی طرح حضرت صدیق اکبر نے اپنے کریم آقا سے مسئلہ دریافت کیا کہ

آقا گلے لگاتے مجھے اپنا بھائی فرما دیا کرتے ہیں، کیا اس فرمان پر حقیقی بھائی کے تو احکام جاری نہیں ہوں گے؟ اور میری اولاد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حلال ہو گی کہ نہیں؟ یہ تھے وہ مسائل جن کی وجہ سے حضرت عائشہ نے سرکار کو بشر فرمایا۔ حضرت صدیق نے سرکار کی بارگاہ میں بھائی عرض کیا۔ ورنہ عام کتابیں پڑھ کے دیکھو کبھی صحابہ کرام نے سرکار کو بھائی یا بشر کر کے نہیں بلایا۔

دنیا جانتی، حضرت عائشہ صدیقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی ہیں، لیکن حضرت عائشہ جب حدیث روایت کرتی ہیں تو کہتی ہیں۔

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ"

یہ نہیں کہتی کہ میرے زوج نے فرمایا: بلکہ کہتی ہیں، رسول اللہ نے فرمایا: اسی طرح حضرت عباس سرکار کے چچا تھے لیکن کبھی یہ نہیں کہا میرے بھتیجے نے فرمایا۔ حضرت علی نے کبھی یہ نہیں فرمایا۔ میرے بھائی نے فرمایا۔ بلکہ سب کے سب صحابہ فرماتے ہیں۔

"قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ"

میاں جب انہوں نے رشتے کے ہوتے ہوئے بھائی نہیں کہا بھتیجا نہیں کہا تو ہم نکموں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ سرکار کو بشر یا بھائی کہیں۔ بلکہ ہم تو کہیں گے کہ

کس طرح سے کہاں سے کروں ابتداء
ان کے اوصاف کی کہاں ہے انتہا
ان کا رتبہ ہے کیا خود ہی جانے خدا عزوجل
کروں میں بیاں، وہ کہاں میں کہاں

پھر سوال کرتے ہیں۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور تو میدانِ احد

میں دانت کیوں شہید ہوئے۔ خون کیوں نکلا؟
سرکار نور تھے تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟ اولاد کیوں ہوئی؟ کیا نور بشری لباس میں آ سکتا ہے۔ ان کا جواب فقیر کی کتاب "ذوق خطابت اول ص ۱۸۶ تا ص ۲۰۱" تک دیکھیں، ان کے جوابات موجود ہیں۔

میرے دوستو!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! فقیر نے اپنی حیثیت کے مطابق چند اعتراضات کا جواب لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پڑھنے سمجھنے عمل کرنے استقامت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

"وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ"

طالبِ دعا

ابوالوفا قاری **فیض المصطفیٰ عتیقی**

خال روڈ، سرگودھا

۲۶ ذوالحجہ بروز پیر ۱۴۲۲ھ

انشاءاللہ بہت جلد آپ کے پیارے ہاتھوں میں

سلطانِ کربلا

تصنیفِ لطیف: خطیبِ پاکستان علامہ قاری فیض المصطفیٰ عتیقی صاحب

شہادت کے موضوع پر لاجواب کتاب جس کا ایک ایک لفظ دردمیں محبت امامِ عالی مقام میں ڈوبا ہوا جب پڑھیں گے۔ تو گھر بیٹھے کربلا کا منظر نظروں میں آجائے۔ علامہ عتیقی کے خطابات، شہادت کا نچوڑ، فضائلِ اہلبیت، اہلبیت کون، صحابہؓ و اہلبیت میں تعلق، فلسفۂ شہادت، امام حسین مدینہ سے مکہ، امام مسلم کی شہادت، امام مسلم کے بچوں کی شہادت، مکہ سے کربلا کا سفر، غلامانِ حسین کی شہادت، صبرِ حسین، شہادت امام حسین، شہادت کے بعد کیا ہوا؟ خوبصورت عربی، فارسی، اردو، پنجابی اشعار بے حد آسان زبان بس پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد فون نمبر ۶۲۶۰۴۶۰
عتیقی کتب خانہ، عزیزیہ مسجد واٹر سپلائی روڈ سرگودھا فون ۷۰۰۴۰۵